

الطلبۃ البدیعۃ فی قول صدر الشریعۃ

قول صدر الشریعہ سے متعلق انوکھا مطلوب
۱۳۳۵ھ

تصنیف لطیف: اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا



ALAHAZRAT NETWORK

اعلیٰ حضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

رسالہ

الطبعة البديعة في قول صدر الشريعة

کلام صدر الشریعہ سے متعلق انوکھا مطلوب (ت)

www.ainulmawana.org

نمبر ۵۱ میں تھا کہ نہانا ہو اور پانی صرف وضو کے قابل ہے تو فقط تیمم کرے۔ یہاں شرح وقایہ امام صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت نے اس مسئلہ کو معرکہ الاراکر دیا اُس کے حواشی کے علاوہ اور کتب مثل شرح نقایہ قہستانی و درر علامہ مولیٰ خسرو و در مختار وغیرہ میں اُس کی طرف توجہ مبذول ہوئی اس بحث کو بھی وہاں سے جدا کیا کہ یہ رسالہ ہوا و باللہ التوفیق۔

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وهو المستعان : الذي شرح صدر	ساری خوبیاں خدا کے لیے — اور وہی ہے جس سے
الشریعة والایمان : بارسال	مد وطلب کی جاتی ہے — جس نے جن و انس کے
سید الانس والجان : وقایہ	سردار کو نار سے اہل ایمان کو بچانے کے لیے بھیج کر
للمؤمنین من التیرات : و طہرنا بہ	شریعت اور ایمان کا سینہ کھولا۔ اور ان کے ذریعہ
عن خبیث الکفر وحدث الضلال :	ہمیں کفر کے خبیث اور ضلالت کے حدیث سے پاک کیا۔
ونہانا عن اضراعة السماء والسمال :	اور ہمیں پانی اور مال برباد کرنے سے منع فرمایا۔

عليه وعلى آله الطيبين : واصحابه المطيبين
 الْمُطَيَّبِينَ : و تابعيهم باحسان الى
 يوم الدين : صلاة الله وسلامه كل
 ان وحين : من انزل الانزال الى ابد
 الابد : آمين وعلينا بهم
 يا ارحم الراحمين :

ان پر اور ان کی پاکیزہ آل، پاکیزہ کیے ہوئے پاکیزہ
 کرنے والے اصحاب، اور روز جزا تک بھلائی کے
 ساتھ ان حضرات کی پیروی کرنے والوں پر خدا کی جانب
 سے ہر لمحہ و ہر آن، انزلوں کے انزل سے، ابدوں کے
 ابد تک درود و سلام — قبول فرما — اور
 ان کے طفیل ہم پر بھی — اے سب رحم کرنے والوں
 سے بڑھ کر رحم فرمانے والے۔ (ت)

اقول وباللہ التوفیق میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کی مدد سے۔ ت، اگر کوئی شخص جنب ہو اور اس کے
 ساتھ کوئی ایسا حدیث بھی ہو جو وضو واجب کرے مثلاً پیشاب کیا تھا اس کے بعد جماع کیا یا احتلام سے اٹھا پھر
 پیشاب کیا اور حالت یہ ہو کہ وہ نہانہ سکے اور وضو کر سکے خواہ یوں کہ جنگل میں ہے اور پانی صرف وضو کے قابل ہے
 یا یوں کہ مریض ہے نہانا مضر ہے وضو سے ضرر نہیں یا یوں کہ صبح تنگ وقت محکم اٹھا نہائے تو وقت نکل جائے گا
 اور وضو کی گنجائش ہے اس صورت میں قول امام زفر پر فتویٰ ہے کہ محافظت وقت کے لیے تیم سے پڑھ لے احتیاطاً
 اس پر عمل کرے پھر رعایت اصل مذہب بعد خروج وقت پانی سے طہارت کر کے اعادہ کرے جس کا بیان ہمارے
 رسالہ انظر لقول نراقی میں گزرا۔ اور اب بحمدہ تعالیٰ اُس کی اور تائید قوی پانی کتب جلید معتمدہ محیط و ذخیرہ و
 بنایہ امام عینی میں ہے،

شرح التیسم لدفع الحرج وصيانة الوقت
 عن الفوات ۛ

تیم حرج کے دفع اور وقت کو فوت ہونے سے بچانے
 کے لیے مشروع ہوا ہے۔ (ت)

کفایہ میں ہے،

التيسم شرح لصيانة الصلاة عن الفوات
 (الى ان قال) فلما جاوز الشرح التيسيم
 لتوهم الفوات لاثث يجوز عند تحقق
 الفوات اولی ۛ

تیم اس لیے مشروع ہوا کہ فوت ہونے سے نماز کی حفاظت
 ہو (یہاں تک کہ فرمایا) تو جب شریعت نے فوت
 ہونے کے وہم کی وجہ سے تیم جائز کیا تو فوت ہونے کے
 تحقق و یقین کے وقت بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا۔ (ت)

ان سب صورتوں میں حکم یہ ہے کہ صرف تیمم کرے اور وضو اگرچہ پڑھ نہیں اور اس کے قابل پانی بھی موجود اور وقت میں بھی اس کی وسعت ہے اصلاً نہ کرے وہی تیمم کہ جنابت کے لیے کرے گا حدث کے لیے بھی کافی ہو جائیگا۔ کتب مذہب سے اس پر دلائل کثیرہ ہیں :

دلیل اول : عامۃ معتدات میں تصریح ہے کہ ہمارے ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک ایک ملہارت میں پانی اور مٹی جمع نہیں ہو سکتے مثلاً محدث کے پاس اتنا پانی ہے کہ ہاتھ منہ دھو لے یا جنب کے پاس اتنا کہ وضو کرے یا سارا بدن دھو لے مگر چند انگلی جگہ رہ جائے تو اسے حکم ہے کہ صرف تیمم کرے ان مواضع میں پانی خرچ کرنے کی اصلاً حاجت نہیں کہ جب تک ناخن بھر جگہ باقی رہ جائے گی حدث و جنابت بدستور رہیں گے ان میں ذرہ بھر بھی کم نہ ہو گا کہ ہر حدث چھوٹا یا بڑا آتا ہے تو ایک ساتھ اور جاتا ہے تو ایک ساتھ اس میں حصے نہیں کہ بعض بدن کو حدث یا جنابت اب لاتی ہو بعض کو پھر یا بعض بدن سے اب دور ہو جائے اور بعض سے کچھ دیر میں اور جب بعد صرف بھی حدث بدستور تو پانی کا خرچ کیا ضرور۔ یوں ہی اگر محدث کے اکثر اعضاء وضو یا جنب کا اکثر بدن مجروح ہو تیمم کریں یہ نہیں کہ بتنا بدن صحیح ہے اتنا دھوئیں اور باقی کے لیے تیمم۔ تبیین الحقائق امام فخر الدین زلیعی میں ہے :

انہ تعالیٰ امرنا باحدى الطهارة من علي البدل
ولہما امرنا بالجمع بينهما ومن جمع بينهما فقد
جمع بين الاصل والبدل فصار مخالفا للنص
بنایہ امام عینی میں ہے :

انہ عجوز عن بعض الاصل فيسقط الاعتداد
به مع البدل في حالة واحدة كمن عجز
عن بعض الرقبة في الكفارة ولا يلزم
اذا غسل بعض الاعضاء ثم نضب الماء
لان ما تقدم يسقط ويصير مؤديا للفرض
بالتيمم خاصة۔

وہ اصل کے کچھ حصہ سے عاجز ہو گیا۔ تو بدل کے ساتھ
بیک وقت اس کا شمار ساقط ہے جیسے وہ شخص جو
کفارہ میں بردہ کے بعض حصہ سے عاجز ہو جائے۔
اس پر اس صورت سے اعتراض نہ لازم آئے گا
جب کچھ اعضاء دھو چکا ہو پھر پانی ختم ہو گیا اس لیے
کہ جو پہلے ہوا وہ ساقط ہو جائے گا اور وہ خاص تیمم
سے فرض ادا کرنے والا ہو گا۔ (ت)

علیہ تحقیق ابن امیر الحاج میں ہے ،

اعلم ان الجواب في هذه المسائل يتفرع على اصل مذهبي وهو ان تلفيق اقامة الطهارة الواحدة بالماء والتراب معا غير مشروع عند اصحابنا لان الماء اصل والتراب خلف والجمع بين الاصل والبدل في حكم واحد لا نظير له في الشرع الا ترى ان التكفير بالمال لا يكمل بالصوم ولا بالعكس ولا عدة الحائض بالاشهر ولا ذوات الاشهر بالحيف .

اختیار شرح مختار پھر فرائد المفتین میں ہے :

من به جراحة و عیسی الغسل غسیل بعد فله الا موضعها ولا یتیمم و کذلک اذا كانت في اعضاء الوضوء لان الجمع بينهما جمع بين البدل والبدل ولا نظير له في الشرع .

ہدایہ امام ملک العلماء میں ہے :

لو كان ببعض اعضاء الجنب جراحة او جذري فان كان الغالب هو السقيم یتیمم لان العبرة للغالب ولا يغسل الصحيح عندنا خلافا للشافعي لان الجمع بين الغسل و

واضح ہو کہ ان مسائل کا جواب ایک مذہبی قاعدہ پر متفرع ہے ۔ وہ یہ کہ ایک ہی طہارت کی ادائیگی بیک وقت پانی اور مٹی دونوں سے مخلوط کرنا ہمارے اصحاب کے نزدیک نامشروع ہے ۔ اس لیے کہ پانی اصل ہے اور مٹی نائب ہے ۔ اور ایک حکم کے اندر اصل اور بدل دونوں کو جمع کرنے کی شریعت میں کوئی نظیر نہیں ۔ دیکھئے مال کے ذریعہ کفارہ کی ادائیگی روزے سے پوری نہیں کی جاتی ۔ اسی طرح برعکس بھی نہیں ۔ یونہی حیض والی کی عدت مہینوں سے اور مہینوں والی کی عدت حیض سے تکمیل نہیں پاتی ۔ (ت)

جسے زخم ہوا اور اس کو غسل کرنا ہے تو وہ جگہ چھوڑ کر اپنے بدن کو دھوئے اور تیمم نہ کرے ۔ اسی طرح جب اعضائے وضو میں جراحہ ہو تو وہ جگہ چھوڑ کر باقی دھوئے ، اس لیے کہ دونوں کو جمع کرنا بدل اور بدل کو جمع کرنا ہے اور شریعت میں اس کی کوئی نظیر نہیں ۔ (ت)

جنب کے بعض اعضا میں زخم یا چپک ہو تو اگر اکثر حصہ سقیم ہے تیمم کرے اس لیے کہ اعتبار اکثر کا ہے اور صحیح حصہ کو ہمارے نزدیک دھونا نہیں ہے بخلاف امام شافعی کے ۔ و جریہ ہے کہ دھونا اور تیمم دونوں کو

لہ علیہ

لہ اختیار شرح مختار آخر باب التیمم

مطبع البابی مصر ۲۳/۱

جمع کرنا ممکن ہے مگر جبکہ پانی کی طہوریت میں شک ہو
اور یہ شک موجود نہیں۔ (۱) ان کا کلام شریف
ختم ہوا (ت)

اقول بلکہ اس حالت میں بھی نہیں اس
لیے کہ فی الواقع دونوں میں سے ایک ہی درست ہے
اور دوسرا شرعاً معدوم ہے تو جمع کرنا صرف صورت ہے۔ (ت)

دونوں کو جمع نہ کرے گا اھ یعنی تیمم اور غسل (دھونے)
کو درمختار — غسل غین کے فتح کے ساتھ تاکہ دونوں
طہارتوں کو شامل ہو جائے۔ شامی از حلبی۔ (ت)

اقول بلکہ کوئی یہ وہم نہیں کر سکتا کہ
تیمم اور غسل (بالضم) جمع ہوگا۔ (ت)

دلیل دوم: صاف مطلق ارشاد ہے کہ جنب کے پاس اگرچہ وضو کے لیے کافی پانی موجود ہو وضو نہ کرے
صرف تیمم کرے اور یہ کہ مذہب حنفی کا اس پر اجماع ہے شافعی و حنبلی کو نزاع ہے۔ خواہر الفقاوی امام کو مانی باب
رابع میں ہے :

التيمم ممتنع الا في حال وقوع الشك في
طهورة الماء ولم يوجد له علامة
الشريف -

اقول بل ولا فيها لان الصحيح في
الواقع احدهما والاخر معدوم شرعا فلا
جمع الا صورة -

كفر الدقائق وتزير الابصار

لا يجمع بينهما اھ ای تیمم و غسل در مختار
بفتح الغين ليجمع الطهارة تين ش عن ح -

اقول كل ليس لتوهم ان يتوهم
الجمع بين التيمم والغسل بالضم -

دلیل دوم: صاف مطلق ارشاد ہے کہ جنب کے پاس اگرچہ وضو کے لیے کافی پانی موجود ہو وضو نہ کرے
صرف تیمم کرے اور یہ کہ مذہب حنفی کا اس پر اجماع ہے شافعی و حنبلی کو نزاع ہے۔ خواہر الفقاوی امام کو مانی باب
رابع میں ہے :

عنه ثم رأيت في ش عن البحر قال لان
الفرض يتأدى باحد هما لا بهما فجمعنا
بينهما بالشك اھ ثم رأيت بعينه في
التبيين ۱۲ منه غفر له (م)

پھر میں نے اسے شامی میں بحر کے حوالہ سے دیکھا فرمایا،
اس لیے کہ فرض ایک ہی سے ادا ہوتا ہے دونوں سے
نہیں تو شک کی وجہ سے ہم نے دونوں کو جمع کیا اھ پھر
بعینہ ہی میں نے تبیین میں بھی دیکھا ۱۲ منہ
غفر له۔ (ت)

۵۱/۱

۴۵/۱

۱۸۹/۱

۴/۴

ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

مجتبائی دہلی

مصطفیٰ البانی مصر

۴

شرائط تیمم

باب التیمم

۴

۱۰ بدائع الصنائع

۲۰ در مختار

۳۰ رد المحتار

۴۰

کسی بیابان میں جنابت والا ہے جس کے پاس اتنا پانی ہے جو اس کے وضو کے لیے کفایت کرے تو وہ تیمم کرے گا اور پانی استعمال نہیں کرے گا۔ (ت)

جنب في مفارقة معه من الماء ما يكفي للوضوء فإنه يتيمم ولا يستعمل الماء.

کوئی مسافر جنب ہوا اور اس کے پاس اتنا پانی ہے جو وضو کے لیے کفایت کرے تو وہ تیمم کرے گا۔ (ت)

نوازل امام اجل فقيه ابوالليث پھر خزانة المفتين میں ہے،

مسافر اجنب ومعه ماء يكفي للوضوء فإنه يتيمم خلاصہ میں ہے،

اگر مسافر جنب ہوا اور اسے اسی قدر پانی ملا کہ وضو کرے تو ہمارے نزدیک وہ تیمم کرے گا اور وضو نہیں کرے گا۔ (ت)

فان اجنب المسافر ولم يجد من الماء الا قدر ما يتوضأ فإنه يتيمم ولا يتوضأ عندنا كافي میں ہے،

جنب ہے جس کے پاس وضو کے لیے بقدر کفایت پانی ہے وہ تیمم کرے اور وضو نہ کرے اور امام شافعی کے نزدیک وضو کرے پھر تیمم کرے۔ (ت)

جنب معه ماء كاف للوضوء تیمم ولم يتوضأ وعند الشافعي توضأ ثم يتيمم علیہ میں ہے،

پانی دیکھنا اسی وقت ناقض ہوتا ہے جبکہ بے وضو تھا تو اتنا پانی ہو جو وضو کے لیے کافی ہو اور جنب تھا تو اتنا جو غسل کے لیے کافی ہو ورنہ ناقض نہیں اور یہ اس کی فرع ہے کہ ابتدا میں جب اسے نا کافی پانی ملے تو اسے محل طہارت کے ایک حصے میں استعمال

انما تنقص رؤية الماء اذا كانت يكفي للوضوء ان كان محدثا او الاغتسال ان كان جنبا والا كلا وهذا فرع انه في الابتداء اذا وجد ما لا يكفي لا يستعمله في بعض محل الطهارة بل يتركه

لہ جواہر الفتاویٰ

لہ خزانة المفتين

لہ خلاصة الفتاویٰ

لہ کافی

الفصل الخامس في التيمم

نو کشور لکھنؤ

۳۳/۱

و یتیم لا غیر و هذا قول اصحابنا و مالک
و غیرہ بل حکاہ البغوی عن اکثر
العلماء
غنیہ میں ہے :

من علیہ الغسل اذا یتیم ثم وجد ماء
لا یکنی لغسله او المحدث ماء غیر کاف
لوضوءه لا ینتقض یتیمه ولو کاف معه
ذلک قبل التیمم جائز له التیمم بدون
استعماله خلافاً لشافعی و احمد رحمہما
اللہ تعالیٰ۔

جس کے اوپر غسل فرض ہے جب وہ یتیم کر لے پھر اسے
اتنا پانی ملے جو غسل کے لیے ناکافی ہو یا بے وضو کو
اتنا پانی ملے جو وضو کے لیے کافی ہو تو یتیم نہ ٹوٹے گا
اور اگر قبل تیمم اتنا پانی ہوتا تو بھی اسے استعمال کیے بغیر
اس کے لیے تیمم جائز ہوتا بخلاف امام شافعی و
امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے۔ (ت)

اسی طرح کتب کثیرہ حتیٰ کہ خود شرح وقایہ میں ہے :

اذا کان للجنب ماء یکنی للوضوء لا للغسل
یتیم ثم ولا یجب علیہ التوضی عندنا
خلافاً لشافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

جب جنب کے پاس اتنا پانی ہو جو وضو کے لیے کافی
ہو غسل کے لیے نہیں، تو وہ تیمم کرے اور اس پر
وضو ہمارے نزدیک واجب نہیں بخلاف امام شافعی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔ (ت)

اور سب سے اجل و اعظم محرر المذہب امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کتاب الاصل میں ارشاد ہے :

اجنب و عنده ماء یکنی للوضوء یتیم و
صلیٰ آثرہ فی الکفایۃ و الغنیۃ فصل
مسح الخفین تحت قوله لا یجوز المسح
لمن علیہ الغسل۔

جنب ہوا اور اس کے پاس اتنا ہی پانی ہے جو وضو
کے لیے کافی ہو تو وہ تیمم کرے اور نماز پڑھے اور
اسے کفایہ اور غنیۃ فصل مسح الخفین میں زیر قول
"لا یجوز المسح لمن علیہ الغسل" نقل کیا۔ (ت)

۱۰ غنیۃ المستمل باب التیمم
۱۱ شرح الوقایۃ
۱۲ الکفایۃ مع فتح القدر باب المسح علی الخفین
۱۳ ایضاً

سہیل اکیڈمی لاہور
مکتبہ رشیدیہ دہلی
مکتبہ نوریہ رضویہ کھڑ

ص ۸۴
۹۵/۱
۱۳۵/۱

نظاہر ہے کہ جنابت غالباً حدث سے جدا نہیں ہوتی اگر جماع کیا تو اس سے پہلے مباشرت فاحشہ تھی اور احتلام ہوا تو اس سے پہلے سونا تھا اور مطلقاً انزال بے سبقت خروج مذی نہیں ہوتا یوں ہی بعد ہر انزال بول عادات مستمرہ عامہ سے ہے اور بلتاً بلکہ شرعاً بھی مطلوب کہ منی منفصل بپشہوت کا جو بقیہ ہو خارج ہو جائے ورنہ بعد غسل نکلا تو دوبارہ نہانا ہوگا تو ظاہر ہوا کہ عام جنابتیں حدث سبائی و حدث لاحق دونوں اپنے ساتھ رکھتی ہیں پھر تمام کتب کی تصریح کہ جنب غسل سے عاجز ہو اور وضو پر قادر جب بھی وضو نہ کرے صرف تیمم کرے دلیل صریح ہے کہ جنابت کا تیمم اس وقت جتنے بھی حدث موجود ہوں سب کا رافع ہے تو وضو کیا ضرور فقہائے کرام نادرسورت کا اکثر لحاظ نہیں فرماتے جنابت کے ساتھ حدث کا ہونا تو اس درجہ کثیر و غالب ہے کہ مفارقت ہی شاذ و نادر ہے تو اس حالت میں اگر تیمم جنابت کے ساتھ حدث کے لیے وضو بھی درکار ہوتا تو یوں عام حکم معقول تھا کہ جنب اگر غسل نہ کر سکے اور وضو پر قادر ہو تو تیمم کے ساتھ وضو لازم ہے کہ صورت نادرة اقتراق کا لحاظ نہ فرمایا نہ کہ غالب کو ساقط النظر فرما کر یوں عام حکم دیں بلکہ فی مثل الجنایۃ لا تنفک عن حدث یوجب الوضوء اھ (بلکہ شامی میں ہے: جنابت وضو واجب کرنے والے حدث سے جدا نہیں ہوتی۔ ت)

وہذا ظاہرہ للزوم اقوال ان حمل علی الغالب والافعلی کمین اجنبیہ لم یجید الا ما یکفی للوضوء فتیمم ثم احدث فتوضاً ثم وجد ما یکفی للغسل فقد عاد جنباً من دون حدث۔

اس عبارت کا ظاہر یہی بتاتا ہے کہ جنابت اور حدث میں لزوم اقوال اسے اگر اکثر پر محمول کریں تو ٹھیک ہے ورنہ جنابت حدث سے جدا کیوں نہیں ہوتی؟ اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص جنب ہوا اور اسے اتنا ہی پانی ملا جو وضو کے لیے کفایت کر سکے تو اس نے تیمم کیا پھر اسے حدث ہوا تو وضو کیا پھر اسے اتنا پانی ملا جو غسل کے لیے کافی ہے اب وہ پھر جنب ہو گیا اس کی جنابت حدث سے جدا ہے۔ (ت)

ویل سوم: تصریح فرماتے ہیں کہ جنب کے پاس وضو کے لیے کافی پانی ہو تو اس پر وضو اس حالت میں ہے کہ جنابت کے لیے تیمم کے بعد حدث واقع ہو بہت عبارات آگے آتی ہیں اور نوازل امام فقیر ابو الیثیم پھر فرماتے: المتفقین میں ہے:

اذا احدث بعد التیمم ومعہ ما یکفی جب اس تیمم کے بعد حدث ہوا اور اس کے پاس وضو

للموضوء فانه يتوضوء بالله۔
 فتح القیرو درر الحکام و شرح نقایہ بر جندی و بحر الرائق حتی کہ خود شرح و قایہ مسح الخفین میں ہے :
 واللفظ له تیمم للجنابت فان احدث الفاظ شرح و قایہ ہی کے ہیں : جنابت کا تیمم کیا اگر
 بعد ذلك توضأ۔
 اس کے بعد حدث ہو تو وضو کرے۔ (ت)
 یہ تفسیر صاف بتا رہی ہے کہ تیمم جنابت سے پہلے جو حدث ہو اس کے لیے وضو نہیں یہی تیمم اُسے بھی رفع کر دے گا
 بلکہ خود کتاب مبسوط میں ارشاد مقرر المذہب بعد بعد عبارت مذکورہ ہے :
 فان احدث وعنده ذلك الماء توضأ۔
 پھر اگر حدث ہو اور اس کے پاس وہ پانی موجود ہے
 تو وضو کرے۔ (ت)

تیمم جنابت کے بعد جو حدث ہو اس میں حکم وضو فرمایا۔
 فان قلت ما تفعل بما نقل في
 العناية ولو بلفظة قيل في مسألة الاصل
 هذه اذ قال تحت قول الهداية لا يجوز
 المسح لمن عليم الغسل قيل صورته
 توضأ ولبس الخف ثم اجنب ثم وجد
 ماء يكفي للوضوء لا لاغتسال فانه يتوضأ
 ويغسل رجليه ولا يمسح ويتيمم
 اگر سوال ہو اسے کیا کیا جائے جو غنایہ
 کے اندر اسی مسئلہ مبسوط میں نقل ہے اگرچہ "قيل"
 کے لفظ سے ہے۔ ہدایہ کی عبارت ہے "اس کے لیے
 مسح جائز نہیں جس کے اوپر غسل ہو" اس کے تحت
 صاحب غنایہ لکھتے ہیں : کہا گیا اس کی صورت یہ ہے
 کہ وضو کر کے موزہ پہن لیا پھر جنابت ہوئی پھر اتنا
 پانی ملا جو وضو کے لیے کفایت کر سکتا ہے غسل کے لیے

عہ ہو فی نسخۃ البرجندی معز و للنهاية
 لكن في البحر عن النهاية لا يتأقی الاغتسال
 مع وجود الخف ملبوسا اه والله تعالى اعلم
 ۱۲ منہ غفرلہ (م)
 میرے نسخہ بر جندی میں اس پر نہایہ کا حوالہ ہے لیکن
 بحر میں نہایہ سے یہ نقل ہے : "موزہ ملبوس ہوئے
 غسل نہیں ہو سکتا اھ اور خدائے بزرگ و برتر خوب
 جاننے والا ہے ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

۱۔ فرائد المصنفین

۲۔ شرح الوقایہ باب التیمم
 ۳۔ مبسوط امام محمد

مکتبہ رشیدیہ دہلی
 ۱۰۸/۱
 ۱۰۴/۱
 ادارة القرآن کراچی

نہیں تو یہ وضو کریگا اور اپنے پیروں کو دھوئے گا، مسح نہیں کریگا اور جنابت کا تیمم کرے گا۔ (ت)

اقول اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمائے۔ انہوں نے حدیث کا تو کوئی ذکر ہی نہ کیا۔ اگر ان کے بلا قید ذکر کرنے سے استدلال ہے تو وضو ایسے جناب پر بھی واجب ہوگا جس کے ساتھ کوئی حدیث نہیں اور اسے وضو کا پانی مل گیا اور یہ باجماع حنفیہ قطعاً باطل ہے یہاں تک کہ امام شارح وقایہ کی آنے والی عبارت کا ظاہر بھی یہ نہیں بلکہ عنایہ کی عبارت بالاکام مطلب یہ ہے کہ اس کے بعد جب اسے وضو کی ضرورت ہو تو وضو کریگا اور اپنے پیروں کو دھوئے گا جیسا کہ ایضاح میں علامہ وزیر کی عبارت اور مجمع الانہر میں شیخی زادہ کی عبارت خود اسی صورت مسئلہ کے بیان میں ہے دونوں حضرات فرماتے ہیں، جس نے وضو پر اپنے موزے پہنے پھر مدت مسح میں جنابت لاحق ہوئی تو وقت وضو اپنے موزے نکالے اور پیروں کو دھوئے۔ (ت)

جب بنائے امر وضو کی احتیاج پر ہے تو مذکورہ وہم پر عبارت کی کوئی دلالت ہی نہیں۔ اس لیے کہ ہم کہتے ہیں اسے اس کی ضرورت اس وقت ہوگی جب جنابت کا تیمم کرنے کے بعد پھر اسے حدیث ہو۔ ان کی عبارت ”ویتیمم“ میں واو ترتیب کا نہیں۔ تو معنی یہ ہے کہ پھر وہ جناب ہو تو جنابت کا

اقول برحمہ اللہ تعالیٰ فلم يذكر الحديث اصلاً فان احتج بارساله وجب الوضوء على جناب لا حدث معه ووجد وضوء وهو باطل قطعاً باجماع الحنفية حتى ظاهراً العبارة الآتية للامام شارح الوقاية بل معناه قطعاً انه اذا احتاج بعد ذلك للوضوء يتوضؤ ويغسل رجليه كما هو عبارة العلامة الوزير في الايضاح وشیخی مراده في مجمع انہر فی نفس هذا التصوير اذ قال من لبس خفيه على وضوء ثم اجنب في مدة المسح يفسخ خفيه ويغسل رجليه اذا توضأ اهـ۔

واذا ابتلى الامر على حاجة الوضوء لم يتبق للعبارة دلالة على ما توهمت فاننا نقول انما يحتاج اليه اذا حدث بعد تيممه للجنابة والواو في قوله ويتيمم ليست للترتيب فالمعنى ثم اجنب فتيمم للجنابة ثم احدث ثم

وجد الماء الخ

وَأَنْظِرْ عِبَارَةَ الْفَاضِلِ مَعِينِ الْهَرَوِيِّ
فِي شَرْحِ الْكَفَى فِي نَفْسِ الْمُصَوِّرِ تَوْضُأً وَ
لَيْسَ الْخَفْثُ ثُمَّ اجْنِبْ فَيَتِمُّ لِلْجَنَابَةِ ثُمَّ أَحْدَثَ
ثُمَّ وَجَدَ مَا يَكْفِي لِلْوَضُوءِ لَا لِلَاغْتِسَالِ فَإِنَّهُ
يَتَوَضَّأُ وَيَغْتَسِلُ رَجُلِيهِ وَلَا يَمْسَحُ وَ
يَتِمُّ لِلْجَنَابَةِ اهـ

فَالْعِبَارَةُ عَيْنُ عِبَارَةِ الْعَنَابَةِ وَ
قَدْ أَبْرَزَ كُلَّ مَا قَدَرَهُ وَرَحِمَهُ اللَّهُ
اخِي چلی اذ نقل عبارة العناية هذه
واسقط منها قوله ويتيمم للجنابة و
اللہ تعالیٰ اعلم۔

تیمم کرے پھر اسے حدث ہو پھر پانی پائے الخ
شرح کنز میں فاضل معین ہروی کی عبارت
نمود اسی صورت مسئلہ کے بیان میں ملاحظہ ہو: وضو
کیا اور موزہ پہن لیا پھر اسے جنابت ہوئی تو جنابت
کا تیمم کیا پھر اسے حدث ہوا پھر اسے اتنا پانی ملا جو
صرف وضو کے لیے کافی ہے غسل کے لیے نہیں تو وہ
وضو کرے گا اور اپنے پیروں کو دھوئے گا اور مسح نہیں
کرے گا اور جنابت کے لیے تیمم کرے گا (ت)
یہ عبارت بعینہ عنایت کی عبارت ہے اور ہر ایک نے
اپنا اندازہ بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ انہی چلی پر رحم کرے
کیونکہ انہوں نے عنایت کی یہی عبارت نقل کی ہے اور
اس سے اس کا یہ قول "ويتيمم للجنابة" ساقط
کر دیا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

دلیل چہارم: اس کی تفسیر فرماتے ہیں کہ تیمم جو پہلے ہو چکا حدث متاخر کو زائل نہ کرے ظاہر ہوا کہ
جنابت کے لیے تیمم سے پہلے جو حدث ہو گا تیمم اسے بھی زائل نہ کر دے گا۔ کافی امام جلیل ابوالبرکات نسفی میں ہے:
جب نے غسل کیا کچھ جگہ چمکتی رہ گئی اور اس کا پانی
ختم ہو گیا تو جنابت باقی رہنے کی وجہ سے وہ تیمم کرے
اس لیے کہ زائل ہونے اور ثابت ہونے کسی معاملہ
میں جنابت حصہ حصہ نہیں ہوتی (جاتی ہے تو ایک ساتھ،
آتی ہے تو ایک ساتھ) تو اگر اس نے تیمم کیا پھر اسے
حدث ہوا تو حدث کے لیے تیمم کرے اس لیے کہ اس کا
تیمم جنابت حدث سے پہلے ہو چکا۔ تو بعد والے حدث

جَبَّ اغْتَسَلَ وَبَقِيَ لَمْعَةٌ وَفِي مَاءِهِ يَتِمُّ
لِبَقَاءِ الْجَنَابَةِ لَا نَهَا لَا تَجْزِي نَوَالًا وَ
ثَبُوتًا فَانْتِمْ ثُمَّ أَحْدَثَ يَتِمُّ لِلْحَدَثِ
لَا نَتِمُّهُ لِلْجَنَابَةِ مَتَّقِدَ مَعْلَى الْحَدَثِ
فَلَمْ يَجْزِ عَنِ الْحَدَثِ التَّوْخُرُ كَمَا لَوْ اغْتَسَلَ
عَنِ الْجَنَابَةِ ثُمَّ أَحْدَثَ عَلَيْهِ
أَنْ يَتَوَضَّأَ وَلَمْ يَجْزِ الْغَسْلُ عَنْ

اسے حدیث ہوا تو اب سے وضو کرنا ہے اور غسل سابق، حدیث متأخر سے کفایت نہ کر سکے گا۔ (ت)
 سے کفایت نہ کرے گا۔ جیسے اگر جنابت کا غسل کیا پھر

دلیل پنجم : اُس کی توجیہ میں یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ جنابت کے لیے تیمم کر لینے کے بعد جو حدیث ہوا تو اب یہ جنب نہیں کہ جنابت تو تیمم سے زائل ہو چکی نرا محدث ہے اور وضو کے لیے پانی موجود ہے تو وضو لازم ہے صاف اشعار فرمایا کہ اس وقت بھی اگر یہ جنب ہوتا وضو نہ کرتا صرف تیمم جنابت و حدیث دونوں کے رفع کو کافی ہوتا ورنہ اس فرمانے کے کیا معنی کہ اور یہ جنب نہیں و هذا اظهر من ان ينظهر (یہ اس سے زیادہ واضح ہے کہ اس کی وضاحت کی جائے۔ ت)
 بدائع ملک العلماء میں ہے :

الجنب اذا وجد من الماء قدر ما يتوضأ به لا يغتسل الا بجزءه التيمم عندنا لان الغسل اذا لم يغتسل الجوانب كانت الاشتغال به سفها مع ان فيه تضييع الماء وانه حرام فصار كمن وجد ما يطعم به خمسة مساكين فكفر بالصوم ويجوز ولا يؤمر باطعام الخمسة لعدم الفائدة فكذا هذا بل اولى لان هناك لا يؤدى الى تضييع المال لحصول الثواب بالتصدق ومع ذلك لم يؤمر به لما قلنا ففهمنا اولى ولو تيمم الجنب ثم احدث بعد ذلك و معه من الماء قدر ما يتوضأ به فانه يتوضأ به لان هذا محدث وليس بجنب ومعه من الماء

جنب کو جب اتنا ہی پانی ملے جس سے صرف وضو کر سکے تو ہمارے نزدیک تیمم اسے کافی ہوگا اس لیے کہ وضو کرنے سے جب بجا نماز کا فائدہ نہیں حاصل ہو سکتا تو اس میں مشغولی بے وقوفی ہے۔ ساتھ ہی اس میں پانی کی بربادی بھی ہے اور یقیناً یہ حرام ہے۔ تو اس کا حال اس کی طرح ہو جسے اسی قدر ملا کہ اس سے پانچ مسکینوں کو کھلا سکے اس لیے اس نے روزوں سے کفارہ ادا کیا تو جائز ہے اور اسے پانچ کو کھلانے کا حکم نہیں دیا جائیگا اس لیے کہ بے فائدہ ہے۔ اسی طرح یہ بھی ہے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر ہے اس لیے کہ وہاں مال کی بربادی تک معاملہ نہیں پہنچتا کیونکہ صدقہ کرنے کا ثواب مل جائے گا، اس کے باوجود اس کا اسے حکم نہ دیا گیا تو یہاں بدرجہ اولیٰ حکم نہ ہوگا۔ اور اگر جنب نے تیمم کیا پھر اس کے

کافی

قدس ما يكفيه للوضوء فيتوضؤ به
بعد اسے حدیث ہوا اور اس کے پاس اتنا پانی ہے
جس سے وضو کر لے تو وہ وضو کرے گا کیونکہ یہ بے وضو

ہے جنب نہیں ہے اور اس کے پاس اتنا پانی ہے جو وضو کے لیے کافی ہے تو اس سے وضو کرے گا۔ (ت)
یونہی در مختار میں ہے :

لو تيسم للجنباة ثم احدث صابرا محدثا
لا جنباً فيستوضأ
اگر جنبات کا تیمم کیا پھر اسے حدیث ہوا تو وہ محدث
ہے جنب نہیں اس لیے وضو کرے گا۔ (ت)

تیمم کے بعد حدیث پر حکم وضو کو اس پر متفرع کیا کہ اب وہ محدث ہے جنب نہیں یعنی جنب ہوتا تو حدیث کے
باعث وضو کرتا و لہذا ردالمحتار میں فرمایا :

افاد انه اذا وجد ماء يكفيه للوضوء فقط
انما يتوضأ به اذا احدث بعد تيممه
عن الجنابة اما لو وجده وقت التيمم
قبل الحدث لا يلزمه عندنا الوضوء به
عن الحدث الذي مع الجنابة لانه
عبث اذا بدله من التيمم اهـ
اس سے یہ افادہ فرمایا کہ جب اسے اتنا پانی ملے
جس سے صرف اس کا وضو ہو سکتا ہو تو وہ اس سے
وضو کرے گا جبکہ اسے اپنے تیمم جنبات کے بعد
حدیث ہوا ہو ، لیکن اگر یہ پانی تیمم ہی کے وقت قبل حدیث
ملے تو ہمارے نزدیک اسے اس حدیث سے تیمم جنبات
کے ساتھ ہے وضو کرنا لازم نہیں کیونکہ عبث ہے اس لیے
کہ تیمم اس کے لیے ضروری ہے۔ (ت)

تنبیه : قول ملک العلماء قدس سرہ فیہ تضييع الماء تبعه فيه الامام
النسفي في الكافي فقال لئانه اذا لم يطهر
عن الجنابة باستعماله تكون
تضييعاً اهـ
تعلیہ : ملک العلماء قدس سرہ کا ارشاد
”فیہ تضييع الماء“ (اس میں پانی برباد کرنا ہے)
اس پر امام نسفی نے ان کی پیروی کی ہے — وہ
فرماتے ہیں : ”ہماری دلیل یہ ہے کہ اس کے استعمال
سے جب وہ جنبات سے پاک نہ ہوا تو یہ برباد کرنا
ہی ہے“ (ت)

۵۰/۱

مکتبہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

۲۵/۱

مطبع مجتہدانی دہلی

۱۸۴/۱

مکتبہ مصطفیٰ الباقی مصر

لے بدائع الصنائع شرائط التیمم

باب التیمم

لے رد المحتار

لے کافی للامام النسفی

وتبعهما الا مام الزيلعي في التبیین
فقال اذا لم يفد كان الاشتغال عبثا
وتضييعا للماء في موضع عزته وتضييع
المال حرام اهـ

وتبعهم المحقق في الفتح فقال
لا يفيد اذ لا يتجزأ بل الحدث قائم ما بقي
اد في لمعة فيبقى مجرد اضاعة مال
خصوصا في موضع عزته مع بقاء الحدث
كما هو اهـ

وتبعه في الحلية والبحر على
الفاظه وثرادت الحلية وقد صرح عن
رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم انه
قال وانحنى امتي عن اضاعة المال اهـ
والفقير تبعهم فيما مضى واجد ربهم
للا تباع

اقول لكن للعبد الضعيف نظر
فيه قوي فانه وان لم يرفع الحدث
لعدم تجزیه فلا شك انه يسقط الفرض

تبيين میں امام زیلعی نے ان دونوں حضرات کی
پیروی کی ہے۔ تو فرمایا: جب یہ بے فائدہ ہے
تو اس میں مشغولی عبث ہے اور ایسی جگہ پانی برباد کرنا،
جہاں پانی کم یا بے اور مال برباد کرنا حرام ہے اهـ
اور محقق علی الاطلاق نے فتح القدير میں ان
حضرات کی پیروی کرتے ہوئے فرمایا: ”بے فائدہ ہے
اس لیے کہ حدث کی تجزی نہیں ہوتی بلکہ جب تک
ذرا سا بھی حصہ چھوٹا رہے گا حدث رہے گا تو صرف
مال کی بربادی باقی رہ جائے گی خصوصاً ایسی جگہ جہاں
پانی کیا بے باوجودیکہ حدث جیسے تھا ویسے ہی باقی
رہے گا۔“ اهـ (ت)

اب علیہ اور بحر نے الفاظ میں بھی ان کی پیروی
کی علیہ نے مزید یہ فرمایا: حالانکہ رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بروایت صحیح ثابت
ہے کہ فرمایا: ”اور میں اپنی امت کو مال برباد کرنے
سے منع فرماتا ہوں“ اهـ۔ فقیر نے بھی ماضی میں
انہی حضرات کی پیروی کی اور وہ ان کی پیروی کا
زیادہ مستحق ہے۔

اقول لیکن بندہ ضعیف کو اس میں نظر
قوی ہے کیونکہ اس سے حدث غیر متجزی ہونے کے باعث
اگرچہ ختم نہیں ہوتا لیکن اس میں شک نہیں کہ جس حصے

نہک پانی پہنچے گا اس سے فرض ساقط کر دے گا۔ اتنی افادیت کافی ہے۔ اس کی وقعت اس وقت اور بڑھ جائیگی جب اس کے بعد اسے اتنا پانی ملے جو اسے استعمال کرنے کے بعد بقیہ اعضا کے لیے کافی ہو۔ اور اگر اسے چھوڑ کر چلا جائے پھر یہ ملے تو ناکافی ہوگا۔

امام رضی الدین سرخسی نے محیط میں فرمایا ہے: "اس صورت میں جبکہ غسل کر لیا اور کچھ جگہ چمکی رہ گئی پھر اتنا پانی ملا جو اس کے لیے کافی نہیں تو اگر چاہے جنت کم کرنے کے لیے اس جگہ کا کچھ حصہ دھو لے"۔ اھ

حلیہ کے اندر اسے نفل کرنے کے بعد ویسے ہی ایک دوسرے مسئلہ میں یہ لکھا: "چھوٹی ہوئی جگہ سے جو ہو سکے جنابت کم کرنے کی خاطر دھو لے"۔ اھ

خزانة المفتین میں امام السبجانی کی شرح طحاوی سے نقل ہے: "اگر کافی نہ ہو تو جس قدر کفایت کرے دھو لے تاکہ جنابت کم ہو سکے اور تم کرے"۔ اھ

اسی کے مثل خلاصہ، شرح وقایہ اور بہت سی کتابوں میں ہے۔ بلکہ خود کافی میں لکھا ہے: "جنب کی پشت پر چھوٹی ہوئی جگہ ہے اور اعضا وضو دھونا مجہول گیا اب جو پانی ہے کسی ایک ہی کے لیے کفایت کر سکتا ہے تو دونوں میں سے جس میں چاہے اسے صرف کرے۔ اس لیے کہ ہر ایک نجاست جنابت

عما یصیبہ وکفی بہ فائدة ویعظم وقعه اذا وجد بعده ما یکفی للبقا بعد هذا الاستعمال ولو ترکہ وراح ثم وجد هذا الم یکف۔

وقد قال الامام مرضی الدین السرخسی فی المحيط فیما اذا اغتسل وبقیت لمعة ثم وجد ماء لا یکفی لہا یغسل شیئاً من اللعة ان شاء تعظیلاً للجنابة۔ اھ

قال فی الحلیة بعد نقلہ فی مسألة أخرى نظیرہ ما نصد یغسل من اللعة ما یتاقی تعظیلاً للجنابة۔ اھ

وفی خزانة المفتین عن شرح الطحاوی للامام الاسبجانی وان کان لا یکفی یغسل مقدراً ما یکفیہ حتی تقل الجنابة ویتم اھ ومثله فی الخلاصة وشرح الوقایة

وکثیر من الکتب بل قد قال فی الکافی نفسه جنب علی ظہرہ لمعة ونسی اعضاء وضوئہ وماء وہ یکفی احدهما صرفہ الی ایہما شاء لان کل واحد نجاسة الجنابة فاعضاء الوضوء اولى باقامة

لہ محیط رضی الدین السرخسی

لہ حلیہ

لہ خزانة المفتین

ہی ہے تو اعضائے وضو بہتر ہوں گے تاکہ سنت کی
ادائیگی ہو جائے۔" اھ

اسی کے ہم معنی ہندیہ میں عتباتی کی شرح زیادت
سے نقل ہے۔ تو یہ صرف کرنا تعقل جنابت کے لیے ہے
جیسا کہ امام السیجانی، امام رضی الدین سرخسی، امام
طاہر بخاری، امام صدر الشریعہ، امام محمد حلبي وغیرہم
نے اس کی صراحت فرمائی۔ ورنہ دونوں عمل (دھوا
اور تیمم) جمع کرنا لازم آتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یرپانی
برباد کرنا نہیں اور اس سے کوئی حرمت و شناعیت
لازم نہیں آتی۔ (ت)

اقول بلکہ اسے اگر مستحب شمار کیا جائے
تو بعید نہ ہوگا کیونکہ اس میں امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ
عنه کے اختلاف سے بچنا ہے اور اختلاف سے بچنا
جب تک کہ اپنے مذہب کا کوئی مکروہ نہ لازم آئے
بلا خلاف مستحب ہے۔ اور کراہت نہ ہونا ان نصوص
سے معلوم ہو گیا جو ہم نے نقل کئے۔ (ت)

دلیل ششم تصریحات ہیں کہ آیت کریمہ فلم تجدوا ماء میں وہ پانی مراد ہے جس کا استعمال اسے
قابل نماز کرنے اتنا پانی کہ اسے استعمال کیے پر بھی قابلیت نماز نہ پیدا ہو (اقول یعنی یوں کہ اتنا پانی
جس کے استعمال پر اسے قدرت ہے اور زائد بوجہ فقہان یا ضرر یا تنگی وقت مقدور نہیں تحصیل طہارت
کے لیے کافی نہ ہو اس سے زیادہ کی حاجت ہو ورنہ اگر یہ فی نفسہ مقدار مطلوب پر ہے اور کوئی اور وجہ مانع تو
اس پانی کے مورث قابلیت ہونے میں خلل نہیں) نہ ابتداءً مانع تیمم ہے نہ انتہاءً اس کا ناقض اس کا وجود و عدم
برابر ہے۔ بدائع امام ملک العلماء میں ہے :

المراء من الماء المطلق في الآية آیت میں ماء مطلق سے مراد مقید ہے اور

وبعداه في الهندية عن شرح
الزيادات للعتابي فهذا الصنف ليس بالتقليلا
لجنابة كما صرح به الاثمة الاسي جاني و
مريض الدين السرخسي و طاهر البخاري و
صدر الشريعة و محمد الحلبي و غيرهم
واللزم الجمع بين الوظيفتين فعلم ان
ليس باضاعة ولا يوجب حرمة ولا شناعة.

اقول بل لا يبعد ان يعد مستحبا
لما فيه من الخروج عن خلاف الامام
الشافعي رضي الله تعالى عنه والخروج عن
الخلافت مستحب بلا خلاف مالم يلزم
مكروه مذهب و انتفاء الكراهة قد علم
مما اشرنا من النصوص.

المراء من الماء المطلق في الآية

هو المقيد وهو الماء المقيد لا باحة الصلاة
عند الغسل ^{لہ}۔

تبیین الحقائق امام فخر الدین میں ہے :

الغسل المأمور به هو المبيح للصلاة وما
لا يبيحها فوجوده وعدمه سواء ^{لہ}۔

بنایہ امام بدر محمد میں ہے :

المحدث او الجنب اذا وجد بعض ما يكفيه
من الماء لطها مرتة فعدم وجوب الاستعمال
مذهبنا ومذهب مالك واكثر العلماء
لان الآية سيقت لبيان الطهارة المحكية
فكان قوله تعالى فلم تجدوا ماء فامسوا
بماء من الارض فامسوا فامسوا فامسوا
محلا للصلاة وبوجود ما لا يكفي لو وجد
ما يحل ^{لہ}۔

یہ وہ پانی ہے کہ اگر اس سے دھویا جائے تو جواز
نماز کا فائدہ دے۔ (ت)

جس دھونے کا حکم دے دیا گیا ہے یہ وہ ہے جس سے
نماز جائز ہو جائے اور جس سے نماز جائز نہ ہو اس کا
ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ (ت)

بے وضو یا جنب کو جب اپنی طہارت کے لیے کفایت
کرنے والے پانی میں سے کچھ ہی ملے تو اس کا استعمال
واجب نہیں۔ یہ ہمارا امام مالک اور اکثر علماء کا
مذہب ہے۔ اس لیے کہ آیت کریمہ طہارت حکم کے
بیان کے لیے آئی ہے، تو ارشاد باری تعالیٰ
فلم تجدوا ماء ^{لہ} (پھر تم پانی نہ پاؤ) سے مراد
ایسا آب طہارت جو نماز مباح کرنے اور ناکافی پانی
ہونے سے وہ نہ پایا گیا جو نماز حلال کرے۔ (ت)

فتح معقن حیث اطلق میں مجمل پھر علیہ میں موصفاً مفضلاً ہے :

واللفظ لها قلنا المراد بالماء في النص
ما يكفي لانزاله المانع لانه سبغنه امر
بغسل جميع البدن في حق الجنب و
معلوم ان ذلك بالماء ثم نقل الى التيمم
عند عدمه بقوله عز وجل فلم تجدوا

الفاظ علیہ کے ہیں، ہم کہتے ہیں نص میں پانی سے مراد
وہ ہے جو از الہ مانع کے لیے کافی ہو اس لیے کہ
خدائے پاک نے حق جنب میں پورا بدن دھونے کا حکم
فرمایا ہے اور معلوم ہے کہ یہ پانی ہی سے ہوگا۔ پھر
پانی نہ ہونے کے وقت ارشاد باری عز وجل فلم تجدوا

لہ بدائع الصنائع باب التيمم مکتبہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۵۱/۱

لہ تبیین الحقائق " مکتبہ امیریه بولاق مصر ۴۱/۱

لہ البنایہ شرح الہدیۃ باب الماء الذي يجوز به الرضوء ملک سنز فیصل آباد کراچی ۳۲۳/۱

ماء فبالضرورة يكون التقدير ان لم
تجدوا ماء تغسلون به جميع ابدانكم جنباً
فيتيموا وهذا كما يصدق عند عدم الماء
اصلاً يصدق عند وجود الماء غير كاف
لذلك فيلتعين التيمم في هذا
الاول

ماء ” (پھر تم پانی نہ پاؤ) سے حکم تیمم کی طرف منتقل
ہو گیا۔ تو ضروری طور پر تقدیر کلام یہ ہوگی، اگر تم ایسا
پانی نہ پاؤ جس سے اپنا پورا بدن بحالت جنابت
دھو سکو تو تیمم کرو۔ اور یہ بات جیسے بالکل پانی نہ ہونے
کے وقت صادق ہے ویسے ہے ناکافی پانی ہونے
کے وقت بھی صادق ہے تو اول کی طرح اس میں بھی
تیمم متعین ہے۔ (ت)

کفایہ امام جلال الدین پھر بحر محقق زین العابدین میں ہے،
واللفظ له الآية سيقت لبيان الطهارة الحكيمة
فكان التقدير فلم تجدوا ماء محللاً للصلاة
وباستعمال التقليل لم يثبت شيء من الحل
فان الحل حكم والعلة غسل الاعضاء
كلها وشئ من الحكم لا يثبت ببعض العلة
كبعض النصاب في حق الزكاة وبعض الرقبة
في حق الكفارة كذا ذكره كثير من الشروح

الفاظ بحر کے ہیں، آیت طہارت حکیمہ کے بیان کے لیے
آئی ہے، تو تقدیر کلام یہ ہوگی، پھر تم نماز کو حلال
کرنے والا پانی نہ پاؤ — اور قلیل کے استعمال کرنے
سے کچھ بھی علت ثابت نہ ہوئی، کیونکہ علت حکم ہے۔ اور
سارے اعضاء کو دھونا علت ہے۔ اور کوئی حکم
بعض علت سے ثابت نہیں ہوتا جیسے حق زکاۃ میں بعض نقصان
اور حق کفارہ میں بعض بردہ کا حال ہے۔ اسی طرح
بہت سی شروح میں مذکور ہے۔ (ت)

اور ظاہر ہے کہ جنابت کے ساتھ اگرچہ سوغت ہوں وضو کر لینا ہرگز اُسے نماز کے قابل نہیں کر سکتا تو جب
اسی قدر پانی پر قدرت ہے اُس کا ہونا نہ ہونا یکساں۔ اگر اتنا پانی بھی نہ پاتا کیا کرنا۔ صرف تیمم۔ اب بھی صرف تیمم
ہی کرے۔

دلیل ہفتم؛ شرح وقایہ میں جو خود اپنی اور تمام ائمہ کی تصریحات کے خلاف ایک موہم عبارت واقع
ہوئی جس سے یہ متبادر کہ جنابت کے ساتھ حدث بھی ہو تو وضو کرے اور جنابت کے لیے تیمم عامہ مٹھیں و کبرے
ناظرین یک زبان اُس کی تاویل کی طرف جھکے کہ ساتھ سے مراد بعد ہے یعنی جنب نے تیمم کر لیا اس کے بعد حدث ہوا

اور پائی قابل وضو حاضر ہے تو اب وضو کرے کہ گزشتہ تیم بعد کے حدث میں کام نہیں دے سکتا جیسے نہالینے کے بعد حدث ہوتا تو وضو کرنا لازم تھا نہ یہ کہ جنابت کا تیم رفع حدث سابق کو کافی نہیں تیم کے ساتھ وضو بھی کرنا پڑے کہ یہ بلاشبہ مذہب کے خلاف اور اس کا بطلان ظاہر و صاف۔ خلاصہ یہ کہ طہارت و حدث میں جو متاخر ہے سابق کو رفع کر دیتا ہے تو جنابت کے ساتھ اگر ہزار حدث ہوں جب تیم کرے گا سب رفع ہو جائیں گے لہذا واجب کہ عبارت شرح وقایہ کو حدث بعد تیم پر محل کریں۔ علما کا تاویل پر ہجوم روشن دلیل ہے کہ حکم وہ نہیں جو اس کے ظاہر سے مفہوم و لہذا جس نے تاویل نہ پائی اعتراض کر دیا بہر حال اس کا ظاہر کسی نے مسلم نہ رکھا۔

اللهم الا الفاضل القرہ باغی فی حاشیئہ علی
شرح الوقایہ کما سیأتی ان شاء اللہ
تعالیٰ۔
ہاں مگر فاضل قرہ باغی نے شرح وقایہ پر اپنے
حاشیہ میں — جیسا کہ ان کا کلام ان اشارت
تعالیٰ آئے گا۔ (ت)

اقول تعجب ہے کہ علامہ وزیر اس پر ایضاح میں
خاموش رہے جبکہ انا میں شارح و مائن پر اعتراض
سے ان کو بہت زیادہ دلچسپی ہے۔ خدا سب پر
رحمت فرمائے۔ یہاں تک کہ لفظی گرفتوں تک
تجاوز کر گئے اور اپنے فقہی تبن کا نام "اصلاح"
اور اصولی تبن کا نام "تغییر التفتیح" رکھا مگر دیہاں وہ
ساکت رہے تو، ساکت کی طرف تو کوئی قول منسوب
نہیں کیا جاسکتا۔ ہندیہ نے شرح وقایہ کا یہ کلام
ایک تقریر سے ثابت کیا ہے۔ یوں تو اس انداز پر
جمع شدہ زیادہ ترقی وادی کا بڑا مقصد جمع و تلفیق
ہوتا ہے۔ اسی لیے تنقیح و تحقیق سے بحث
کرنے والی شروح کو ایسے فتاویٰ پر
ترجیح حاصل ہے۔ (ت)

اقول والتعجب من علامة الوزير سکت
عنه فی الايضاح مع شدة ولوعه بالاعتراض
علی اکامامین الشارح والماقن رحم
اللہ الجميع حتی تجاوز الی المؤاخذات
اللفظیة وسمى متنه الفقہی الاصلاح و
الاصولی تغیر التفتیح غیر انه لا ینسب الی
ساکت قول اما اثبات الہندیہ کلام شرح
الوقایہ هذا بالتقریر فمقطع النظر عن
ان غالب الفتاوی المنسوجة علی هذا
الموال جل همتهما الجمع والتلفیق ولذا
راجحت علیہما الشروح الباحۃ بالتفتیح
والتحقیق۔

اقول وعندی مثل المتن

اقول میرے نزدیک فقہ میں متون،

عہ اقول ای کتحققوا الأئمة الطحاوی والکفری والقندوری والکنز والوافی والوقایة والنقایة والاصلاح والمختار ومجمع البحرین ومواهب الرحمن والملتقى وامثالها الموضوعة لنقل المذهب لا کامثال المنیة فانها لا تعد والفتاوی وقد رأیت التتویر یدخل روایات عن القنیة مع مصادمها للمذهب المنصوص علیہ فی کتب محمد کما بینت بعضہ فی کتابی کفیل الفقیر الفاہم فی حکم قرطاس الدرہم وقد جہل بعض ضلّال الزمان وهو اللک لکھو فی رسالتہ فی الجماعۃ الثانیة اذ جعل الاشباہ من المتن ولم یدر السقیہ ما معنی المتن المراد هنا ونعم بجهله ان کل بیضاء شحمة وکل سوداء تمرّة وهذا کتاب الاشباہ مشحوناً بالنقول عن الفتاوی و بابحاثہ فما مرتبته الا فی الفتاوی او فی الشروح هذا وقد عد والیہدایۃ من المتن مع انها شرح بالصورة ۱۲ منہ غفرلہ (م)

اقول یعنی جیسے مختصر امام طحاوی، مختصر امام کفری، مختصر امام قندوری، کنز الدقائق، وافی، وقایہ، نقایہ، اصلاح، مختار، مجمع البحرین، مواہب الرحمن، ملتقى۔ اور ایسی ہی دوسری کتابیں جو نقل مذہب کے لیے لکھی گئی ہیں۔ مثلاً جیسی کتاب نہیں کہ اس کا درجہ فتاویٰ سے زیادہ نہیں۔ اور میں نے دیکھا کہ تنویر الابصار میں قنیہ سے نقل شدہ روایات داخل ہیں جب کہ وہ امام محمد کی کتابوں میں منصوص مذہب سے متصادم ہیں۔ جیسا کہ ان میں سے بعض کا میں نے اپنی کتاب "کفیل الفقیر الفاہم فی حکم قرطاس الدرہم" میں بیان کیا ہے۔ ایک گمراہ زمانہ۔ نگوی۔ کی بے خبری دیکھی کہ جماعت ثانیہ سے متعلق اپنے رسالہ میں "اشباہ" کو متون سے قرار دیا۔ نادان کہ یہ پتا نہیں کہ یہاں متن سے کون سا معنی مراد ہے اور اپنی بے خبری سے یہ سمجھ لیا کہ ہر سفید چیز چربی اور ہر سیاہ چیز کھجور ہے۔ (یا اردو مثل میں، ہر چمکتی چیز سونا ہے ۱۲ ام۔ الف) یہ کتاب الاشباہ فتاویٰ کی نقول وبحاث سے بھری ہوئی ہے تو اس کا درجہ فتاویٰ ہی کا ہے یا شروح کا۔ یہ ذہن نشین رہے اور علمائے ہدایہ کو متون سے شمار کیا ہے باوجودیکہ وہ صورتہ شرح ہے ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

والشروح والفتاویٰ فی الفقہ شرح اور فتاویٰ کا حال وہی ہے

عہ اقول کثروں کتب الاصول الجامعین والاصل والزیادات والسیرین للائمة وشروح المختصرات المذكورة المبينة على التحقيق وبسوط الامام السرخسی و بدائع ملك العلماء والتبيين والفتح والعناية والبنایة وغایة البیان والدرایة والكفاية والنهاية والحلیة والغنية والبحر والنهر والدرر والدرر وجامع المضمرات والجوهرة النيرة والایضاح وامثالها وتدخل فيها عندی حواشی المحققین مثل غنية الشرنبلالی وحواشی الخیر الرملی و رد المحتار ومنحة الخائف واشباهها لا کالمجتبی وجامع الرموز وابی المکارم ونظر الثیاب ولا کالسراج الوهاج ومسکین ۱۲ منه غفر له (م)

عہ اقول مثل الخانیة والمخلصة و البزازیة و خزانة المفتین و جواهر الفتاوی والمحیطات والذخيرة و الواقات للناطقی و لصدور الشہید و نوازل الفقیہ و مجموع النوازل و الوالجیة والظہیریة والعدة والكبری والصغری وتمتہ الفتاوی والصیرفیة وفصول العمدی وفصول الاستروشتی

اقول جیسے کتب اصول کی شرحیں جو انہ نے لکھیں (کتب اصول یہ ہیں: جامع کبیر، جامع صغیر، مبسوط، زیادات، سیر کبیر، سیر صغیر) اور (حاشیہ بالا میں) مذکورہ مختصرات کی شرحیں جو تحقیق پر مبنی ہوں — اور مبسوط امام سرخسی، بدائع ملک العلماء، تبیین الحقائق، فتح القدر، غایہ بنایہ، غایة البیان، درایہ، کفاية، نہایہ، حلیہ، غنیہ، البحر الرائق، النہر الفائق، درر احکام، در مختار، جامع المضمرات، جوهرة نيرة، ایضاح۔ اور ایسی ہی دیگر کتابیں — میرے نزدیک ان میں محققین کے حواشی بھی داخل ہیں جیسے غنیہ شرنبلالی حواشی خیر الدین رملی، رد المحتار، منحة الخائف، اور ایسے ہی حواشی — مجتبی، جامع الرموز، شرح ابی المکارم جیسی کتابیں نہیں — بلکہ سراج و ہاج اور شرح مسکین بھی نہیں ۱۲ منہ غفر له (ت)

اقول جیسے غانیہ، خلاصہ، بزازیہ، خزائنہ المفتین، جواهر الفتاوی، محیطات (محیط نام کی متعدد کتابیں ہیں) ذخیرہ، واقعات ناظمی، واقعات صد شہید، نوازل فقیہ، مجموع النوازل، ولوالجیہ، ظہیریہ، عمدہ، کبری، صغری، تمتہ الفتاوی، صیرفیہ، فصول عمدی، فصول استروشتی، جامع صغیر، تآثر خانہ، ہندیہ — (باقی بر صفحہ آئندہ)

مثل الصحاح والسنن جو حدیث میں صحاح ، سنن

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

وجامع الصغائر والامام خانیة والهندیة و
امثالها ومنها المنیة كما ذكرت لالقیة و
الرحمانية وخزانة الروایات وجمع البركات
وبرهانه اما المعروضات فمابنی منها علی التتبع
والتنقید والتنقیح فهي عندی فی مرتبة
الشروح كالفتاوى الخيرية والعقود الدرية
للعلا مة شامی واطمع ان یسلک سببی بمنه وكرمه
فتاوى هذه فی سلکها فلا رضى من كائن الكرام
نصیب اما فتاوى الطوری والمحقق ابن نجیم
فقد قیل انه لا یعمد علیها والله تعالی اعلم
۱۲ منہ غفر له (م)

علی الثلثة بالثلثة علی الولاء ۱۲ منہ غفر له
(م)

علیہ كصحاح الشیخین والمنتقى وابن لکن
والمنحارة وعندی منها صوطا مالک ویستلوهما
ابن حبان لالاستدرک ۱۲ منہ غفر له (م)

علیہ کسنن ابی داؤد والنسائی والترمذی وفي
مرتبتها مسند الرویانی ومثلها بل فوق

اور ایسی ہی کتابیں — ان ہی فتاویٰ میں غیب بھی ہے
جیسا کہ میں نے ذکر کیا — قفیر، رحمانیہ، خزانہ روایات،
مجمع البرکات، اور ان کی برہان جیسی کتابیں نہیں۔ لیکن
معروضات قرآن میں جو چھان بین اور تنقید و تنقیح پر مبنی
ہوں وہ میرے نزدیک شروح کے درجہ میں ہیں جیسے
فتاویٰ خیرہ اور علامہ شامی کی العقود الدریہ — اور
مجھے امید ہے کہ میرا رب اپنے احسان و کرم سے میرے
ان فتاویٰ کو بھی ان ہی کی سلک میں مسلک فرمائے گا
کہ اہل کرم کے جام سے زمین کو بھی حصد مل جاتا ہے۔
رہے فتاویٰ طوری اور فتاویٰ محقق ابن نجیم تو ان کے
بارے میں کہا گیا ہے کہ قابل اعتماد نہیں — اور
خدا کے برتر ہی خوب جاننے والا ہے ۱۲ منہ غفر له (ت)
تینوں تینوں کے مقابل پے بہ پے ہیں ۱۲ منہ
غفر له (ت) (یعنی سب سے معتبر صحاح پھر سنن پھر
مسانید، اسی طرح متون پھر شروح پھر فتاویٰ م العت)
جیسے صحاح شیخین ومنتقى وابن السکین ومنتاره —
اور میرے نزدیک ان ہی میں موطا امام مالک بھی ہے اور
انہی سے متصل صحیح ابن حبان بھی — مستدرک جیسی کتب
نہیں ۱۲ منہ غفر له (ت)

جیسے ابرداؤد، نسائی اور ترمذی کی سنن — ان ہی کے
درجہ میں مسند رویانی بھی ہے اور ان ہی کے مثل بلکان میں
(باقی بر صفحہ آئندہ)

والمسانید فی الحدیث انما یشرع باعتمادہ فی
علی ما یتقرر من مرادہ فی لا بخصوص
العمل علی ظاہر مفادہ فی واللہ اعلم
بنیات عبادہ ۴

اور مسانید کا حال ہے۔ مگر اس سے قطع نظر تقریر ہندیہ
سے یہی پتا چلتا ہے کہ اس کا اعتماد اس مراد پر ہے جو
اس تقریر سے ثابت ہوتی ہے خاص اس کے ظاہر
مقادیر عمل معتمدہ نہیں — اور خدا ہی اپنے بندوں
کی نیتیں خوب جانتا ہے۔ (ت)

شرح نقایہ علامہ برجندی میں بعد نقل کلام شرح وقایہ و بحث و جواب جس کا ذکر ان شاء اللہ تعالیٰ
اگے آتا ہے حکم مذکور پر انکار کر دیا،

حیث قال اجنب و لہ یوجد ناقض الوضوء
هل یجب التیمم و التوضی جمیعاً اذا حدث
ومعد ماء ینکفی للوضوء فقط فیہ تردد و
الظاہر انہ اذا یتیمم للجنبۃ لا حاجة الی

ان کے الفاظ یہ ہیں: جنابت ہوئی اور کوئی ناقض وضو
نہ پایا گیا تو کیا اس پر تیمم اور وضو دونوں ہی واجب
ہوں گے جبکہ اسے حدیث ہو اور اس کے پاس
اتنا ہی پانی ہے جو صرف وضو کے لیے کفایت کر سکے۔

www.alalalainetwork.org

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

بعضها شرع معانی الآثار للطحاوی و
کتاب الآثار لمحمد والحجج لعیسی
بن ابان عن محمد و کتاب الخراج لابن یوسف
مرضی اللہ تعالیٰ عنہ جمیعہ ۱۲ منہ غفرلہ (م)
علہ اجلہا مسند اکامہ احمد و من ہذہ
الدرجة المصنفان و معاجیم الطبوا فی لاک مسند
الفردوس و امثاله و لیس مسند ابھذا
المعنی بل ہو تخریج احادیث الفردوس و من احب
تمامہ فلینظر رسالتی مدارج طبقات
المحدث ۱۲ منہ غفرلہ (م)

بعض سے بالا تر امام طحاوی کی شرح معانی الآثار،
امام محمد کی کتاب الآثار، امام محمد سے روایت شدہ
نسخ عیسیٰ بن ابان اور امام ابو یوسف کی کتاب الخراج
ہے۔ اللہ تعالیٰ سب سے راضی ہو۔ (ت)

ان میں سب سے بزرگ تر مسند امام احمد ہے اور اسی
درجہ میں دونوں مصنف (مصنف عبدالرزاق و مصنف
ابن ابی شیبہ) اور طبقاتی کی معجم کبیر و صغیر و اوسط
بھی ہیں۔ مسند الفردوس اور اس جیسی کتابیں نہیں۔ وہ
اس معنی میں مسند ہے بھی نہیں۔ بلکہ اس میں احادیث
فردوس کی تخریج ہے۔ اس سے متعلق پوری بحث کا جسے
شوق ہو وہ میرا رسالہ مدارج طبقات الحدیث
ملاحظہ کرے ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

التوضی ولا بد للحکم بالاحتیاج الیهما من روایۃ صریحۃ۔ اس بارے میں تردّد ہے۔ اور ظاہر یہ ہے کہ وہ جب جنابت کا تیمم کر لے تو وضو کی کوئی ضرورت نہیں۔ و نول

ہی کی ضرورت ہونے کا حکم کرنے کے لیے کوئی صریح روایت ہونا ضروری ہے۔ (ت)

اقول فاضل شارح کو تردّد ہوا اور وضو کی حاجت نہ ہونے کو ظاہر رکھا اور جانب خلاف کسی روایت صریحہ کا انتظار کیا حالانکہ یہ محل ہضم ہے اور روایات صریحہ اس طرف موجود کما عرفت و تعرف ان شاء اللہ تعالیٰ (جیسا کہ معلوم ہوا اور بمشیت خداے برتر آئندہ بھی معلوم ہوگا۔ ت) اسی کے قریب حاشیہ درمنار میں سید علامہ احمد طحاوی کا قول ہے:

فی صدر الشریعة اذا كان مع الجنابة حدث یوجب الوضوء یمجب علیہ الوضوء اعم اذا وجد الحدث بعد التیمم للجنابة کما نص علیہ القہستانی و ظاہر ہذا انہ اذا وجد حین التیمم المذكور ماء یکفی للوضوء لا یتوضؤ بہ للاستغناء بہذا التیمم عنه وانما یمتثلہ اذا وجد الحدث بعد ذلك و هو صریح عبارة القہستانی اھ فنقل عنه ما یأتی انفا۔

شرح صدر الشریعة میں ہے: جب جنابت کے ساتھ کوئی ایسا حدث ہو جو وضو واجب کرتا ہے تو اس پر وضو واجب ہے۔ یعنی جب تیمم جنابت کے بعد حدث پایا گیا ہو جیسا کہ اس پر قہستانی نے نص کیا ہے۔ اس کا ظاہر یہ ہے کہ جب تیمم مذکور کے وقت وضو کے لیے کفایت کر جائے والا پانی ملے تو اس سے وضو نہیں کریگا کیونکہ اس تیمم کی وجہ سے اس وضو سے بے نیازی ہے وہ پانی اسی وقت استعمال کریگا جب اس کے بعد حدث پایا جائے۔ یہی قہستانی کی صریح عبارت ہے یا اور اس کے بعد قہستانی کی وہ عبارت نقل کی جو ابھی آ رہی ہے۔ (ت)

اقول لم یصل فہمی الی سر جعلہ ظاہر نص القہستانی ثم صریح عبارتہ وهو صریحہا لا شک ثم انما عاقبہ عن الجزم بہ قصر نسبتہ علی القہستانی وما ہولہ بل

انہوں نے پہلے اسے نص قہستانی کا ظاہر کہا پھر اس کی صریح عبارت کہا اس میں کیا رمز ہے میرے فہم کی رسانی وہاں تک نہ ہوئی۔ یقیناً یہ قہستانی کی صریح عبارت ہے۔ اس پر جزم سے ان کے لیے یہی چیز مانع ہوتی کہ اس کی نسبت

قہستانی تک محدود ہے حالانکہ یہ قہستانی کا کلام
نہیں بلکہ امام جلیل اسبیجانی کا ہے۔ (ت)

یہ سائنس دلائل ہیں اور بحمد اللہ تعالیٰ روشن و کامل ہیں، اب صریح تر خصوص جزئیہ لیجئے وباللہ التوفیق۔
نص اول: محقق علامہ محمد بن قراؤز در الحکام میں فرماتے ہیں:

لو ان سجد انتبه من التوم محتلماً وكان
له ماء يكفي للوضوء لا للغسل تیمم ولم
يجب عليه الوضوء عندنا خلافاً
لشافعيؒ
اگر کوئی شخص احتلام کی حالت میں نیند سے بیدار ہو
اور اس کے پاس اتنا پانی ہے جو صرف وضو کیلئے
کافی ہے غسل کے لیے نہیں تو وہ تیمم کرے گا
ہمارے نزدیک۔ بخلاف امام شافعی کے۔
اس پر وضو واجب نہیں۔ (ت)

صریح تصریح ہے کہ سوتے سے محکم اٹھا جنابت وحدث دونوں تھے اور وضو کے قابل پانی موجود، وضو نہ کرے
صرف تیمم کرے اور یہ کہ جنب کو حدث کے لیے وضو کا حکم دینا ہمارا مذہب نہیں امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ
عنه کا مذہب ہے۔

نص دوم: شرح مختصر امام اہل طحاوی للامام علی الاسبیجانی وغیرہ پھر جامع الرموز پھر طحاوی علی اللہ
پھر رد المحتار میں ہے:

الجنب اذا كان له ماء يكفي لبعض اعضاء
او المحدث للوضوء تیمم ولم يجب عليه
جنب کے پاس جب اتنا ہی پانی ہو جو اس کے
بعض اعضاء کے لیے کفایت کر سکے۔ یا محدث کو،

عنه هكذا هو في جامع الرموز وعنه في
مد المحتار ووقع في نسخة المصرية طبع
المیری بدون لفظ المحدث وهو يشبه التكرار
فما اعضاء الوضوء الا بعض اعضاء الجنب
۱۲ منه غفر له (م)
یہ لفظ اسی طرح جامع الرموز میں ہے اور اس سے
رد المحتار میں بھی ایسے ہی نقل ہے اور طحاوی کے مہر
نسخہ طبع میری میں لفظ "محدث" کے بغیر ہے اور
اس سے تکرار سی معلوم ہوتی ہے اس لیے
کہ اعضاء وضو جنب کے بعض اعضاء ہی
تو ہیں ۱۲ منہ غفر لہ (ت)

صرفہ الیہ الا اذا تیمم للجنابة ثم
وقع منه حدث موجب للوضوء
فانه يجب علیه الوضوء حیث
لانه قدر علی ماء كاف
لہ

وضو کے لیے۔ تو وہ تیمم کرے اور اس پر اس پانی کو بعض
اعضائے کے لیے صرف نہ کھنا واجب نہیں مگر جب جنابت
کا تیمم کر لے پھر اس سے کوئی ایسا حدث ہو جو وضو
واجب کرتا ہے تو اب اس پر وضو واجب ہے اس
لیے کہ وہ وضو کے لیے کافی پانی پر قادر ہے۔ (ت)

صاف ارشاد ہے کہ جنب کو حدث کے لیے وضو صرف اسی وقت ہے کہ جنابت کا تیمم کر چکنے کے بعد حدث
ہو اس سے پہلے جتنے بھی حدث تھے اُن کے لیے وضو کی اصل حاجت نہیں۔

اقول یعنی دونوں حالتوں میں جنب مذکور پر حدث کے لیے وضو نہیں۔ جب تک تیمم نہ کیا تھا جنب تھا
اور حدث کے لیے وضو کا حکم نہ تھا اب کہ تیمم کر لیا پھر حدث ہوا اور اس پر حکم وضو آیا اس وقت وہ جنب نہیں کہ
جنابت کے لیے تیمم کر چکا اور وہ وقوع حدث اصغر سے نہیں ٹوٹ سکتا عبارت مذکورہ شرح طحاوی کا تتمہ ہے
ولم يجب علیه التيمم لانه بالتيمم خرج عن الجنابة الى ان يعجد ماء كافيا للغسل
(اور اس پر تیمم واجب نہیں کیونکہ وہ تیمم کر کے جنابت سے نکل چکا ہے یہاں تک کہ غسل کے لیے کافی پانی
پائے۔ ت)

نص سوم: فتاویٰ امام اجل فقیہ النفس فخر الملة والدين قاضی خان میں ہے :

جنب تیمم للظهور و صلی ثم احدث
فحضرتہ العصر و معه ماء یكفی
للوضوء فانه يتوضؤ لان الجنابة

کسی جنب نے ظہر کے لیے تیمم کیا اور نماز پڑھی پھر اسے
حدث ہوا تو نماز عصر کا وقت آیا اور اس کے پاس
اتنا پانی ہے جو وضو کے لیے کافی ہو تو وہ وضو کرے گا

عن رد المحتار کی عبارت کہ دلیل پنجہ میں گزری کہ جس جنب کو صرف وضو کے قابل پانی ملے اس پر وضو فقط
اس وقت ہے کہ تیمم جنابت کے بعد حدث ہوا اگر اس تیمم سے پہلے حدث تھا تو اس کے لیے وضو عبث ہے، گویا
نص چہارم ہے کہ نصوص ائمہ و اکابر ہی اس کے ماتخذ ہیں ۱۲ منہ غفرلہ۔

(م)

قد نالت بالتيمم فاذا احدث بعد التيمم ومعه ماء يكفي للوضوء فانه يتوضؤ به فان توضأ للعصر وصل ثم مر بماء علم به ولم يغتسل حتى حضرته المغرب وقد احدث او لم يحدث ومعه ماء قدر ما يتوضؤ به فان يتيمم ولا يتوضؤ به

کیونکہ جنابت تو تیمم سے دور ہو گئی۔ پھر جب بعد تیمم اسے حدث ہوا اور اس کے پاس اتنا پانی بھی ہے جو وضو کے لیے کافی ہو تو وہ اس سے وضو کرے گا۔ تو اگر عصر کے لیے وضو کیا اور نماز پڑھی پھر پانی کے پاس سے گزرا اور اس سے باخبر بھی ہوا مگر غسل نہ کیا، یہاں تک کہ مغرب کا وقت آگیا اور اسے حدث بھی ہوا یا حدث نہ ہوا۔ اتنا پانی بھی اس کے پاس ہے جس سے وضو کر سکے تو اسے تیمم کرنا ہے وضو نہیں کرنا

عہ فقیر کے پاس غانیہ کے چار نسخے ہیں ایک مطبع العلم کا مطبوعہ ۱۲۷۲ھ ہجریہ اس کی جلد اول نہیں۔ دوسرا مطبوعہ کلکتہ ۱۲۸۳ھ جسے چوراسی برس ہوئے۔ تیسرا مطبوعہ مصر ۱۳۱۰ھ کہ ہامش ہندیہ پر ہے۔ چوتھا مطبع مصطفائی ۱۳۱۰ھ جس کے ہامش پر سراجیہ ہے۔ عجب کہ ان سب میں ومعہ ماء قدر ما يتوضؤ به کے بعد الفاظ حکم سا قط ہیں اس کے بعد لا یندہ طامس قلیل ہے عجب نہیں کہ مصری و مصطفائی دونوں نسخے اسی نسخہ کلکتہ سے نقل ہوئے ہوں جس میں عبارت چھوٹ گئی اگرچہ خود فحوائے عبارت نیز ملاحظہ ارشاد امام محمد کتاب الاصل سے کہ بعونہ تعالیٰ افادات میں آتا ہے الفاظ سا قظر ظاہر تھے کہ فانه يتيمم ولا يتوضؤ به ہوں گے کاتب کی نظر ایک لا يتوضؤ به سے دوسرے کی طرف منتقل ہو گئی بحمدہ تعالیٰ نسخہ قدیم سے اس کی تصدیق ہو گئی۔ چند سال ہوئے فقیر کے پاس ایک پرانا قلمی نسخہ لکھنؤ سے آیا تھا اس میں بعینہ عبارت یونہی تھی جس طرح فقیر نے خیال کی ومعہ من الماء قدر ما يتوضؤ به فانه يتيمم ولا يتوضؤ به لاندہ طاصر الخ اس کے بعد ولد عزیز ذوالعلم والتمیز فاضل بہار مولوی محمد ظفر الدین و فقہ اللہ تعالیٰ للحماۃ الدین و نکایۃ المفسدین و جعلہ کا سمعہ ظفر الدین نے اپنے زمانہ مدرسہ مدرسہ شمس الہدیٰ بانکی پور میں عظیم آباد کے مشہور کتب خانہ خدابخش خاں سے ایک بہت قدیم قلمی نسخہ مکتوبہ ۱۲۹۹ھ ہجریہ سے جیسے لکھے ہوئے ۴۳۵ برس ہوئے یہ مسئلہ نقل کر کے بھیجا اس میں بھی یہی صحیح عبارت ہے ومعہ ماء قدر ما يتوضؤ به فانه يتيمم ولا يتوضؤ به لاندہ طامس الخ۔ دوسری نقل ایک نسخہ مکتوبہ ۹۲۶ھ سے بھیجی جسے ۴۰۸ برس ہوئے اس میں یوں ہے ومعہ ماء قدر ما يتوضؤ به فانه يتيمم ولا يتوضؤ به طامس الخ اس کا بھی حاصل وہی ہے کما لا یخفی ۱۲ منہ غفر لہ (م)

لانہ لما مر بماء یكفی للاغتسال عاد جنباً فهذا
جنب مع الماء لا یكفی للاغتسال فیتمم لہ
کیونکہ جب وہ غسل کے لیے کافی پانی پر گزرا تو پھر
جنب ہو گیا۔ اب یہ ایسا جنب ہے جس کے پاس
غسل کے لیے ناکافی پانی ہے تو اسے تیمم کر لے۔ (ت)
کیسا روشن نص ہے کہ جنب جسے غسل کو پانی نہ ملے اور وضو کے قابل موجود ہو اسے اگر تیمم جنابت کے بعد شد
ہو جب تو وضو کرے اور تیمم سے پہلے ہو تو صرف تیمم کرے وضو نہ کرے۔

اقول واستنادی بما ذکر من حمس
اللہ تعالیٰ من اصول الاحکام فی التعلیلات
والاخذ خول هذا الفروع فی هذا الاصل
فیہ کلام قوی للعبد الضعیف ۛ غفر لہ
المولی اللطیف کما استعصر فہ فی الافادات ۛ
انشاء و اھب العطیات ۛ
اقول میرا استناد ان اصول احکام سے ہے
جو امام فقیہ النفس رحمہ اللہ تعالیٰ نے تعلیلات کے
تحت ذکر کیے۔ ورنہ اس جزئیہ کے اس اصل کے
اندر داخل ہونے میں بندہ ضعیف کو۔ مولائے لطیف
اسے مغفرت سے نوازے۔ پرزور کلام ہے
جب کہ اگر عطاؤں سے نوازنے والے رب نے چاہا
تو افادات کے تحت معلوم ہو گا۔ (ت)

بالجملہ سائے روشن دلائل اور تمین تھوڑے جملوں میں
سے بکھرے عز و جل حکم آشکار ہو گیا۔

واللہ الحمد حمد اکثر اطیبا مبارکافہ کما
یحب ربنا و یرضی ۛ و صلی اللہ تعالیٰ علی
اصفی مصطفیٰ ۛ و ارضی مرتضیٰ ۛ و آلہ و
صحبہ الی یوم القضاء ۛ آمین۔
اور خدا ہی کے لیے حمد ہے کثیر، پاکیزہ، برکت والی
حمد جیسی ہمارا رب چاہے اور پسند فرمائے۔ اور
خدائے برتر کی طرف سے درود ہو سب سے زیادہ
پسندیدہ ذات گرامی پر اور ان کی آل و اصحاب پر
فیصلہ کے دن تک۔ الہی قبول فرما!

رہا امام صدر الشریعہ کا کلام اور اس میں تاویلات علمائے کرام ہم اولاً کلام پیشینیاں پیش کریں۔
پھر وہ جو قلب فقیر پر فیض قدیر سے فائز ہوا ہدیہ انظار انصاف کیش۔

قال الامام ۛ صدر الشریعہ
الھمام ۛ علی اللہ تعالیٰ مقامہ فی
امام بلند ہمت صدر الشریعہ۔ خدائے برتر
دار السلام میں انھیں مقام بلند عطا فرمائے اور

دار السلام : ورجعنا به وبسائر الأئمة الكرام :
 في كل حال ومقام به مدى الليالي و
 الأيام به اول باب التيمم من شرحه للوقاية
 اذا كان للجنب ماء يكفى للوضوء لا للغسل يتيمم
 ولا يجب عليه التوضي عندنا خلافا
 للشافعي اما اذا كان مع الجنابة حدث يوجب
 الوضوء يجب عليه الوضوء فالتيمم للجنابة
 بالاتفاق واذا كان للمحدث ماء يكفى
 لغسل بعض اعضائه فالخلاف ثابت
 ارضا اه

ہم پر ان کی برکت سے اور دیگر ائمہ کرام کی برکت سے
 ہر حال و مقام میں جب تک گردش شب و روز ہے
 ہمیشہ رحمت فرمائے۔ شرح وقایہ اول باب التیمم
 میں فرماتے ہیں : جب جنابت والے کے پاس اتنا
 پانی ہو جو وضو کے لیے کفایت کرے غسل کے لیے نہیں
 تو وہ تیمم کرے۔ ہمارے نزدیک بخلاف امام شافعی
 کے۔ اس پر وضو کرنا واجب نہیں۔ لیکن جب
 جنابت کے ساتھ کوئی ایسا حدث ہو جو وضو واجب
 کرتا ہے تو اس پر وضو واجب ہے۔ تو جنابت
 کے لیے تیمم بالاتفاق ہے۔ اور جب محدث کے
 پاس اتنا ہی پانی ہو جو صرف اس کے بعض اعضا کے دھونے میں کفایت کر سکے تو اس صورت میں بھی اختلاف
 ثابت ہے۔ (ت)

واعترضوه بخمسة وجوه ناظرین نے اس پر پانچ طرح اعتراض کیے :

اول : برجندی نے شرح نقایہ میں : امام صد الشریعہ
 کا کلام نقل کرنے کے بعد لکھا : یہ کلام اس کا پتا دیتا ہے
 کہ کبھی وضو رہتے ہوئے بھی جنابت ہوتی ہے حالانکہ
 مخفی نہیں کہ جنابت منی کے نکلنے یا حشفہ کے غائب
 ہونے سے ہوتی ہے۔ اور ذکر سے نکلنے والی چیز کا
 باہر آنا اور حشفہ کا غائب ہونا دونوں ہی ناقض وضو ہیں۔
 جواب یہ ہے کہ جنب جب تیمم کرے اور بے وضو
 ہو کر پھر وضو کرے اور غسل کے لیے کافی پانی پر
 گزرے مگر غسل نہ کرے پھر پانی سے دور ہو جائے
 تو وہ جنابت والا ہو گیا۔ اس کے باوجود اس کا

الاول قال البرجندی في شرح التقاية
 بعد نقل كلام الصدرا لا ما هو مشعر
 بانه قد تكون جنابة مع وجود
 الوضوء ولا يخفى ان الجنابة تحصل بخروج
 المتى او بغيبوبة الحشفة وخروج
 الخارج من الذكر وغيبوبة الحشفة ناقضان للوضوء.
 والجواب ان الجنب اذا تيمم
 واحد ثم توضأ ومربما كان لا يغتسل
 ولم يغتسل ثم بعد عن الماء فانه صار
 جنباً ومع ذلك وضوؤه باق

اقول یعنی دوبارہ اسے حدث نہ ہوا، اسی انداز

عہ اقول ای لہذا حدثہ علی وزان ما
 قد منا ۱۲ منہ غفرلہ (ہ)

پر جرحم نے پہلے بیان کیا ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

وضو باقی ہے۔

اس کی صورت امام محمد کے قول پر یہ بھی پیش کی جاسکتی ہے کہ با وضو مرد عورت سے مجامعت کرے اور انزال نہ ہو تو وہ جنابت زدہ ہو گیا اور اس کا وضو نہ ٹوٹا کیونکہ ان کے نزدیک مباشرت فاحشہ ناقض وضو نہیں۔ اور نواقض وضو میں سے کوئی دوسری چیز بھی نہ پائی گئی۔

اور شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قول پر یہ صورت ہو سکتی ہے کہ باتو سے منی نکالے پھر ذکر کا سر اٹھائے تاکہ منی باہر نہ آئے تو وہ جنب ہو گیا اور ناقض وضو

وَيُمْكِنُ أَنْ يَصُورَ ذَلِكَ عَلَى قَوْلِ مُحَمَّدٍ بَأَنَّ يَجَامِعُ الرَّجُلُ الْمَتَوَضِّئُ امْرَأَةً وَلَمْ يَنْزِلْ فَإِنَّهُ قَدْ اجْتَنَبَ وَلَمْ يَنْتَقِضْ عَلَيْهِ وَضُوُّهُ فَإِنَّ الْمُبَاشَرَةَ الْفَاحِشَةَ غَيْرُ نَاقِضَةٍ عِنْدَهُ وَلَمْ يَوْجَدْ شَيْءًا آخَرَ مِنْ نَوَاقِضِ الْوَضُوءِ عَلَيْهِ

وَعَلَى قَوْلِ الشَّيْخَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا بَأَنَّ يَسْتَمْنِي بِالْيَدِ ثُمَّ يَأْخُذُ رَأْسَ الذَّكَرِ حَتَّى لَا يَخْرُجَ الْمَنِيُّ فَقَدْ اجْتَنَبَ وَ

اقول ناظر کو مراد معلوم ہو گئی تو نگہداشت چاہئے

اور لغزش سے پرہیز ۱۲ منہ غفرلہ (ت)
اقول یعنی اس چیز سے جو حدث اصغر ہو کیوں کہ نواقض وضو کا اطلاق اسی پر ہوتا ہے تو یہاں اپنی مراد واضح کر دی ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

اقول یہ سہو ہے۔ وہ طرفین کا قول ہے اور ان پر اطلاق شیخین بعید ہے اگرچہ بعض مقامات میں صاحبین کے لیے شیخین کا اطلاق ہے جیسا کہ میں نے اپنی کتاب فصل القضاء میں بیان کیا ہے ۱۲ منہ غفرلہ (ت)
اقول یعنی جب منی باہر آجائے اس لیے کہ باہر آنا بالاجماع شرط ہے نزاع صرف اس میں ہے کہ شہوت یعنی باہر آنے کے وقت ہونا شرط ہے یا بس اپنے مقر سے منی کے انفصال کے وقت (شہوت) ہونا کافی ہے۔ دوم کے قائل طرفین ہیں اور اول کے قائل امام ابو یوسف ہیں۔ تو

عہ اقول قد علمت المعنى فاحتفظ ولا تنزل ۱۲ منہ غفرلہ (م)

عہ اقول ای ما هو حدث اصغر لا يقال نواقض الوضوء الا عليها فهمنا اوضح عت المراد ۱۲ منہ غفرلہ (م)

عہ اقول هذا سهو وانما هو قول الطرفين واطلاق الشيخين عليهما بعيد وان جاء في بعض المواضع على الصاحبين كما بينت في كتابي فصل القضاء ۱۲ منہ غفرلہ (م)

عہ اقول انما اخرج المني لان الخروج شرط بالاجماع انما النزاع في اشتراط الشهوة عند الخروج او كفايتها عند الانفصال به قالوا وبالأول ابو يوسف فاحتمال اس ادة خلافه ظن ما يليق بالعلماء ۱۲ منہ غفرلہ (م)

یہ احتمال کہ اس کے خلاف مراد لے لیا ہو ایسا ظن ہے جو علما کے لائق نہیں ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

لم يوجد ناقض للوضوء اهـ۔

واعترضه عصرى وهو
اللكنى في سعيته بما تلخيصه انه في
صورة المباشرة الفاحشة ان لم
يولج لم يجنب وان اولج فقد
انتقض وضوءه لان دخول الحشفة
ناقض للغسل والوضوء جميعا وكذا
في صورة الاستمئذان خرج المني
فقد انتقض وضوءه وان لم
تحصل الجنابة وان لم يخرج فلا
جنابة ولا حدث اهـ هذا حاصل ما اطل به في
نحو ثلثة امثال عبارتنا هذه۔

والثاني التناقض وقهره

يبقى على الاول فجوابه جوابه و ذلك
قوله في رد المحتار قول صدر الشريعة
مشكل لان الجنابة لا تنفك عن
حدث يوجب الوضوء وقد
قال او لا يجب عليه التيمم لا الوضوء
فعوله ثانيا يجب عليه الوضوء تناقض اهـ
ثم ذكر الجواب الاق من القسطنطيني
في الاشكال الخامس فانه دافع

نرپایا گیا اھ (د) (برجندی کی عبارت ختم ہو گئی)

اس پر ایک معاصر عالم — مولوی عبدالحی
لکھنوی فرنگی محلی — نے اپنی سعایہ (حاشیہ شرح
وقایہ) میں اعتراض کیا ہے جس کا حناصہ
یہ ہے: "مباشرت فاحشہ کی صورت میں اگر ایلاج نہ کیا
تو جنب نہ ہوا۔ اور ایلاج کیا تو اس کا وضو ٹوٹ گیا
اس لیے کہ دخول حشفہ غسل و وضو دونوں ہی کا ناقض
ہے — اسی طرح منی نکالنے کی صورت میں اگر
منی باہر آئی تو اس کا وضو ٹوٹ گیا اگرچہ جنابت ہوئی
اور اگر منی باہر نہ آئی تو نہ جنابت ہے نہ حدث اھ"
یہ اس کا حاصل ہے جو انہوں نے ہماری اس عبارت
سے تین گنا میں پھیلا کر لکھا ہے۔ (د)

دووم: تناقض شامی نے اس کی تقریر
ایسے کلام سے کی ہے جو اشکال اول ہی پر مبنی ہے
تو جو اس کا جواب ہے اس کا جواب ہے رد المحتار
میں ان کا یہ کلام ہے: "صدر الشریعہ کے قول میں
اشکال ہے اس لیے کہ جنابت وضوء واجب کرنے
والے حدث سے جدا نہیں ہوتی اور پہلے فرما چکے
ہیں کہ اس تیمم واجب ہے وضو نہیں" تو پھر اس کے بعد
یہ کہنا کہ اس پر وضوء واجب ہے "دونوں میں تناقض
ہے" اھ۔ پھر اس کا وہ جواب ذکر کیا جو قسطنطینی کے جواب

۱۔ شرح النکاح للبرجندی
۲۔ سعایہ
۳۔ رد المحتار
فصل فی التیمم
باب التیمم

نو کشور لکھنؤ
سیل اکیڈمی لاہور
مصطفیٰ البانی مصر
۴۴/۱
۲۹۱/۱
۱۸۴/۱

للتناقض ايضا بوجه حسن صحيح -

سے اشکال پنجم کے تحت آ رہا ہے۔ وہ جواب بھی عمدہ و صحیح طرز پر تناقض دفع کر دیتا ہے۔

یہاں سعایہ میں وہ نقل کیا جس سے تناقض کی ایک دوسری تقریر اخذ کی جاسکتی ہے جو اشکال اول پر مبنی نہ ہو وہ یہ کہ جب جنابت کے ساتھ حدث نہ ہو تو وہاں امام شافعی وضو کیسے واجب کریں گے اھ اس سے یہ اخذ ہوتا ہے کہ حدث اصغر اگرچہ حدث اکبر کو لازم نہیں لیکن صدر الشرعیۃ کا کلام پہلی صورت میں بھی ایسی ہی جنابت کے بارے میں ہے جس کے ساتھ حدث بھی ہو اس دلیل سے کہ اس میں امام شافعی وضو واجب کرتے ہیں۔ تو تناقض ہوگا۔

سوم : ان کی عبارت "فالتیمم للجنابة" (تو تیمم جنابت کے لیے ہے) میں "فا" اگر تفریع کیلئے ہے تو اس کا کوئی حاصل نہیں اس لیے کہ تیمم جنابت کے لیے ہونا واجب و ضروری متفرع نہیں۔ اور اگر تعلیل کے لیے ہے تو یہ اعتراض ہوگا کہ سابقہ صورت میں بھی تیمم جنابت ہی کے سبب ہے تو لازم آئے کہ وہاں بھی وضو واجب ہو۔

چہارم : بالاتفاق جنابت کے لیے تیمم ہونا دونوں صورتوں میں مشترک ہے اسی صورت سے خاص نہیں اھ۔ یہ دونوں اعتراض مولانا فرنگی علی نے نقل کیے۔

پنجم : یہ اس کے مخالف ہے جو مذہب میں مقرر و ثابت ہے جیسا کہ دس دلائل و نصوص سے

ونقل ههنا في السعاية ما يمكن ان يؤخذ منه تقرير آخر للتناقض غير مبني على الاشكال الاول وهو انه اذا لم يكن معها حدث فكيف يوجب الشافعي هناك الوضوء اه فيؤخذ منه ان الحدث الاصغر وان لم يلزم الاكبر ولكن كلام الصدر الامام في الصورة الاولى ايضا في جنابة معها حدث بدليل ايجاب الشافعي الوضوء فناء للتناقض -

والثالث ان قوله فالتيمم للجنابة بالغام ان كان تقريره فلا يحصل له لا كونه التيمم للجنابة غير مضرع على وجوب الوضوء وان كان تعليل لا ورد عليه ان في الصورة السابقة ايضا التيمم للجنابة فيلزم ان يجب الوضوء هناك ايضا -

والرابع ان كون التيمم للجنابة بالاتفاق مشترك بين الصورتين لا اختصاص له بهذه الصورة اه نقلهما اللمكنوى -

والخامس مخالفت لما تقر في المذهب كما بيناه بالدلائل والنصوص

العشرة ان المحدث مع الجنابة لا يوجب الوضوء اصلاً اذا لم يجد ماءً يكفي للغسل اليه اشار البرجندی بقوله متصل العبارة المذكورة انفاً۔

لكن الكلام في انه هل يجب في الصورتين التوضي اذا احدث فيه تردد والظاهر لا ولا بد للحكم بالاحتياج من رواية صريحة اهـ۔

كما قد مناعه تلوالد لاشل وذكرنا انه لو كان في نظره اذ ذاك نصوص المذهب لما قنع بالتردد والاستظهار۔

وهذا هو اعظم الايرادات وهو الذي احوج العلماء الى تأويل كلامه رحمه الله تعالى۔
ومحط كلامهم جميعاً ارجاع

عنه اي الاخيرين والعسرى لقد اصاب في تخصيص الكلام بهما وعزل الصورة الاولى لان فيها لاشك في وجوب الوضوء اذا احدث كما سيأتي تحقيقه في الافادة ۱۱ بعونه تعالى ۱۲ منه غفر له (م)

ہم نے اسے بیان کیا۔ مذہب میں یہ ہے کہ جنابت کے ساتھ حدث بالکل موجب وضو نہیں جب اتنا پانی دستیاب نہ ہو جو غسل کے لیے کافی ہو۔ اسی کی طرف برجندی نے ابھی ذکر شدہ عبارت سے متصل اپنے درج ذیل کلام سے اشارہ کیا ہے :

"لیکن کلام اس میں ہے کہ کیا دونوں صورتوں میں وضو کرنا واجب ہے جب حدث ہوا ہو۔ اس بارے میں تردد ہے اور ظاہر نفی ہے۔ احتیاج وضو کا حکم کرنے کیلئے کوئی صریح روایت ہونا ضروری ہے"۔

جیسا کہ دلائل کے بعد ان سے ہم نے یہ عبارت نقل کی اور بتایا کہ اگر اس وقت ان کی نظر میں مذہب کے نصوص ہوتے تو وہ تردد واستظهار پر قناعت

یہی سب سے بڑا اعتراض ہے اسی کی وجہ سے حضرات علما کو صدر الشریعہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام کی تاویل کرنے کی ضرورت پیش آئی۔
اور ان سب حضرات کی تاویلات کا مآل یہ ہے

یعنی بعد والی دونوں صورتوں میں۔ اور ان دونوں سے کلام خاص کر کے اور پہلی صورت کو الگ کر کے یقیناً انہوں نے صحیح کیا اس لیے کہ پہلی صورت میں حدث ہونے کے وقت وجوب وضو میں شک نہیں جیسا کہ اس کی تحقیق بعونہ تعالیٰ افادہ ۱۱ میں آرہی ہے ۱۲ منہ غفرلہ

الحکومہ وجوب الوضوء الى الحدث بعد التيمم للجنابة غير ان لهم فيه مسلكين ،

احد هما تقدیر المضاف الى

کہ ”وجوب وضو کا حکم اس حدیث کی طرف غائد ہے جو تیمم جنابت کے بعد ہو“ — مگر اس بارے میں ان کے دو مسک ہیں :

طریق اول : (اما اذا كان مع الجنابة

عنه قال في السعاية في غاية الحواشي قوله يجب جزاء اما وكلمة كانت تامة وتقدير الكلام اما اذا وجد مع تيمم الجنابة حدث يوجب الوضوء فيجب الوضوء اتفاقا يعني احدث بالتيتم للجنابة مع وجود الماء الكافي للوضوء فيجب الوضوء مع انه يتيمم الجنب اتفاقا بخلاف الصورة المسطورة فان فيها بعد تيمم الجنابة لا يجب الوضوء فقوله بالاتفاق متعلق بقوله يجب وقوله فالتيمم الفاء للتضييع اى فثبت التيمم للجنابة مع وجوب الوضوء فانه ذكر في الجا مع عن شرح الطحاوى وغيره انه لا يجب للجنب صرف الماء الى بعض الاعضاء او للحدث الا اذا تيمم للجنابة ثم وقع منه حدث يوجب الوضوء لانه يجب عليه الوضوء ح لانه قدر على ماء كافيه ولم يجب التيمم لانه بالتيتم خرج عن الجنابة الى ان يجد

سعاية میں لکھا ہے : غاية الحواشی میں ہے : لفظ ”يجب“ ”اما“ کی جزا ہے اور کان تامر ہے۔ تقدیر کلام یہ ہوگی لیکن جب تیمم جنابت کے ساتھ کوئی حدث پایا جائے تو بالاتفاق وضو واجب ہے۔ یعنی تیمم جنابت کے ساتھ وضو کے لیے کافی پانی ہوتے ہوئے وہ محدث ہوا تو وضو واجب ہے باوجودیکہ یہ جنب کا تیمم ہے اتفاقاً۔ بخلاف صورت مسطورہ کے کہ اصل میں تیمم جنابت کے بعد وضو واجب نہیں۔ تو لفظ ”بالاتفاق“ لفظ ”يجب“ سے متعلق ہے۔ اور فالتيمم میں فاء تفریع کے لیے ہے یعنی۔ تو وجوب وضو کے ساتھ جنابت کے لیے تیمم ثابت ہوا کیونکہ جامع میں شرح طحاوی وغیرہ سے ذکر کیا ہے کہ جنب کے لیے بعض اعضاء میں پانی صرف کرنا یا حدث کے لیے صرف کرنا واجب نہیں مگر جب جنابت کا تیمم کر لے پھر اس سے کوئی ایسا حدث ہو جو وضو واجب کرتا ہے تو اب اس پر وضو واجب ہوگا اس لیے کہ وہ اتنے پانی پر قادر ہے جو وضو کے لیے کافی ہے۔ اور تیمم واجب نہیں اس لیے کہ وہ تیمم کر کے جنابت سے نکل چکا ہے یہاں تک کہ (باقی اگلے صفحہ پر)

عَلَّہ اذ اوجد مع تیمم الجنابة حدث يجب
الوضوء بالا اتفاق فيبقى هذا التيمم للجنابة
عَلَّہ خاصة بخلاف ما اذا وجد الحدث
حدث " میں جنابت سے پہلے (مضاف مقدر ماننا یعنی
جب تیمم جنابت کے ساتھ کوئی حدث پایا جائے تو بالا اتفاق
وضوء واجب تو یہ تیمم خاص جنابت کیلئے رہ جائیگا بخلاف

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

الماء الكافي للفصل انتهى فاندفع السؤال
المشهور ان الجنابة تستلزم الحدث فكيف
يصح قوله اذا كان مع الجنابة حدث ومن
فسر فالتييم للجنابة واجب بعد الوضوء فيما
شم سرائحة المقصود اه ۱۲ منه غفر له (م)
نے یہ تفسیر کی: فالتييم للجنابة واجب بعد الوضوء (تو جنابت کے لیے تیمم وضوء کے بعد واجب ہے)
تو اسے مقصد کی بُر بھی نہ ملی۔ عبارت سغایہ ختم ہوئی۔ ۱۲ منه غفر له (ت)

لہ اشارہ الی ما قالہ فی غایۃ الحواشی ان
کان فی قول الشارح تامۃ ۱۲ منه غفر له (م)
اس کی طرف اشارہ ہے جو غایۃ الحواشی میں لکھا کہ
شارح کی عبارت میں کان "تامہ ہے ۱۲ منه غفر له (ت)
(تو اذا کان کی تفسیر اذ اوجد "جب پایا جائے")
سے کی گئی۔ ۱۲ م العت)

لہ اشارہ الی ما قالہ ان بالا اتفاق متعلق
بیم ۱۲ منه غفر له (م)

لہ اشارہ الی ما قالہ ان الفاء فی قوله
فالتيمم للتفريع ۱۲ منه غفر له (م)

لہ نردت خاصة اذ به يتم المقصود و
غیر ما سلک ان المراد ثبت

التيمم للجنابة مع وجوب الوضوء
فان المقصود اذن فيما حذفه
الصدر ۱۳

لے السغایہ حاشیہ شرح وقایہ باب التیمم
سہیل اکیڈمی، لاہور ۴۹۰/۱

قبل التيمم فانه يكون له ولجنا به معاً كما
افيد في شرح الطحاوی وغيره هذا تيمم
ما نقلته السعاية عن غاية الحواشي واعتمده
وان ناقشته في مراد و من طالع عبارتها و

اُس صورت کے جب حدیث تيمم سے قبل پایا جائے کہ یہ حدیث
اور جنابت دونوں کے لیے ہوگا۔ جیسا کہ شرح طحاوی وغیرہ
میں اس کا افادہ ہوا ہے۔ یہ اس کی اصلاح و تنقیح ہے
جو سعایہ میں غایۃ الحواشی سے نقل کیا اور اس پر اکتفا دیکھا

(بقیہ ماثیہ صفحہ گزشتہ)

قوله مع وجوب الوضوء وفيه الفرق
بين الصورتين فبقى الجملة بحذفه ناقصة
مختلة وحذفت قوله اتفاقاً لانه خلاف
المقصود وفي نفسه مردود كما ستعلم
بعون الودود ۱۲ منه غفر له (م)

مقصود اسی لفظ سے ادا ہوگا جو صدر الشریعہ نے حذف
کیا یعنی "مع وجوب الوضوء" اور اسی سے دونوں
صورتوں کے درمیان فرق ہو سکے گا تو اسے حذف
کرنے سے جملہ ناقص اور مختل ہو جائیگا۔ اور
غایۃ الحواشی کا لفظ "اتفاقاً" میں نے حذف

کر دیا اس لیے کہ خلاف مقصود ہے اور بجائے خود بھی نامقبول ہے جیسا کہ بعون الہی معلوم ہوگا ۱۲ (ت)
میں نے اسے ادا کیا کیونکہ اس سے تقریب تمام ہوتی ہے
اس طور پر جو ہم نے بیان کیا ۱۲ (ت) غفر له (ت)

عليه نازعه في كون كان تامة بانه لا دخل له
في المقصود و يمكن كونها ناقصة وفي كون
الفاء للتفريع وقال الاظهر على هذا ان
تكون تعليلية يعني لان التيمم للجنا به و
الحدث طار (اي طارئ) فلا يكفي له اه
ملخصاً مهذا باقول يحتاج الى ذكر
الخصوص كما فعلنا والافكون التيمم للجنا به
لا يمنع كونه للحدث الا ان يكون الحدث
طارئاً فاذن ذكر في التعليل ما لا دخل له و
طوى ما هو التعليل وكيفما كان ليس

اس سے کان کے تامہ ہونے میں نزاع کیا کہ اس کا
مقصد میں کچھ دخل نہیں ناقصہ بھی ہو سکتا ہے۔ اور
فائدہ برائے تفریع ہونے میں نزاع کیا اور کہا اس طور
پر ظاہر تر یہ ہے کہ تعلیلیہ ہو یعنی اس لیے کہ تيمم جنابت کا
اور حد طاری ہے تو اس کیلئے کافی نہیں اہلکی عبارت تلخیص اور
اصلاح و تنقیح کے ساتھ ختم ہوئی اقول انہیں خصوص
کے ذکر کی ضرورت ہے جیسا کہ ہم نے کیا ورنہ تيمم کا
جنابت کے لیے ہونا اس سے مانع نہیں کہ حدیث کے لیے
بھی ہو مگر یہ کہ حدیث (بعیم) طاری ہو۔ تو تعلیل
میں وہ ذکر کیا جسے کوئی دخل نہیں اور اسے چھوڑ دیا
(باقی بر صفحہ آئندہ)

لے السعایہ حاشیہ شرح وقایہ باب التيمم

سہیل اکیڈمی، لاہور

۲۹۱/۱

وانرن بینہا و بین الفاظنا عرف کیف لخصنا
ما اطل بہ و قربناہ بہ و نقحناہ و ہذا بناہ بہ
کرنے والے کو معلوم ہوگا کہ اس میں جو طویل کلام تھا ہم نے اس کی کیسی تلخیص کر دی اور فہم کے قریب بھی کر دیا۔ الفاظ
کی تنقیح و تہذیب بھی ہو گئی۔ (ت)

طریق دوم: مع کو بعد کے معنی میں قرار دینا۔
یہ مشہور طریقہ ہے۔

محقق مولیٰ خسرو نے در الحکام میں — اس
عبارت کے بعد جو ہم نے نصوص میں پیش کی — فرمایا:
”لیکن جب جنابت کے ساتھ کوئی ایسا محدث ہو جو
وضو واجب کرتا ہے اس طرح کہ تیمم کے بعد محدث ہوا تو
اس پر وضو واجب ہے۔ تو اس پر وضو واجب ہے۔
تو تیمم بالاتفاق جنابت کے لیے ہے“ اھ

والآخر جعل مع بعضی بعد و هو
المسلک المشہور۔

قال المحقق مولیٰ خسرو فی الدرر
بعد عبارتہ التي قد منافی النصوص
اما اذا کان مع الجنابة حدث یوجب الوضوء
بان احدث بعد التیمم فیجب علیہ
الوضوء فالتیمم للجنابة بالاتفاق اھ۔

(اقتباسیہ صفحہ گزشتہ)

جو واقعہ تعلیل ہے — خیر جو بھی ہو یہ ایک زائد
معاملہ میں ہی کلام ہے — اور جو کسی صحیح روش پر
چلا ہو اس کے لیے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس کا کلام
محدوث ہے جیسا کہ عمدة الرعا یہ میں کہا اگرچہ اس
امر زائد میں وہاں ظاہر تر کی جگہ ظاہر اختیار کیا ہے۔
اور کان کی بحث کا مقصود سے بالکل الگ ہونا بالکل
محتاج بیان نہیں — پھر اس کا تا مہ ہونا بھی ظاہر
مقابلہ رہے۔ محشی نے بیان واقع کے طور پر اسے ذکر
کر دیا ہے جیسا کہ ان حضرات کی عادت ہے۔ اس
لیے نہیں ذکر کیا ہے کہ جواب اسی پر موقوف ہے
منقولہ عبارت میں اس پر کوئی دلالت بھی نہیں ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

الا کلاما فی امر زائد و من سلک مسلک
صحیحاً لا یقال ان کلامہ مخدوش
كما قالہ فی عمدة الرعا یہ و ان اختار
فی امر زائد ظاہراً مکان الاظهر و کون
بحث کان بمعزل عن المقصود بالکلیة
اظهر من ان یظهر ثم کونہا تا مہ هو الظاهر
المقابل ذکرہ المحشی بیانا للواقع
كما دتہم لا لتوقف الجواب علیہ فلیس
فیما نقل من عبارتہ دلالة علیہ ۱۲ منہ
غفرلہ (م)

قال العلامة الشرنبلالی فی الغنیة
یعنی فالتیمم باق لرفع الجنابة وقال تلمیذه
الفاضل اخي چلی فی ذخيرة العقبی۔

قوله مع الجنابة حدث یوجب
الوضوء یعنی اذا اغتسل الجنب وبقى فی
عضو من اعضائه لمعة و
فنی الماء فتیمم للجنابة ثم احدث
حدثا یوجب الوضوء ولم
یتیمم للحدث فوجد ما یکفی

عنه اعترضه فی السعاية بان تقریرہ یحکم
یکون مع بمعنى بعد و اذا حمل علیہ
فتصویرہ سهل لا یحتاج الی جدید
اللمعة اه **اقول** الاعتراض علی التصویر
کالمناقشة فی الممال فانه لا یضر بالمقصود
۱۲ منه غفر له (م)

عنه اقول هذه زیادة ضائعة فلو تيمم
للحدث لكان الحكم كذا وانما مراده مراعاة
للتصویر الذی ذکر فیہ الشارح الا ما مر
آخر الباب ما نقل عنه وهو ایضا غیر مہجور
فان الشارح ذکر ایضا ما اذا تيمم للجنابة

علامہ شرنبلالی نے غنیہ میں فرمایا یعنی: تو تیمم
جنابت دور کرنے کے لیے باقی ہے اور ان کے تلمیذ
فاضل اخي چلی نے ذخیرۃ العقبی میں لکھا:

قوله "مع الجنابة حدث یوجب الوضوء"
(جنابت کے ساتھ کوئی ایسا حدث ہے جو وضو واجب
کرتا ہے) یعنی جب غسل کرے اور اس کے کسی عضو میں
کچھ جگہ چھوٹ جائے اور پانی ختم ہو جائے تو جنابت کے لیے
تیمم کر لے پھر اسے کوئی ایسا حدث ہو جو وضو واجب
کرتا ہے اور اس حدث کے لیے اس نے تیمم نہ کیا پھر

سعیہ میں اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اس تقریر
کا حکم یہ ہے کہ مع بمعنی بعد ہو اور جب اس پر
محول کر لیا جائے تو اس کی تصویر آسان ہے۔ حدیث
لمعة (چھوٹی ہوئی جگہ کی بات) درمیان میں لانے
کی ضرورت ہی نہیں **اقول** کسی مسئلہ کی صورت
نکالنے پر اعتراض ایسا ہی ہے جیسے مثال میں مناقشہ
کہ یہ مقصود کے لیے مضر نہیں ۱۲ منہ غفر له (ت)

اقول یہ بیکار کا اضافہ ہے۔ اگر وہ حدث
کے لیے تیمم کر لے جب بھی حکم یہی ہوگا۔ اسے انہوں
نے اس تصویر کی رعایت میں بڑھا دیا جس میں یہ منقولہ
جملہ شارح امام نے آخر باب میں ذکر فرمایا ہے حالانکہ
اضافہ کی ضرورت نہیں کیونکہ شارح نے یہ ذکر کیا ہے لیکن
(باقی بر صفحہ آئندہ)

للموضوء لا للمعة فتيمة باق وعليه
الوضوء آه۔

اسے اتنا پانی ملا جو وضو کے لیے کافی ہے، اس چھوٹی
ہوئی جگہ کے لیے نہیں، تو اس کا تیمم باقی ہے اور اسے
وضو کرنا ہے آہ (ت)

وقال الشمس القهستانی فی شرح

النقاية بعد ما نقلنا عنه فی النصوص و هذا
صورة ما قال المصنف واما اذا كان مع
الجنابة حدث يوجب الوضوء فيجب عليه الوضوء
فالتيمم للجنابة بالاتفاق فان مع فير
بمعنى بعد كما قالوا في قوله تعالى ان مع
العسر يسرا و به ينحل ما في هذا المقام
من الاشكال المشهور آه و تبعه المدقق
العلاء في الدر و اقره محشوه و اعترض
هذا المسلك في السعادية بانه لو اجنب
ثم احدث فوجد ما يكفي للوضوء فقط

شمس قهستانی نے شرح نقایہ میں کہا — اس
عبارت کے بعد جو ہم نے نصوص میں ان سے نقل کی ؛
اور یہی اس کی صورت ہے جو مصنف نے کہا، لیکن
جب جنابت کے ساتھ کوئی ایسا حدث ہو جو وضو
واجب کرتا ہے اس کو لازم ہے تو تیمم جنابت کیلئے ہے بالاتفاق۔
کیونکہ اس میں ”مع“ بعد کے معنی میں ہے جیسا کہ
علمائے ارشاد باری تعالیٰ ”ان مع العسر يسرا“
(بیشک دشواری کے ساتھ آسانی ہے) میں کہا ہے۔
اسی سے وہ مشہور اشکال حل ہو جاتا ہے جو اس مقام
پر پیش آتا ہے آہ فقہ علائی نے درمختار میں اس کا
اتباع کیا اور اسے محشین نے بھی برقرار رکھا۔ سعادیہ میں اس

(بقیہ ما شیخ صفیر گزشتہ)

ثم احدث فتيمة للحدث و قال فكذا في
الوجود المذكورة ومن وجوه المشار اليها
قوله وان كفي لاحدهما بعينه غسله و
يبقى التيمم في حق الاخر ۱۲ منه غفرله (م)

جنابت کا تیمم کیا۔ پھر حدث ہوا تو حدث کا تیمم کیا۔ اور آگے
فرمایا مذکورہ صورتوں میں بھی ایسا ہے، جن صورتوں کی
طرف اشارہ فرمایا ہے ان میں یہ بھی ہے کہ اگر ان
میں سے بعینہ کسی ایک پر کفایت کرنے والا
ہو تو اسے دھوئے اور دوسرے کے حق میں تیمم
باقی رہے گا ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

فانه يتيمم ولا يجب عليه الوضوء فيكون
تيممه كافي لرفع الحدث الاكبر والاصغر
مع انه يصدق عليه انه وجد به حدث
يوجب الوضوء بعد الجنابة فيلزم بمقتضى
عبارة الشارح ان يجب عليه الوضوء قال
فالاولى ان يقال مع بمعنى بعد والمضام
محذوف اى بعد تيمم الجنابة او يقال مع
على معناه والمضاف محذوف اى مع
تيمم الجنابة اهـ ملخصاً

هذا وعندى حاشية على شرح
الوقاية للفاضل محمد القرّة باقى اسمها
سنة تسعمائة وثلثين اى بعد خمس و
عشرين سنة من وفاة اخى چلی قال قلت
لأمرئيه قم تسويدى وهى كتابة يوسف
بن حسن بن عبد الله سنة تسعمائة وسبع
وسبعين نقل فيها كلام اخى چلی بلفظة قال
بعض المحشين ثم قال اقول لا يخفى ان
هذا التصويّر تكلف بعيد الاخذ من هذه
العبارة علّا ان الشارح سيصرح هذه
المسألة بقوله وان كفى للوضوء لا للمعة
فتيمم باقى وعليه الوضوء
فبحمل هذه العبارة على ما ذكره

طریق پر اعتراض کیا کہ اگر اسے جنابت ہو پھر حد
ہو۔ اس کے بعد اسے اتنا ہی پانی ملے جو صرف وضو
کے لیے کفایت کر سکے تو وہ تيمم کرے گا اور اس پر وضو
واجب نہیں۔ اس کا تيمم حدث اکبر و اصغر دونوں کو
رفع کرنے کے لیے کافی ہوگا۔ — باوجودیکہ اس کے
متعلق یہ صادق ہے کہ اس کے ساتھ جنابت کے بعد
ایسا حدث پایا گیا جو وضو واجب کرتا ہے تو بمقتضا
جبارت شارح لازم آئیگا کہ اس پر وضو واجب ہو۔
کہا، تو اولیٰ یہ کہنا ہے کہ مع بمعنی بعد ہے اور مضاف
محذوف ہے یعنی مع تيمم الجنابة (ت)

یہ سب ہوا۔ اور میرے پاس شرح وقایہ پر
فاضل محمد قرہ باغی کا ایک حاشیہ ہے جسے انہوں نے
۹۳۲ھ میں مکمل کیا، یعنی اخى چلی کی وفات کے پچیس
سال بعد۔ اور اس کی تاریخ تکمیل کے لیے ثم تسويدى
کہا ہے اور یہ ۹۷۷ھ میں يوسف بن حسن بن عبد الله کا
کتابت کیا ہوا ہے۔ — اس میں اخى چلی کا کلام
”قال بعض المحشين“ کے لفظ سے نقل کیا ہے
پھر لکھا ہے: ”میں کہتا ہوں محضی نہیں کہ یہ صورت
نکالنے میں تکلف ہے اور اس جبارت کے اسے اخذ کرنا
بعید ہے علاوہ انہیں شارح عنقریب اس مسئلہ کی
تصريح اس عبارت میں کریں گے: ”اور اگر وضو کے لیے
کافی ہے چھوٹی ہوئی جگہ کے لیے نہیں تو اس کا تيمم
باقی ہے اور اسے وضو کرنا ہے“ — اب اگر

الْقَائِلُ يُلْزَمُ التَّكَرُّارَ وَلَعَلَّهُ انْهَارُ تَكْبِهٍ
 نَرَعُمَا بَانَ الْحَدِيثَيْنِ لَا يَجْتَمِعَانِ فِي شَخْصٍ
 ابْتِدَاءً وَلَا شَكَّ أَنَّهُمَا يَجْتَمِعَانِ لَكِنْ يَكْفِي
 عَنْهُمَا تَيَسُّمٌ وَاحِدًا إِذَا لَمْ يَوْجَدْ الْهَاءُ الْكَافِي
 الْوَضُوءُ وَأَمَّا إِذَا وَجَدَ فَلَا يَدُ مِنَ الْوَضُوءِ ثُمَّ
 التَّيَسُّمُ لِلْجَنَابَةِ وَالْمَذْكُورُ فِي الْكِتَابِ هُوَ هَذَا
 الْمَعْنَى وَالْعَجَبُ مِنْهُ أَنَّهُ لَمْ يَلْتَفِتْ إِلَى هَذَا
 الْمَعْنَى مَعَ أَنَّ عِبَارَةَ الشَّارِحِ بُعِيدَ هَذَا
 صَرِيحٌ بِاجْتِمَاعِ الْحَدِيثَيْنِ ابْتِدَاءً حَيْثُ قَالَ
 لَوْ كَانَ بِهِ حَدَّثَانِ كَالْجَنَابَةِ وَحَدَّثٌ يَوْجِبُ
 الْوَضُوءَ يَنْبَغِي أَنْ يَنْوِي عَنْهُمَا لَا يَقُولُ
 أَنَّ الْجَنَابَةَ لَمَّا أَوْجَبَ غَسْلَ بَعْضِ الْأَجْزَاءِ
 الَّذِي هُوَ عِبَارَةٌ عَنِ الْوَضُوءِ فَلَا فَائِدَةَ لِاعْتِبَارِ
 الْحَدَّثِ الَّذِي يَوْجِبُ الْوَضُوءَ مَعَ الْجَنَابَةِ
 لَأَنَّا نَقُولُ بَعْدَ تَسْلِيمِ جَمِيعِ الْمَقْدَمَاتِ
 يَجُوزُ اجْتِمَاعُ الْعِلَلِ الشَّرْعِيَّةِ عَلَى
 مَعْلُولٍ وَاحِدٍ شَرْعِيٍّ كَمَا صَرَّحَ بِهِ صَاحِبُ
 التَّلْوِيحِ فَقَالَ لَوْ حَلَفَ أَنْ لَا يَتَوَضَّأَ مِنْ
 الرِّعَافِ قَبْلَ أَنْ يَتَوَضَّأَ حَنْتٌ وَلَهُ
 نَفْطَاؤُهُ فِي الشَّرْعِ أَهْلُ كَلَامِ الْقَرَّةِ بَاغِي بَعْضِ
 اخْتِصَارِ -

اس عبارت کو اس پر محمول کیا جائے جو قائل نے ذکر کیا تو
 تکرار لازم آئیگی۔ اور اس نے اس تاویل کا ارتکاب
 شاید اس خیال سے کیا ہے کہ کسی شخص میں دونوں حد
 ابتداءً جمع نہیں ہوتے حالانکہ بلاشبہ دونوں جمع
 ہوتے ہیں، لیکن دونوں کی طرف سے ایک ہی تیمم کافی ہے
 جب کہ وضو کے لیے آب کافی دستیاب نہ ہو اور
 دستیاب ہو تو وضو پھر جنابت کا تیمم ضروری ہے۔
 کتاب میں یہی بات مذکور ہے۔ قائل پر تعجب ہے کہ
 اس معنی کی طرف التفات نہ کیا حالانکہ اس کے کچھ
 ہی بعد شارح کی عبارت اس بارے میں صریح ہے
 کہ دونوں حدث ابتداءً جمع ہوتے ہیں۔ انھوں نے
 فرمایا ہے: ”اگر اسے دو حدث ہوں جیسے جنابت اور
 کوئی ایسا حدث جو وضو واجب کرتا ہے تو اسے چاہیے
 کہ دونوں سے تیمم کی نیت کرے“ اگر یہ کہا جائے کہ
 جنابت سے جب ان بعض اجزاء کا دھونا واجب ہوا
 جو وضو سے عبارت ہے تو جنابت کے ساتھ وضو
 واجب کرنے والے حدث کا اعتبار کرنے میں کوئی
 فائدہ نہیں۔ تو ہم کہیں گے اگر اعتراض کے تمام
 مقدمات تسلیم کر لیے جائیں تو بھی جواب یہ ہے کہ
 ایک معلول شرعی پر چند علل شرعیہ کا اجتماع ہو سکتا ہے
 جیسا کہ صاحب تلویح نے اس کی صراحت کرتے ہوئے

لکھا ہے: ”اگر قسم کھائی کہ نکسیر سے وضو نہ کرے گا پھر اس نے پیشاب کیا اس کے بعد نکسیر ٹوٹی پھر اس نے وضو کیا
 تو اس کی قسم ٹوٹ گئی۔ اور شریعت میں اس کی بہت سی نظیریں ہیں“۔ فاضل قرہ باغی کا کلام کچھ اختصار کے
 ساتھ ختم ہوا۔ (ت)

سہ تعلیق علی شرح الوقایۃ للقرہ باغی

فَهَذَا أَكْلُ مَا سَأَيْتَ لَهُمْ مِنَ الْقَالَ
وَالْقِيلِ ۖ وَالنَّقْضُ وَالتَّوِيلُ ۖ وَالْإِنْكَارُ
وَالْتَعْوِيلُ ۖ وَأَعْلَمُ أَنَّ السَّعَايَةَ لَيْسَتْ
عِنْدِي وَإِنَّمَا أُرْسِلُ إِلَى بَعْضِ أَصْحَابِي مِنْ
لِكْهْنُو نَقَلَ نَحْوَ وَرَقَةٍ مِنْهَا مُتَعَلِّقَةٌ
بِهَذَا الْمَقَامِ عَلَى طَلَبِي لَكِي أَسْرَى مَا عِنْدَهُ
فِيهِ عَسَى أَنْ نَقَلَ عَنْ كِتَابِ مَا فِيهِ غَنَاءٌ
فَقَدْ كَانَتْ جَمْعُ مِنَ الْكُتُبِ أَكْثَرُ مَا
عِنْدِي فَلَمَّا طَالَعْتَهُ لَمْ أَسْرِهِ فَازْبِطْ أُمَّلْ ۖ
وَلَا جَائِزَ بَنَائِلْ ۖ وَإِنَّمَا جَمْعُ الْقَالَ وَالْقِيلِ ۖ
وَتَكْلَمُ عَلَى نَرْوَاهُ بِفَارِغٍ عَنِ التَّحْصِيلِ ۖ
أَوْ بَاغَالِيظٍ وَأَبَاطِيلِ ۖ وَلَمْ يَهْتَدِ لَكْثِيرُ مِنَ
الْأَبْحَاثِ الرَّائِقَةِ ۖ وَالْإِنْظَارِ الْفَائِقَةِ ۖ
وَإِذَا اتَّقَى عَلَى الْمَقْصُودِ جَرَحَ الصَّحِيحَ ۖ
وَاعْتَمَدَ الْجَحْرِيحَ ۖ كَمَا اسْتَعْرِفَ كُلُّ ذَلِكَ
أَنْ شَاءَ اللَّهُ الْمُسْتَعَانُ ۖ وَالْآنَ أَتَى أَنْ
نَفِيضٌ فِي تَحْقِيقِ الْمَرَامِ بِتَوْفِيقِ الْمَنَانِ ۖ
أَقُولُ وَيَا اللَّهُ الْاِسْتَعَانَةَ وَمِنْهُ الْفِيضُ وَ
الْإِعَانَةُ ۖ الْكَلَامُ مَهْمَا فِي ثَمَانِيَةِ مَوَاضِعَ
دَقَعَ النَّقُوضُ وَتَقْرِيرِ مَعْنَى الْكَلَامِ عَلَى مَسَلِكِ
التَّوِيلِ وَالتَّعْوِيلِ اعْنَفَ أَحْبَرَهُ
وَبَيَّانٌ مَعْنَى قَوْلِهِ

یہ وہ سب قیل و قال، تاویل اعتراض، اور
انکار و اعتماد ہے جو میری نظر سے گزرا۔ معلوم ہے
کہ سعایہ میرے پاس نہیں میرے ایک دوست نے
اس مقام سے متعلق اس کے تقریباً ایک ورق کی
نقل میرے پاس بھیجی جو میں نے اس خیال سے طلب کی
تھی کہ اس مقام سے متعلق محشی صاحب سعایہ نے
جو کچھ تحریر کیا ہے وہ دیکھ سکوں۔ ہو سکتا ہے اس
میں کسی کتاب سے کوئی اطمینان بخش بات نقل کی ہو۔
کیونکہ ان کے پاس میرے یہاں سے زیادہ کتابوں کا
ذخیرہ تھا۔ مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ انھیں کوئی کام کی
بات نہ ملی اور کوئی مفید کلام نہ لاسکے بس قیل و قال جمع کر دیا۔
اور کچھ زائد باتوں پر ایسا کلام کیا ہے جو افادیت سے
خالی یا باطل و غلط ہے۔ اور اس مقام سے متعلق بہت سی
دلکش بحثوں اور بلند فکروں تک ان کی رسائی نہ ہوئی، اور
مقصود پر آئے تو صحیح کو مجروح اور مجروح کو معتمد بنا دیا۔
جیسا کہ یہ سب ان شاء اللہ معلوم ہوگا۔ اب وقت
آیا کہ بر توفیق رب منان تحقیق مطلوب کا آغاز کریں۔
اقول (میں کہتا ہوں) اور خدا ہی سے مدد طلبی ہے
اور اسی کی جانب سے فیض و مدد ہے۔ یہاں پر
کلام آٹھ مقامات میں ہے (۱) اعتراضات کا جواب
(۲) معنی کلام کی تقریر مسک تاویل پر بھی اور مسک اعتماد
پر بھی یعنی ظاہر پر جاری رکھتے ہوئے بھی (۳) کلام شایع

انکار و علامہ البرجنیدی نے کیا، اعتماد فاضل قرہ باغی نے، اور
اعتراضات پانچ ہیں۔ (د ت)

عہ الانکار و للعلامۃ البرجنیدی و التعویل
للفاضل القرہ باغی و النقوض خمسۃ۔ (د ت)

فالتيمم للجنازة وأن قوله بالاتفاق متعلق
بهذا أمر بقوله يجب عليه الوضوء وأن
الفاء في قوله فالتيمم للتفريع أمر للتعليل
وبیان الحسن والقبح والباطل والصحیح
منه. سالك التأويل به وأنه هل ثم شبهات
تدور على المرام به وما كشفها وحلها بتوفيق
العلامه به وهل للكلام تأويل آخر به خير
مما ذكره وأظهر به وهما أنا اعطيك بحول
الله تعالى افادات تحيط بكل ذلك وتسلك
بك ان شاء الله تعالى احسن المسالك وما
توفيقى الا بالله خير ما لك به
احاط کرتے ہوئے ان شاء الله تعالى ناظرین کو بہترین راہ پر گامزن کریں گے۔ اور مجھے توفیق نہیں مگر خدا کے برتر

ہی سے جو بہتر مالک و نعم ہے۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

الافادة الاولى: كفى بحمدہ عزوجل
لحل الاشكال الاول ما قدمت من تصوير
جنب تيمم فاحداث فتوضاً فمر على ماء
كاف لغسله وقد ذكره البرجندی ايضا
اقول فهذا جنب ليس معه حدث يوجب
الوضوء لان الوضوء طراً على اعضاء الوضوء
فطهرها مطلقاً الى ان يطرأ حدث آخر
اصغرا واكبر حتى انه اذا وجد ماء للغسل
لم يكن عليه غسل هذه الاعضاء لما سياتى
في الافادة الحادية عشرة ان الحدث الحال

افاده ۱: بحمد خداے غالب و بزرگ اشكال
اول کے حل کے لیے وہی تصویر مسئلہ کافی ہے جو میں نے
پہلے پیش کی کہ کسی جنابت والے نے تیمم کیا پھر اسے
حدث ہوا تو اس نے وضو کیا پھر وہ اتنے پانی کے
پاس گزرا جو اس کے غسل کے لیے کافی ہے۔ اسے
علامہ برجندی نے بھی ذکر کیا ہے۔ **اقول** تو یہ ایسا
جنب ہے جس کے ساتھ کوئی ایسا حدث نہیں جو وضو
واجب کرتا ہو۔ اس لیے کہ عمل وضو اعضائے وضو
پر طاری ہوا تو انہیں مطلقاً پاک کر دیا جب تک کہ
کوئی دوسرا حدث اصغریا اکبر طاری ہو۔ یہاں تک کہ

جب اسے غسل کے لیے پانی ملے تو اس پر ان اعضاء کا
دھونا لازم نہیں — اس کی وجہ افادہ ۱۱

بالاعضاء متجزئ فاذا رمى ماء الغسل لم
تعد الجنابة الا فيها ومراء تلك الاعضاء به

علامہ علی نے غنیہ میں مسح خفین کے تحت لکھا ہے :
"کسی کو جنابت لاحق ہوئی اور تیمم کیا پھر اسے حدث ہوا
اور وضو کیا۔ اس کے بعد اتنے پانی پر گزرنا جو غسل کے لیے
کافی ہے مگر غسل نہ کیا — تو پیر جب پہلے اس وقت
دھویا تھا اب پانی دیکھنے سے اس میں جنابت عود
نہ کرے گی اور اس جنابت کی وجہ سے اسے دوبارہ
دھونا لازم نہ ہوگا اھ — یہ کلام علامہ شامی نے
بھی منقولہ فیہ میں نقل کیا اور برقرار رکھا — خاص
قدم ہی کو اس لیے ذکر کیا ہے کہ کلام موزہ نکالنے اور
پیر دھونے کے بارے میں ہے — (اسی سے دیگر
اعضائے وضو کا حکم بھی معلوم ہو جاتا ہے کیوں کہ) دیگر
اعضائے وضو بھی قدم ہی کے مثل ہیں — بدائع
میں ہے : "موزوں کو نکالنا مسح کو توڑ دیتا ہے اس لیے
کہ سابقہ حدث قدموں تک سرایت کر آیا پھر اگر وہ حدث
تھا تو پورا وضو کرے اور اگر حدث نہ تھا تو صرف قدموں
کو دھوئے کچھ اور نہیں۔ اور امام شافعی کا ایک قول
یہ ہے کہ از سر نو وضو کرے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حدث
اس کے بعض اعضاء میں حلول کر آیا اور حدث کی تجزی
نہیں ہوتی تو باقی اعضاء کی طرف بھی تجاوز کر جائے گا
ہماری دلیل ہے کہ حدث سابق وہی ہے جو اس کے قدموں
پر آیا دیگر اعضاء کو تو اس حدث کے بعد دھو چکا ہے صرف دونوں
قدم رہ گئے تھے تو اسے ان دونوں کو ہی دھونا واجب ۱۲ منہ غفرلہ

عنه قال العلامة الحلبي في الغنية من
مسح الخفين اجنب وتيمم فاحداث وتوضأ
ومر بعد ذلك على ما يكفي للاغتسال فلم يغتسل
فالرجل (اي بكسر الراء) بعد غسلها اذ ذاك
لا تعود جنابتها برؤية الماء ولا يلزم غسلها
مرة اخرى لاجل تلك الجنابة اھ ونقله في المنحة
واقروا انها خص القدم بالذكر كالات الكلام
في نزع الخف وغسل الرجل وساثر اعضاء الوضوء
كثلاثها وفي البدائع ينقض المسح نزع الخفین
لانه سري الحدث السابق الى القدمين ثم ان كان
محدثا يتوضأ بكمالہ وان لم يكن محدثا يغسل
قدميه لا غير وللشافعي في قول يستقبل الوضوء
وجبه ان الحدث حل ببعض اعضائه و
الحدث لا يتجزأ فيتعدى الى الباقي ولنا
ان الحدث السابق هو الذي حل بقدميه و
قد غسل بعده ساثر الاعضاء وبقية
القدمان فقط فلا يجب عليه الاغسلهما ^{عليه}
۱۲ منہ غفرلہ (م)

لے فیہ مستقلاً فصل فی المسح علی الخفین۔ سیل الیڈری لاہور ص ۱۰۹/۱۰۸
۲ بدائع الصالحات فوافض المسح۔ ایم ایم سعید پبلی کراچی ۱۲/۱

فہذا جنب متوضئ بلا مراد

میں آرہی ہے کہ اعضا میں ملوثی کرنے والے حدث کی تجزی ہوتی ہے تو جب اس نے غسل کا پانی دیکھا جنابت ان اعضا کے ماسوا میں ہی عود کرے گی۔ ان اعضا میں نہیں۔ قریب بلا شہد ایسا جنب ہے جو با وضو ہے۔ (ت)
اگر اس میں کوئی شہد درانداز ہو تو اس کا قیاس

اس جنب پر کیجئے جسے پانی دستیاب ہے۔ اس کے لیے مسنون یہی ہے کہ پہلے وضو کرے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جب تک اس کے بدن پر کوئی ایسی جگہ رہ جائے گی جس پر پانی نہ گزرا ہو، تو وہ جنب باقی رہے گا۔ تو جس وقت وہ با وضو ہے اس وقت بھی جنابت والا ہے اور اس کے ذمہ یہی کام ہے کہ قیہ سارے جسم پر پانی بہالے۔ یہ کام کر لیا تو وہ بالکل پاک ہو گیا۔ اب بالاجماع اس کو دوبارہ وضو نہیں کرنا ہے۔ تو اعضائے وضو کے ماسوا میں حصول کرنے والی جنابت جب اس وقت وضو کے منافی نہ ہوئی۔ بلکہ وضو ہی نے تو اس جنابت کو ان اعضا سے دور کیا۔ تو دیگر اعضا میں اس جنابت کا عود کرنا اس وضو کا ناقض کیسے ہوگا؟ جس چیز کا وجود ابتداءً مانع طہارت نہیں ہرگز اس کا حدوث بقاءً ناقض طہارت نہیں۔ یہ معنی اتنا روشن و واضح ہے کہ اظہار و بیان سے بے نیاز ہے۔

اور با وضو سے ہماری مراد یہ ہے کہ اس کے اعضائے وضو پاک اور حدث اکبر و اصغر سے خالی ہیں۔ وہ با وضو مراد نہیں جس کے لیے نماز جائز ہو یہ بات تو اس حدث کے دور ہونے سے حاصل ہوگی جو

وَأَنَّ اعْتِرَاكَ شِبْهَةً فِيهِ فَلَعْتَبَرَهُ بِجَنْبٍ
وَاجِدٍ لِلْمَاءِ فَإِنَّ الْمَسْنُونِ لَهُ أَنْ
يَقْدُمَ الْوُضُوءَ وَلَا شَكَّ أَنْهُ مَا دَامَ
فِي بَدَنِهِ لَمْعَةً لَمْ يَصِبْهَا الْمَاءُ
يَبْقَى جَنْبًا فَهُوَ حِينَ هُوَ مُتَوَضِّئٌ
جَنْبٌ وَلَيْسَ عَلَيْهِ إِلَّا إِفَاضَةُ الْمَاءِ
عَلَى سَائِرِ جَسَدِهِ فَإِذَا فَعَلَ فَقَدْ
ظَهَرَ وَلَا يَعِيدُ الْوُضُوءَ أَجْمَاعًا فَالْجَنَابَةُ
الْحَالَةُ بِمَا وَرَاءَ أَعْضَاءِ الْوُضُوءِ أَذْ أَلَمْ
تَنَافِ الْوُضُوءَ حِينَ تَذْ بِلِ الْوُضُوءِ هُوَ
الَّذِي نَفَاهَا مِنْ تِلْكَ الْأَعْضَاءِ فَكَيْفَ يَنْقُضُ
عَوْدُهَا فِي غَيْرِ الْأَعْضَاءِ إِذَا مَا لَا يَمْنَعُ
وَجُودَهُ الطَّهَارَةَ بَدَأَ لَنْ يَنْقُضُهَا
حَدُوثُهُ بَقَاءً وَهَذَا أَظْهَرَ مِنْ أَنْ
يُظْهَرَ -

وَلَعْنَى بِالْمُتَوَضِّئِ طَهَارَةَ أَعْضَاءِ
وُضُوءِهِ وَنَزَاهَتَهَا عَنْ الْحَدَثَيْنِ
لَا الْمُتَوَضِّئُ الَّذِي تَجُوزُ لَهُ الصَّلَاةُ
فَإِنَّ ذَلِكَ بَزْوَالِ الْحَدَثِ الْقَائِمِ بِنَفْسِ

المكلف لا باعضائه وهو تلبسه بنجاسة
حكيمة فانه لا يزول ما لم يطهر بدنه
كله كما قدمنا في الطرس المعدل
وهذا معنى قولهم ان المحدث لا يتجزأ
”الطرس المعدل“ میں اسے بیان کر چکے ہیں۔ حضرات علما کے قول ”حدث متجزی نہیں ہوتا“ کا یہی معنی ہے۔
برجندی نے امام محمد کے قول پر جو صورت مسئلہ
پیش کی (فاقول) اس پر میں کہتا ہوں یہ اس پر
مبنی ہے کہ انتشار ہو پھر داخل کر کے نکال لے اس
کے بعد سست پڑے۔ یہ سب مذی آنے سے قبل ہو
ورنہ حدیث اکبر حدیث اصغر سے جدا نہ پایا جاسکے گا۔

یہ صورت اگرچہ نادر ہے مگر محتمل ہے اور صورت مسئلہ بتانے کے لیے احتمال کافی ہے۔ (د ت)

وشرد الكنوى عليه مردود بما
يأتي أما تصويبه الاخير على قول الشيخين
اي الطرفين وقوله فيه لم يوجد ناقض
الموضوع فاقول بلى اذا لامنا ولا يخلو
عن امضاء سواء كان عند الاستثناء او الامناء وكذا
استشكل الامام شمس الانبياء الحلواني
طهارة المني بالفرك لان كل فعل
يمذى ثم يمني واجاب بانه مغلوب بالمني
مستهلك فيه فيجعل تبعا قال المحقق في
الفتح وهذا ظاهر فانه اذا كان الواقع
انه لا يمني حتى يمذى وقد طهره الشرع
بالفرك يا بسا يلزم انه اعتبر ذلك
للضرورة اهـ

کہ بغیر مذی کے منی نہیں آتی اور شرع نے خشک ہونے کی حالت میں رگڑنے سے اس کو پاک قرار دیا تو لازم ہے کہ

ضرورت کی وجہ سے اس کا اعتبار کیا جائے (ت)

آمارہ للکنوی علیہ فاقول

نداء من بعيد : وقول من لم يصل الى
العنقود : من سخر بباله كما اشار اليه في
مسألة المباشرة مرتين وافصح عنه قبله
وفي عمدة الرعاية ان المحدث الاصغر لا نرم
للاكبر فان كل ما ينقض به الغسل ينتقض
به الوضوء اه

وهو اول بعد عن فهم المرام : و
خروج عما فيه الكلام : فان البحث في
انفكاك الاكبر عن الاصغر اي هل توجد
جناية بلا حدث اصغر وكل احد يعلم ان
الاصغر لا يقال الاعلى ما يوجب الوضوء
فقط فهو مأخوذ بشرط لا يباين الاكبر
صدق كيف ولا ملحظ لوصفه بالاصغرية
الا هذا ولو كان لا بشرط شيء لصح ان يقال
ان الجناية وانقطاع الحيض والنفس حدث
اصغر ولا يقبله الا ذو جهل اكبر فاذا
تبين صدق استحالة ان يوجد بنفس
وجوده بل لا بد له من وجود ما يوجب
عينا فهذا معنى قوله لم يوجد ناقض
الموضوع كما اشرنا الى ذلك على الهامش .

وجود سے ہو جائے بلکہ اس کے لیے اس کا وجود ضروری ہے جو معین طور پر اسے لازم کرے تو برجنڈی کے قول

اب رہی مولانا لکھنوی کی تردید۔ فاقول

دور کی پکار ہے اور اس کی بات جو خوشہ تک نہ پہنچ سکا
ان کے دل میں یہ راسخ ہو گیا ۔ جیسا کہ مسئلہ مباشرت
میں دوبار اشارہ کیا اور اس سے پہلے واضح طور سے
کہا اور عمدة الرعاية میں لکھا کہ حدث اصغر، حدث اکبر
کے لیے لازم ہے کیونکہ ہر وہ چیز جس سے غسل ٹوٹتا ہے
اس سے وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے ۔

اولایہ فہم مقصد سے دوری اور جس بارے

میں کلام ہے اس سے علیحدگی ہے کیونکہ بحث حدث اکبر
کے حدث اصغر سے جدا ہونے میں ہے ۔ یعنی کیا
کوئی جنابت حدث اصغر کے بغیر پائی جاتی ہے ؛ اور
ہر ایک جانتا ہے کہ اصغر اسی کو کہا جاتا ہے جو صرف
وضو واجب کرے ۔ تو یہ شرط نفی کے ساتھ (بشرط
لا) لیا گیا ہے (یعنی وضو واجب کرے غسل نہ واجب
کرے ۱۲م الف) تو صدق میں اکبر کے مابین ہوگا،
کیوں نہ ہو جبکہ اصغریت سے اس کے انصاف کے
محافظ کی صورت یہی ہے ۔ اور یہ اگر لا بشرط شيء ہوتا
تو یہ کہنا صحیح ہوتا کہ جنابت اور انقطاع حیض و نفاس
حدث اصغر ہیں اور اسے کوئی جہل اکبر والا ہی قبول
کر سکتا ہے ۔ تو جب دونوں صدق میں ایک دوسرے
کے مابین ہیں تو محال ہے کہ اصغر کا وجود اکبر ہی کے
وجود سے ہو جائے بلکہ اس کے لیے اس کا وجود ضروری ہے جو معین طور پر اسے لازم کرے تو برجنڈی کے قول

لم يوجد ناقض الوضوء (ناقض وضوء پایا گیا) کا یہی معنی ہے۔ جیسا کہ اس کی طرف ہم نے حاشیہ میں اشارہ کیا۔ (ت)

و ثانیاً لزوم باطل بما صورنا
أنفا من جتب توضاً وقد سلمه الرجل
اذ خص الصورتين الأخيرتين بالاعتراض
ولم يمس الصورة الأولى فان كان يعلم ان
فيها جنابة ولا حدث فله هذه الايرادات
وادعاء اللزوم وان كان لا يعلمه فلم تركها
من الايراد فقد عاد فيها ايضا الحدث الاكبر
وهو ينقض الغسل والوضوء كليهما۔

و ثالثاً لا يخفى ما في قوله وان
لم تحصل الجنابة فان الكلام على القول
الطرفين۔

ورابعاً اي محل لهذه الوصلية
فما كان مقصود البرجندی ان الحدث
لا يوجد بلا جنابة بل ان الجنابة قد
توجد ولا حدث فكان الرد عليه باثبات الحدث
في صورة جنابة يصورها البرجندی
لانفكاك لا في صورة عدم الجنابة حتى
يقال قد وجد الحدث وان لم تحصل
جنابة۔

تنبيه۔ اقول لربما يقول
قائل ليس لموجب غسل قط ان يوجب
الوضوء فضلاً عن اللزوم وذلك لان من

ثانیاً اصغر کال لازم اکبر ہونا اس صورت سے
باطل ہے جہاں بھی ہم نے اوپر بیان کی۔ جنب نے وضو
کیا۔ اور مولانا لکھنوی نے بھی اس کو تسلیم کیا ہے
اس لیے کہ انہوں نے صرف اخیر دو صورتوں پر اعتراض
کیا اور پہلی صورت کو ہاتھ نہ لگایا۔ اگر جانتے تھے کہ
اس صورت میں جنابت ہے حدث نہیں تو یہ اعتراضات
اور لزوم کا دعویٰ کیوں؟ اور اگر اسے نہیں جانتے تھے
تو اس پر اعتراض کیوں ترک کیا اس میں بھی تو حد اکبر
لوٹ آیا ہے اور وہ غسل و وضو دونوں توڑ دیتا ہے۔

ثالثاً ان کے قول "اگرچہ جنابت نہ حاصل
ہوتی" کی غامبی پوشیدہ نہیں۔ اس لیے کہ کلام
طرفین کے قول پر ہے۔

رابعاً اس وصلیہ (اگرچہ) کا کون سا
موقع ہے۔ برجندی کا مقصود یہ نہ تھا کہ حدث
بلا جنابت نہیں پایا جاتا بلکہ یہ تھا کہ کبھی جنابت بلا حدث
ہوتی ہے۔ تو اس کا رد یوں ہوتا کہ برجندی انفکاک
ثابت کرنے کے لیے جو صورت جنابت پیش کر رہے ہیں
اس میں حدث بھی ثابت کیا جاتا، نہ کہ عدم جنابت
کی صورت میں حدث کا اثبات ہو اور کہا جائے "حدث
پایا گیا اگرچہ جنابت نہ حاصل ہوئی"۔ (ت)

تنبیہ۔ اقول شاید کوئی یہ کہے کہ کوئی
بھی موجب غسل کبھی وضو واجب نہیں کر سکتا اور یہ تو
دور کی بات ہے کہ ہر موجب غسل موجب وضو بھی ہے۔

امكان الوضوء المسح ولا يوجب مسح
الغسل وما لا يوجب الجزاء لا يوجب
الكل۔

وحله كما اقول مع المسح الواجب
في الوضوء اصابة بلة ولو في ضمن اسالة
لا ما يبانيها والا لما تادي بغسل الرأس
واصابة المطر والانغماس وهو باطل
قطعا قال في الفتح والحلية والبحر وغيرها
الألة لم تقصد الا لا يصال الى المحل فاذا
اصابه من المطر قدر الفرض اجزا الله

وفي المحيط والهندية اذا غسل الرأس
مع الوجه اجزاه عن المسح ولكن يكره لانه
خلاف ما امر به الله

ولا شك ان موجب الغسل يوجب
اصابة الرأس بيلة بالاسالة فقد اوجب
جميع اجزاء الوضوء وبالجملة
مسح الرأس ما خوذ لا بشرط شئ
فيتأدى بالغسل والحدث الا صغر

سبب یہ ہے کہ ارکان وضو میں مسح بھی ہے۔ موجب غسل
مسح واجب نہیں کرتا اور جو جز واجب نہ کرے وہ
کل بھی واجب نہ کرے گا۔

اس کا حل وہ ہے جو میں بیان کرتا ہوں
(اقول) وضو میں جو مسح واجب ہے اس کا
معنی ہے تری پہنچانا اگرچہ پانی بہانے ہی کے ضمن
میں ہو۔ اس کا معنی وہ نہیں جو پانی بہانے کے
مباین ہو ورنہ یہ (فرض۔ مسح) سر کو دھونے،
بارش پہنچنے، اور غوطہ کھانے سے ادا نہ ہوتا۔ اور
یہ قطعاً باطل ہے۔ فتح القدير، حلیہ اور بحر وغیرہ
میں ہے: "ذریعہ والہ صرف محل تک پہنچانے کے لیے
مقصود ہے۔ تو اگر مقدار فرض پر بارش کا پانی
پہنچ جائے گا کافی ہے۔"

محیط اور ہندیہ میں ہے: "جب چہرے کے
ساتھ سر بھی دھو لے تو مسح کی ضرورت نہیں لیکن
یہ مکروہ ہے اس لیے کہ جو حکم ہوا ہے اس کے
برخلاف ہے۔" اھ

اب اس میں شک نہیں کہ موجب غسل پانی بہانا
واجب کر کے سر کو تری پہنچانا واجب کر دیتا ہے تو
اس نے تمام ہی اجزائے وضو واجب کر دیے۔
بالجملہ مسح سر لا بشرط شئ یا گیا ہے تو وہ دھونے
سے بھی ادا ہو جائیگا اور حدث اصغر بشرط لا شئ

ما خوذ بشرط لا شئ فلا يلزم الحدث
الا كبره كذا ينبغى التحقيق والله تعالى
ولى التوفيق۔

الافادة ۲: لا شك ان ظاهر الكلام

وجوب الوضوء على جنب معد حدث اذا وجد
ما يكفي للوضوء فقط وهذا هو مسلك التعويل
الذى سلكه القره باغى ولا شك ان المراد
حينئذ بالصورة الاولى التى حكم فيها بعدم
وجوب الوضوء عندنا خلافا لما لمطلى
رضى الله تعالى عنه جنابة لاحداث معها
كما صورناه وعلى هذا يكون معنى الكلام
ان من له حدث واحد اصغر او اكبر وجد
ماء لا يكفي لطهره لا يستعمله عندنا خلافا
لشافعى وهذا قوله حتى اذا كان للجنب
وقوله واذا كان للمحدث اما اذا اجتمع المحدثان
وكفى الماء لاحدهما وجب صرفه اليه
فان كان يكفي للوضوء يجب عليه الوضوء
وهذا قوله اما اذا كان الخ ولا شك ان
التناقض يندفع بهذا الوجه باين وجه۔

ليأىا ہے تو وہ لازم حدث اکبر نہیں۔ اسی طرح
تحقیق ہونی چاہئے — اور حندا ہی
مالک توفیق ہے۔ (ت)

افادہ ۲: اس میں شک نہیں کہ صدر الشریعہ

کا ظاہر کلام یہی ہے کہ وہ جنب جس کے ساتھ کوئی حد
بمعی ہے اس پر وضو کرنا واجب ہے جبکہ اسے اتنا ہی
پانی ملے جو صرف وضو کے لیے کفایت کر سکے —
یہی وہ مسلک اعتماد ہے جو فاضل قرہ باغی نے اختیار
کیا۔ اب پہلی صورت جس میں ہمارے نزدیک امام
شافعی مطلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برخلاف عدم وجوب
وضو کا حکم کیا ہے بلاشبہ اس سے مراد وہ صورت
جنابت ہوگی جس کے ساتھ کوئی حد نہ ہو جیسا کہ ہم
نے اس کی شکل پیش کی ہے۔ اب معنی کلام یہ ہو جائیگا
کہ جسے ایک ہی حد ہے اصغر یا اکبر اس نے اتنا
پانی پایا جو اس کی طہارت کے لیے ناکافی ہے تو ہمارے
نزدیک وہ اس پانی کو استعمال نہ کرے گا، بخلاف
امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے — یہ بات ان کی
اس عبارت میں ہے: "اذا كان للجنب ماء يكفي
للووضوء لا للغسل ولا يجب عليه التوضي"

عندنا خلافا للشافعى" — اور اس عبارت میں بھی: "واذا كان للمحدث ماء يكفي لغسل بعض
اعضائه فالخلاف ثابت ايضا" (یعنی جب جنب کے پاس اتنا پانی ہو جو وضو کا کام دے سکے غسل کا نہیں
تو وہ تیمم کرے اور اس پر ہمارے نزدیک بخلاف امام شافعی کے وضو کرنا واجب نہیں — اور جب محدث کے
پاس اتنا پانی ہو جس سے بعض ہی اعضا کو دھو سکے اس صورت میں بھی خلاف ثابت ہے، لیکن جب دونوں حد
جمع ہو جائیں اور پانی ایک ہی کے لیے کفایت کرتا ہو تو اس میں اسے صرف کرنا ضروری ہے۔ اگر وضو کیلئے کفایت
کر رہا ہے تو اس پر وضو واجب ہے — یہ بات صدر الشریعہ کی اس عبارت میں ہے: "اما اذا كان مع"

الجناية حدث يوجب الوضوء، يجب عليه الوضوء (جب جنابت کے ساتھ کوئی ایسا حدیث بھی ہو جو وضوء واجب کرتا ہے تو اس پر وضوء واجب ہے) اس میں شک نہیں کہ اس توجیہ سے بھی تناقض بہت روشن و واضح طور پر دور ہو جاتا ہے۔ (ت)

اس پر مولانا لکھنوی نے جو رد نقل کیا کہ "امام شافعی نے بغیر حدیث کے وضوء کیسے واجب کر دیا؟" تو اس پر میں کہتا ہوں (فاقول) امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مطلقاً صرف یہ واجب کرتے ہیں کہ جس قدر پانی استعمال کرنے کی قدرت ہو اتنا استعمال کرے۔ خواہ محدث ہو۔ یا ایسا جناب جس کے ساتھ حدیث ہو۔ یا ایسا جس کے ساتھ حدیث نہ ہو۔ (ت)

افادہ ۳: وہ تاویل جو غایۃ الحواشی میں

اختیار کی اور مولانا لکھنوی نے جس کی پیروی کی اب اس پر کلام کیا جاتا ہے۔

فاقول۔ اولاً: اس میں شک نہیں کہ یہ سب سے بعید تاویل ہے۔ اگر بغیر کسی دلیل کے حذف جیسی چیز روا ہو تو بہت سی باطل درست ہو جائیں گی۔

ثانیاً: وہ حدیث جو تیمم کے مقارن ہو اسے باطل کر دے گا اب یہ نہ حدیث کا رد جائے گا نہ جنابت کا۔ پھر یہ کیسے کہا: "فالتیمم للجناۃ" تو تیمم جنابت کا ہے، تو مضاف مقدر ماننا کام نہ آیا۔ مگر یہ کہ تیمم سے مراد کیا جائے اس کا متیمم ہونا۔ اور وہ تیمم اسی وقت ہوگا جب تیمم پورا ہو جائے۔ اور معیت سے مراد ہو یکے بعد دیگرے دو وقتوں کا

و ما نقله اللکھوی من الرد علیہ ان کیف اوجب الشافعی الوضوء بلا حدیث فاقول ھو رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوجب استعمال القدر المقدور مطلقاً سواء کان محدثاً او جنبا معہ حدث او لا فاذا قدر الجنب علی الوضوء وجب وان لم یکن محدثاً۔

نہ ہو۔ (توجیب جنابت والے کو وضوء کی قدرت ہو اس پر وضوء واجب ہوگا اگرچہ وہ محدث نہ ہو۔ (ت)

الافادۃ ۳: اما تاویل سلکھ

فی غایۃ الحواشی وتبعہ اللکھوی۔

فاقول اولاً لا شل انہ بعد

تاویل و لو ساغ مثل الحذف بلا دلیل ۛ لا ستقام کثیر من الا باطیل ۛ

وثانیاً الحدیث المقارن للتیمم

یبطلہ فلا یبقی لہ ولا للجنابۃ فکیف قال فالتیمم للجناۃ فلم ینفعہ تعدیر المضاف۔

الا ان یراد بالتیمم کونہ متیمما

ولا یكون متیمما الا اذا تم التیمم ویراد بالمعینۃ اتصال الزمانین المتعاقبین

ایک دوسرے سے ملا ہوا ہونا۔ اب معنی یہ ہوگا؛ لیکن جب حدیث تیمم مکمل ہونے کے متصلاً بعد ہو۔ اس سے حدیث کا متاخر ہونا مستفاد ہوگا۔ اتنے سارے تکلفات کے بعد مال کا روپی ہوگا جو جمہور نے اختیار کیا کہ ”مع“ بمعنی بعد ہے۔ تو کہاں یہ اور کہاں وہ جو انہوں نے اختیار کیا۔ تعجب ہے کہ مؤلف سعایہ نے مسلک جمہور کی تو تردید کی جبکہ وہ عبارت سے بہت قریب تھا۔ اور اس مسلک کا اتنے سارے تکلفات کے باوجود اتباع کیا جبکہ یہ سب بہت بعید ہیں۔

ثالثاً: ان سارے تکلفات کے بعد بھی اس پر یہ اعتراض وارد ہوگا کہ تکمیل تیمم سے حدیث کے متصل ہونے کی قیید کیوں؟ اگر حدیث اس سے بہت زیادہ بعد میں ہو جب بھی تو حکم قطعاً اور یقینی یہی ہے۔
رابعاً: مولانا لکھنوی پر خاص طور سے یہ اعتراض بھی ہوگا کہ انہوں نے اسی پر اکتفا نہ کی بلکہ ظنیور میں ایک نعمہ اور شرطیج میں ایک بغلہ اور بڑھایا کہ حذف مضاف کے ساتھ یہ بھی جائز رکھا کہ ”مع“ اپنے معنی ہی میں رہے۔ اس طرح انہوں نے اس بعیدیت کے لزوم کو بالکل ہی ڈھایا جس میں کچھ جلتے پناہ تھی۔ مگر یہ کہ اس کے لیے ایک تیسرا تکلف بھی بڑھایا جائے کہ معیت سے مراد بعیدیت متصلہ، یا بعیدیت سے مراد بعیدیت منفصلہ۔ بر تقدیر اول معنی یہ ہوگا، لیکن جب تیمم کو کوئی حدیث اس کے تمام ہوتے ہی لاحق ہو۔ اور بر تقدیر ثانی یہ معنی

بلا فصل ای اما اذا اولی الحدیث تمام التیمم فیستفاد منه تاخر الحدیث منه فبعد هذه التکلفات یؤل الامرالی ما سلك الجمہود ان مع بمعنی بعد فاین هذا مما اختاروه والعجب ان مؤلف السعایة مرد علیهم ما سلكوه مع مالد من قریب عتید، وتبع هذا علی تملك التجشبات مع مالها من بعد بعید۔

والتاثير عليه بعد تملك

التمحلات انه لم قید باتصال الحدیث بتمام التیمم فانه ان تاخر عنه ولو طویلاً كان الحكم هكذا قطعاً۔

ورابعاً علی اللکنوی خاصۃ

انه لم یقتصر علیہ بل مراد فی الظنیور نعمۃ وفي الشطرینج بغلۃ فحیونر علی حدیث المضام انیکون مع بمعناه فهد مرلزم البعدیۃ التی فیها كان المنجاس رأساً۔

الا ان یضاف له تکلف ثالث ات

المراد بالمعیۃ البعدیۃ المتصلۃ وبالبعدیۃ البعدیۃ المنفصلۃ فیکون المعنی علی الاول اما اذا الحق التیمم حدیث من فور تمامه وعلی الثانی اما اذا الحق حدیث

مَتَأْخِرُ عَنْهُ بَزْمَاتٍ وَأَنْتَ تَعْلَمُ
أَنْتَ كَلَامُ الْقَيْدِينَ ضَائِعٌ -

الافادة ۴: ما دندن به اللکنوی
على الجماعة وتلخيصه انت بعدية
الحدث عن الجناية حاصلة اذا تأخر
حدوثه عنها قبل التيمم قال الاشكال
كما كان يريد به انهم اخلوا في ترك
ما ارتكبه هو وغاية السواشي من تقدير
المضاف فان البعدية عن الجناية لا تغني
عالم يكن بعد التيمم -

فاقول بل هو الذي اخطأ وارتاب
في كلامهم ايضا تقدير مضاف تسوية
لرد عليهم وذلك ان البعدية من مانية ولا
يجتمع فيها القبل مع البعد والجناية باقية
عالم ترتفع بغسل او تيمم فان حدث
حدث قبله فقد اجتمع مع الجناية فلم يكن
بعدها بل معها نعم كان بعد حدوثها وما
قالوه بل المعترض هو الذي اضاف هذا
المضاف الى كلامهم فثبت ان الحدث
لا يكون بعد الجناية الا اذا حدث بعد
نحوها وهو ههنا بالتيمم فآخره عن
التيمم مفاد نفس اللفظ هكذا افهم كلامات
العلماء والله الحمد فظهر ان احسن التاويل

ہوگا، لیکن جب اسے کوئی ایسا حدث لاحق ہو جو
وقت میں اس سے کچھ متاخر ہو — ناظر پر یہ
بھی واضح ہے کہ دونوں ہی قیدیں بیکار ہیں۔ (ت)
افادہ ۴: فاضل لکنوی نے جماعت
پر جو بے جا رو کیا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حدث کا
بعد جنابت ہونا اس صورت میں بھی حاصل ہے جب
حدث جنابت کے بعد تیمم سے پہلے پیدا ہو تو اشکال
بدستور لوٹ آئے گا۔ مقصد یہ ہے کہ مضاف مقدر
ماننے کا عمل جس کا انہوں نے اور غایۃ السواشی نے
ارتکاب کیا جمہور نے اسے چھوڑ کر غلطی کی اس لیے
کہ حدث کا بعد جنابت ہونا کچھ کارآمد نہیں جب
تیمم کے بعد تیمم نہ ہو۔

اقول بل انہوں نے ہی خطا کی اور کلام
جمہور میں بھی ایک زائد بات ماننے کا ارتکاب کیا
تاکہ ان کی تردید کی راہ ہموار ہو سکے — وہ یہ
کہ بعدیت زمانی ہے جس میں قبل، بعد کے ساتھ
مجتمع نہیں ہوتا۔ اور جنابت باقی ہے جب تک
غسل یا تیمم سے دور نہ ہو۔ تو اگر اس سے پہلے
کوئی حدث پیدا ہوا تو وہ جنابت کے ساتھ جمع ہو گیا
اس طرح اس کے بعد نہ ہوا بلکہ ساتھ ہوا۔ یاں
اس کے حدوث کے بعد ہوا — حالانکہ جمہور نے یہ
نہ کہا بلکہ خود معترض ہی نے یہ مزید ان کے کلام میں
زیادہ کر دیا — تو ثابت یہ ہوا کہ حدث بعد
جنابت اُسی وقت ہوگا جب جنابت ختم ہونے کے
بعد ہو۔ اور یہاں جنابت کا ختم ہونا تیمم سے ہے۔

تاویل الجماعة وانه لا صحة لمزعمات
غاية الحواشي والسعاية الا اذا رجعت
اليه -

توحدث کاتیم سے متاخر ہونا خود اس لفظ ہی سے
مستفاد ہے۔ اسی طرح علما کے کلمات سمجھے
جاتے ہیں۔ اور خدا ہی کے لیے حمد ہے۔ تو واضح ہوا

کہ درست تاویلات میں سب سے بہتر تاویل، جماعت کی اختیار کردہ تاویل ہے اور یہ بھی واضح ہوا کہ غایۃ الحواشی
اور سعایہ کے مزعمات میں کوئی درستی و صحت نہیں مگر اسی وقت جبکہ وہ تاویل جماعت کی طرف راجع ہوں۔ (ت)

الافادة ۵ اذا علمت ان لا محيد

الا بعدية فالمراد بالصورة الاولى ما اذا لم
يكن معها حدث او كان قبل التيمم فعنى
الكلام ان الجنب الفاقد للغسل في كلا
الوجهين ان وجد وضوء لا يتوضؤ بل يتيمم
خلا للشافعي اما اذا كان حدث بعد ما تيمم
ليها فيحنئذ يجب عليه الوضوء وهذا كلام
صحيح عین ماص عن شرح الطحاوی
للامام السبجانی وغیره وبه انحلت
الشبهة الخامسة ومعها شبهة التناقض
ايضا باصح وجه واحسنه -

افاده ۵ : جب یہ معلوم ہوا کہ چارہ کار

بعیت ہی ہے۔ صورت اولیٰ سے مراد وہ ہے
جب جنابت کے ساتھ کوئی حدث نہ ہو یا تیمم سے
پہلے ہو۔ تو معنی کلام یہ ہوا کہ جنب جسے ان دونوں
صورتوں میں آب غسل دستیاب نہیں اگر اسے
آب وضو مل جائے تو وضو نہیں کرے گا بلکہ تیمم کرے گا،
بخلاف امام شافعی کے۔ لیکن جب کوئی حدث
جنابت کا تیمم کر لینے کے بعد ہو تو آب اس پر وضو
واجب ہے۔ یہ درست کلام ہے ٹھیک یہی بات
امام السبجانی کی شرح طحاوی وغیرہ کے حوالہ سے
گزری۔ اسی سے پانچواں شبہ حل ہو گیا اور
اس کے ساتھ شبہ تناقض بھی اصح و احسن طریقہ پر حل ہو گیا۔

افاده ۶ : ان کی عبارت "فالتيمم

للجنابة" میں لام بلاشبہ لام عہد ہے یعنی
تیمم مذکور جو ایسے جنب سے عمل میں آیا جس کے پاس
آب وضو ہے۔ اس لیے کہ مسئلہ اسی کے بارے
میں فرض کیا گیا ہے۔ یا یہ لام مضاف الیہ
کے عوض ہے یعنی جب مذکور کا تیمم۔ جب واقعہ
یہ ہے تو بدیہی بات ہے کہ اس کلام استغراق
یا لام طبیعت و ماہیت ہونا باطل ہے۔ اسی طرح

الافادة ۶ قوله فالتيمم للجنابة

لا شك ان اللام فيه للعهد اي التيمم
المذكور الصادر من جنب معه وضوء
لان فرض المسألة فيه او بدل عن المضاف
اليه اي تيمم الجنب المذكور فمن البدیهی
بطلان كونه للاستغراق او الطبيعة وكذا
اخذ المضاف اليه مطاوع الجنب فانه ان
اريد التخصيص اي تيمم كل جنب

انہا یكون للجنبۃ لا غیر فبطلا نہ ظاہر حتی
 علی مسلك التقریل فان جنباً معہ حدث
 ولا ما یكون یتسمہ للحدّین قطعاً لا تری الی
 قول مخرج الوقایۃ نفسہ اذا کان بہ حدّان
 حدث یوجب الغسل كالجنبۃ وحدث
 یوجب الوضوء یکفی یتسمہ واحد عنہما ھ
 وان لم یزد کانت المقدمۃ القائلة ان کل
 جنب یتسمہ للجنبۃ خالیۃ عن الافادۃ
 لانہ معلوم لکل احد ولا یصلح تعلیل
 ولا تقریراً وبہ استیان ان اللام فی قولہ
 للجنبۃ لام التخصیص فکان المعنی ان
 یتسمہ الجنب المذکور للجنبۃ خاصۃ۔

ہو جائے گا کیونکہ یہ تو سبھی کو معلوم ہے۔ اور نہ تعلیل بن سکتی گی نہ تقریر۔ اسی سے یہ بھی واضح ہو گیا
 کہ ”الجنبۃ“ میں لام، لام تخصیص ہے تو معنی یہ ہو گا کہ جنب مذکور کا تیمم خاص جنابت کے لیے ہے۔ (ت)
الافادۃ ۷ تعلق قولہ بالاتفاق
 بآرن التیمم للجنبۃ هو الظاہر المتبادر
 من العبارة لانه انما یفہم عائداً الی
 الجملة المذیلۃ بہ۔

اقول لکن لا صحتہ لہ اصلوات
 فرض المسأله فی جنب لہ ما یکفی للوضوء
 ووجود ما، ما مطلقاً واثقل واثق
 لہ یکف للوضوء ایضا مانع للتیمم مطلقاً
 عند الامام المصطفیٰ سواء کان المتیمم

مضاف الیہ مطلق جنب لینا بھی باطل ہے۔ اس لیے
 کہ اگر تخصیص مراد ہو۔ یعنی ہر جنب کا تیمم صرف
 جنابت کے لیے ہوتا ہے اور کسی چیز کے لیے نہیں۔
 تو اس کا بطلان ظاہر ہے یہاں تک کہ مسلک اعتماد
 پر بھی۔ کیونکہ وہ جنب جس کے ساتھ کوئی حدث بھی
 ہو اور پانی نہ ہو اس کا تیمم یقیناً دونوں ہی حدث کیلئے
 ہو گا۔ خود شرح وقایہ کی یہ عبارت دیکھئے :
 ”جب اسے دو حدث ہوں، ایک حدث غسل واجب
 کرتا ہے، جیسے جنابت۔ اور ایک حدث
 وضوء واجب کرتا ہے تو ایک ہی تیمم دونوں سے
 کافی ہے“ اور اگر تخصیص نہ مراد ہو تو
 یہ مقدمہ کہ ”ہر جنب جنابت کا تیمم کرے گا“ غیر مفید

ہو گا۔ اسی سے یہ بھی واضح ہو گیا
افادہ ۷ : لفظ ”بالاتفاق“ کا تعلق
 تیمم کے جنابت کے لیے ہونے سے ہی ظاہر اور عبارت
 سے متبادر ہے اس لیے کہ سمجھ میں یہی آتا ہے کہ جس
 جملہ کے ذیل میں یہ لفظ رکھا گیا ہے اسی کی طرف راجع ہے۔
اقول لیکن یہ بالکل درست نہیں۔

اس لیے کہ مسئلہ اس جنب کے بارے میں فرض
 کیا گیا ہے جس کے پاس وضوء کے لیے آب کافی موجود
 ہے۔ اور مطلقاً کسی بھی پانی کا موجود ہونا۔
 اگرچہ کم ہی ہو، اگرچہ وضوء کے لیے بھی کافی نہ ہو۔

جنباً او محدثاً لانه يحمل قوله عز وجل
فلو تجدد واما على الاستغراق مع الاطلاق
فكيف يوافقنا في شئ من الصور على كون
تيمم جنب له بعض الماء للنجابة بل باطل
عنده لفقد شرطه وهو عدم الماء مطلقاً
والباطل لا يكون لشيء التيمم الاعلى مسلك
التعويل وجعل الفاء للتفريع وفرض التيمم
بعد الوضوء لوقوعه عند نفاذ الماء ولا ما غ
له على مسلك التأويل لان فيه التيمم قبل
الحدث فكيف يكون بعد الوضوء وكذا على
مسلك التعويل واخذ الفاء للتعليل اذ لا معنى
لقولك يجب الوضوء لان التيمم ان وقع بعد
يكون للنجابة بالاتفاق ومسلك التعويل نفسه
من الاباطيل فلا صحة لتعلقه بما يليه وفيه
استبانة قلة فهم الذي زعم ان قوله بالاتفاق
متعلق بوجوب الوضوء او بكون التيمم للنجابة
اه فخير بين الصحيح والباطل وقد اضطرب
كلامه فيه فاقر في سعيته تعيين
تعلقه بيجب وقال في عمدته في تفسير
الايراد الرابع ان في الصورة السابقة ايضا
التيمم للنجابة اتفاقاً اه فجعله متعلقاً

امام شافعی کے نزدیک تیمم سے مطلقاً مانع ہے خواہ
تیمم کرنے والا جنب ہو یا محدث — وجہ یہ ہے
کہ وہ ارشاد باری عز وجل "فلو تجدد واما ماء"
(پھر تم کوئی پانی نہ پاؤ) کو استغراق مع اطلاق پر
محمول کرتے ہیں تو وہ ہمارے ساتھ کسی بھی صورت میں
اس پر کیسے اتفاق کر سکتے ہیں کہ وہ جنب جس کے پاس
کچھ پانی موجود ہے اس کا تیمم جنابت کے لیے ہوگا —
بلکہ ان کے نزدیک ایسے جنب کا تیمم ہی باطل ہے کیونکہ
تیمم کی شرط — مطلقاً پانی نہ ہونا — ہی مفقود ہے۔
اور جو باطل ہو وہ کسی چیز کے لیے نہیں ہو سکتا — ہاں
اگر مسک اعتماد لیا جائے اور فت کو تفریع کیلئے
قرار دیا جائے اور فرض کیا جائے کہ تیمم بعد وضو ہے
تو معنی مذکور صحیح ہو سکتا ہے اس لیے کہ اس صورت
میں تیمم اس وقت ہوگا جب پانی ختم ہو چکا ہو —
اور مسک تاویل پر معنی مذکور کی کوئی گنجائش نہیں اس
لیے کہ اس میں تیمم قبل حدث ہوگا تو بعد وضو کیسے ہو سکے گا؟
اسی طرح جب مسک اعتماد مان کر فائزے تعلیل
قرار دیں تو بھی معنی بالاصح نہیں بن سکتا۔ کیوں کہ
اس تقدیر پر کلام یہ ٹھہرے گا کہ "وضو کرنا واجب ہے
اس لیے کہ تیمم اگر اس کے بعد ہوگا تو بالاتفاق جنابت
کے لیے ہوگا" — یہ کلام ہی بے معنی ہے اور مسک

عہ ہو صاحب عمدة الرعاية اللكنوى ۱۲ (صاحب عمدة الرعاية فاضل لکھنوی ۱۲ - ت)

بما یلیه ثم ذکر هذا التخییر ثم قال متصلا
به او یقال معناه فالتیمم ثابت او باق
لبنیابة اتفاقا اذ فعاد الی الباطل الصریح
ولا یدری ما معنی او عطفاً علی التخییر فان
هنا داخل فیہ الا ان یرید انه یتخیر بین
الحق والباطل او لا یتخییر بل علی الباطل
عیناً۔ هذا۔

اعتماد خود باطل ہے تو جس عبارت کے بعد یہ لفظ
ہے اس سے اس کا تعلق کسی طرح درست نہیں۔
اسی سے اس کی کم فہمی بھی عیاں ہو گئی، جس کا یہ خیال ہے
کہ ”لفظ بالاتفاق یا تو وجوب و ضرو سے متعلق ہے
یا تیمم جنابت کے لیے ہونے سے متعلق ہے“ اھ یہ
کہہ کر صحیح اور باطل کے درمیان تخییر کی راہ اختیار کی۔

اور اس بارے میں قائل مذکور کا کلام اضطراب و
انتشار کا حامل ہے، جس کی تفصیل یہ ہے کہ (۱) سعا یہ میں تو یہ صورت متعین رکھی کہ اس کا تعلق ”یجب“ (وجوب)
وضو سے ہے (۲) اور عمدة الرعا یہ میں اعتراض چہارم کی تقریر میں یہ لکھا کہ ”سابقہ صورت میں بھی تیمم جنابت کیلئے
ہے اتفاقاً“۔ اس میں اس لفظ کو اسی عبارت سے متعلق قرار دیا جس سے یہ متصل ہے (۳) پھر یہی تخییر
والی بات ذکر کی (۴) پھر اسی سے متصل یہ لکھ دیا کہ ”یا یہ کہا جائے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ پس تیمم جنابت کیلئے ثابت
یا باقی ہے اتفاقاً“۔ اس عبارت میں پھر باطل صریح کی طرف مود کیا۔ قائل کو یہ پتا نہیں کہ تخییر پر عطف کر کے
”او“ کئے کا کیا معنی ہوگا؟ یہ بھی تو اسی میں داخل ہے۔ مگر یہ متعجب ہو سکتا ہے کہ حق اور باطل دونوں کے درمیان
تخییر وی جائے یا تخییر بالکل نہ ہو بلکہ ٹھیک باطل ہی متعین ہو۔ یہ ذہن نشین رہے۔ (د)

واقول بل لو كان فرض المسألة
وجد ان الماء بعد التيمم لم يستقم الكلام
ايضا اما على مسلك التعويل فظا هصر لان
الصورة الاخيرة فيه اجتماع الحدتين فاذا
وجد او عدم الماء وتيمم كانت عنهما
بالوفاق لا عن الجنابة خاصة عند احد
من الفريقين اما مذهبنا فمعلوم واما
مذهب السادة الشافعية فقال الامام
ابن حجر المكي الشافعي في فتاواه الكبرى
من عليه جنابة وحدث اصغر يكفيسا
لهما تيمم واحد وهذا واضح جلي لان
سنة عمدة الرعاية مع شرح الوقاية باب التيمم

واقول اگر مسئلہ کی صورت مفروضہ
یہ ہوتی کہ تیمم کے بعد پانی پا جائے تو بھی بات نہ بنتی۔
مسک اعتماد پر تو ظاہر ہے۔ اس لیے کہ اس میں
صورت اخیر یہ ہے کہ دونوں حدث جمع ہوں۔
تو وہ پانی پائے اور تیمم کرے یا نہ پائے اور تیمم کرے
بہر تقدیر تیمم دونوں ہی حدث سے ہوگا۔ کسی بھی فرقہ
کے نزدیک خاص جنابت سے نہ ہوگا۔ اس بارے
میں ہمارا مذہب تو معلوم ہی ہے۔ حضرات شافعیہ کا
مذہب ملاحظہ ہو۔ امام ابن حجر مکی شافعی اپنے
فتاویٰ کبریٰ میں رقم طراز ہیں: ”جس پر جنابت اور
حدث اصغر دونوں میں اسے دونوں کے لیے ایک ہی

التيسم عن الحدث الا الصغير وعن الاكبر
 حقيقتہما ومعناہما وصور تہما ومقصودہما
 واحد فلا يتخیل منع الا ندر ارجح ولا نہ
 يلزم علی الامر بتیسمین متوالیین ما يشبه
 العبث لانه اذا تيسم او لا استحابة الصلاة
 استحابة فایجاب الشافی عبث لا فائدة
 فيه اھ هذافی الابداء وان ارید البقاء
 ای ان بعد وجد انه یبقی للجنابة بالاتفاق
 فباطل اذ یبطل عنده رأسا بوجدان ماء
 ما مللھا لفقدان شرطه واما علی مسلك
 التأویل والصورة الاخرة فیہ الحدث بعد
 التیسم فان ارید بقاء کما افصح من
 الشریندلی فظاهر البطلان کما صرح اتفاق غیر
 اند رحمہ اللہ تعالیٰ لم ینذیلہ بالاتفاق
 فسلم بخلاف ذلك الذی قال فالتیسم باق
 اتفاقا فانه وقع فی خطأ مظلم ودان ارید
 ابتداء فنعیم هو متفق علیہ کونه اذ ذاک
 للجنابة خاصة لعدم الحدث حیثئذ لکن
 لفظة بالاتفاق تقع عبثا وموحمة غلط
 اما الاول فلانه اذا بطل عنده بالوجدان
 فمافائدة وفاقه البائت واما الاخير فلان

تیمم کافی ہے۔ اور یہ روشن و واضح ہے اس لیے کہ
 تیمم حدث اصغر اور تیمم حدث اکبر دونوں کی حقیقت،
 دونوں کا معنی، دونوں کی صورت اور دونوں کا مقصود
 ایک ہی ہے تو یہ خیال نہیں ہونا چاہئے کہ ایک دوسرے
 میں مندرج نہیں ہو سکتا۔ اور ایک دوسری وجہ
 یہ بھی ہے کہ اگرچہ درپے دو تیمم کا حکم دیا جائے تو
 ایک بیکار و عبث سا کام کرنا لازم آئے گا۔
 کیوں کہ جب اس نے پہلی بار اباحت نماز حاصل
 کرنے کے لیے تیمم کر لیا تو اس سے جواز نماز حاصل کر لیا
 پھر دوسرا تیمم واجب کرنا عبث ہے جس میں کوئی فائدہ
 نہیں اچھ۔ یہ حکم ابتدا کا ہوا۔ اگر بقا مراد ہو یعنی
 پانی کی دستیابی کے بعد تیمم بالاتفاق جنابت کے لیے
 باقی رہے گا تو یہ باطل ہے۔ کیونکہ امام شافعی کے
 نزدیک کسی بھی آب مطلق کی دستیابی کے وقت تیمم
 سرے سے باطل ہے کیونکہ ان کے طور پر اس کی شرط
 عدم ماہ مطلق ہی مفقود ہے۔ اب رہا
 مسکک تاویل۔ (بصورت مفروضہ بالا اس مسکک
 کی بنیاد پر بھی بات نہ بنے گی جس کی تفصیل یہ ہے
 ۱۲م الف) اس میں صورت اخیر یہ ہے کہ حدث تیمم
 کے بعد ہو تو اگر بقاء مراد ہو جیسا کہ شریندالی نے
 اسے غیر مبہم طور پر کہا تو اس کا بطلان ظاہر ہے جس کی

عہ هو الکنوی المذکور ۱۲ (فاضل لکنوی مذکور ۱۲ - ت)

ذکرها فی الصورة الاخيرة لاسيما بمقابلة
الاختلاف المذكور في الاولى يفيد عدم الاتفاق
في الاولى وليس كذلك لان في الاولى ان لم
يكن حدث كان للجنابة وحدها بالاتفاق
وان كان كان لهما بالاتفاق انما الاختلاف ثمة
في بقاء التيمم عندنا وانتفاضة عنده بوجود
ماء غير كاف وبالجمله قوله بالاتفاق يجب
صرفه الى قوله يجب كما فعل في غايته
الحواشي نعم فعل -

وجرا بھی بیان ہوئی — ہاں علامہ شرنبلالی نے یہ
صورت لکھ کر اس کے بعد "بالاتفاق" نہ کہا اس لیے
وہ سلامت رہے بخلاف اس قائل کے جس نے یہ
لکھ دیا کہ "تیمم باقی ہے اتفاقاً" وہ تو تاریک خطا
میں پڑ گیا۔ اور اگر ابتداءً مراد ہو تو وہاں یہ متفق علیہ
کہ وہ تیمم اس صورت میں خاص جنابت کے لیے ہوگا
کیونکہ اس صورت میں حدث ہے ہی نہیں —
لیکن اس تقدیر پر لفظ "بالاتفاق" عبث اور
ایک غلطی کا وہم پیدا کرنے والا ٹھہرے گا۔ عبث

اس لیے کہ جب تیمم امام شافعی کے نزدیک پانی کی دستیابی کی وجہ سے باطل ہے تو ان کے اس اختلاف آمیز
اتفاق سے فائدہ کیا؟ — ابہام غلط اس لیے کہ یہ لفظ صورت اخیر میں — خصوصاً صورت اولیٰ میں گردش
اختلاف کے مقابل ذکر کرنے سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ صورت اولیٰ میں اتفاق نہیں — حالانکہ معاملہ ایسا
نہیں۔ اس لیے کہ پہلی صورت میں بھی اگر حدث نہ ہو تو تیمم صرف جنابت ہی کے لیے ہوگا بالاتفاق — اور اگر
حدث بھی ہو تو دونوں ہی کے لیے ہوگا بلا اختلاف — وہاں اختلاف صرف اس بارے میں ہے کہ ہمارے
نزدیک تیمم باقی رہے گا اور ان کے نزدیک غیر کافی پانی کی دستیابی سے ٹوٹ جائے گا۔ بالجمله لفظ "بالاتفاق"
کو ان کے قول "يجب" (وجوب وضو) کی جانب پھیرنا لازم ہے جیسا کہ غایۃ الحواشی میں کیا اور خوب کیا۔ (ت)
اقول وبد ظہر اولاً انہ

اقول اس سے چند باتیں اور واضح
ہو گئیں **اولاً** در المحکم میں لفظ "بالاتفاق" کو
لفظ "فالتیمم" سے پہلے رکھنا انسب تھا کیوں کہ
صاحب در اپنی اس عبارت سے صدر الشریعہ
کے کلام کو واضح کرنا اور اس سے اوہام دور کرنا
چاہتے ہیں۔

كان الا نسب للدس تقديم قوله بالاتفاق
على قوله فالتيمم لانه بصدد ايضاح
كلام الصدر الامام وان يزيح عنه
الادهام -

ثانياً ان صاحب غايۃ الحواشی

ثانياً "يجب" سے لفظ مذکور کے تعلق
کی صراحت کرنے کے باوجود صاحب غایۃ الحواشی
نے بھی اس لفظ کو بعد والے جملہ سے ملا کر اچھا نہ کیا

مع تصريحه بتعلقه بيجب لم يحسن
في ضمه مع الجملة التالية ايضاً اذ قال

مع انه يتيمم للجنب اتفاقاً۔

انہوں نے اپنی عبارت میں یہ کہا: ”مع انه يتيمم للجنب اتفاقاً“ تو وضو واجب ہے یا وجوہیکہ یہ جنب کا تیمم ہے اتفاقاً۔

وَقَالُوا بَطْلَانُ الْإِيرَادِ الرَّابِعِ
المنقول في السعاية مع التقريرات كونه
التيمم للجنبه بالاتفاق مشترك بين الصورتين
فانه ليس لشئ أصلاً عند الامام الشافعي في
كل الوجهين۔

ثالثاً چوتھا اعتراض جو سعایہ میں اس
تقریر کے ساتھ منقول ہے کہ ”تیمم کا بالاتفاق جنابت
کے لیے ہونا دونوں ہی صورتوں میں مشترک ہے“ (یہ
اعتراض و تقریر) باطل ہے اس لیے کہ دونوں صورتوں
میں تیمم امام شافعی کے نزدیک کسی چیز کے لیے نہیں۔
اب اگر لفظ ”بالاتفاق“ سے دستبردار
ہو کر صرف یہ کہیں کہ ”تیمم کا جنابت کے لیے ہونا دونوں
ہی صورتوں میں مشترک ہے اسی صورت کے ساتھ
اسے کوئی اختصاص نہیں“ — تو یہ بات اسی
اعتراض میں شامل ہو جائے گی جو اس سے پہلے
آئی ہے۔ اور بعونہ تعالیٰ اس کا جواب عنقریب سامنے
آ رہا ہے۔ (ت)

فَإِنْ اسْتَعْفَى عَنْ لَفْظَةِ بِاتِّفَاقٍ
وَاقْتَصَرَ عَلَى أَنَّ كَوْنَهُ لِلْجَنَابَةِ مُشْتَرَكٌ
بَيْنَ الصُّورَتَيْنِ لِاخْتِصَاصِهِ لَهُ بِهَذِهِ
الصُّورَةِ أَنْدَرَجَ فِي الْإِيرَادِ
السَّابِقِ عَلَيْهِ وَشَيْئُكَ الْجَوَابِ
عَنْهُ بِعَوْنِهِ تَعَالَى۔

الافادة ۸ نخاسران الفاء
للتفريع كما مشى عليه العلامة الشرنبلالي
وغاية الحواشي وقول السعاية
لا محصل له لا محصل له لان كون
هذا التيمم للجنبه خاصه لم ينفشاً
الامن وجوب الوضوء للحدث اذ لو لم
يجب لكان التيمم لهما معاً لا مستحالة
ان تجوز صلاة مع الحدث فلا بد ان
يعتبر التيمم المذكور افعالاً او دافعا

افادہ ۸ ہم یہ اختیار کرتے ہیں
کہ ف تفریع کے لیے ہے جیسا کہ اسی راہ پر
علامہ شرنبلالی اور غایۃ الحواشی کی روش ہے۔
اور سعایہ کا اسے لا حاصل بتانا خود لا حاصل ہے۔
وجہ یہ ہے کہ اس تیمم کا خاص جنابت کے لیے ہونا
اسی امر سے پیدا ہوا کہ حدث کے لیے وضو واجب ہے
اس لیے کہ اگر یہ وجوب نہ ہوتا تو تیمم حدث و جنابت
دونوں ہی کے لیے ہوتا کیونکہ حدث کے ساتھ کسی
نماز کا جواز محال ہے — تو یہ ماننا ضروری ہے

وانکان الاخیار لیس له فی الشرع نظیر فاستلزم
محال محالاً غیر محال۔
کوئی نظیر نہیں تو ایک محال کا دوسرے محال کو مستلزم ہونا کوئی محال نہیں۔ (ت)

الافادة ۹ نختار انھا للتعلیل
وشرعم السعاية اشتراك العلة مردوداً
على مسلك التأويل مع اجتماع الحداثین
فی الصورة الاولى فظاهر لان التیسم طراً
عليهما فرفعهما معاً فكيف يختص بالجنابة
وآما عليه مع افراد الجنابة فی الصورة
الاولی وعلى مسلك التعلیل فاخصاً
بشي تامة يكون لا يخصص الوجود فیهِ واخری
لتفردة به من بین مشارکاته فی الوجود
و معلوم بداهة ان هذا هو المراد
فانه اذا وجد حدث ولم يقع التیسم الا عن
الجنابة لم یغن عن الحدث ووجب الوضوء
بخلاف ما اذا لم یکن حدث فلا شیء
یجب وهذا الوجه من الاختصاص غیر
مستلزم فقطیر ان الفاء تحمل الوجهین
فقص الشرب لای وغایة الحواشی علی احدهما
وقم وفاقاً لادعی الید بل التعلیل هو الاظهر
لان هر فاة كون التیسم لخصوص الجنابة
غیر مقصود هنا بالافادة والله تعالی اعلم۔
تفریع و تعلیل دونوں ہی احتمال جاری ہیں۔ تو شرب نبیانی اور غایۃ الحواشی کا صرف ایک ہی کو ذکر کرتا محض اتفاقاً
واقع ہوا اس کا کوئی داعی نہیں ہے بلکہ احتمال تعلیل ہی زیادہ ظاہر و روشن ہے۔ اس لیے یہاں یہ بتانا
مقصود نہیں کہ تیمم خاص جنابت ہی کے لیے ہے۔ اور خدا نے برتر ہی خوب جاننے والا ہے۔ (ت)

افاده ۹ ہم یہ اختیار کرتے ہیں کہ
تعلیل کے لیے ہے اور سعاية کا یہ خیال کہ علت مشترک ہے
غلط ہے یہ مسلک تاویل پر جبکہ پہلی صورت میں دونوں حد جمع ہوں ظاہر ہے اس لیے
تیمم نے دونوں حدوں پر طاری ہو کہ دونوں ہی کو رفع کیا تو وہ جنابت کے
ساتھ خاص کیے ہوگا؟ اور مسلک تاویل پر جب کہ
پہلی صورت میں جنابت بلا حدث ہو اور مسلک
اعتماد پر وجہ یہ ہے کہ ایک چیز کا دوسری چیز کے
ساتھ خاص ہونا کبھی اس لیے ہوتا ہے کہ اس کا
وجود اسی میں منحصر ہے اور کبھی اس لیے ہوتا ہے
کہ یہ اس کے مشارکات فی الوجود کے درمیان اسی کے
ساتھ متفرد ہے۔ اور یہاں ہر معلوم ہے کہ یہاں پر
یہی مراد ہے اس لیے کہ جب کوئی حد پائا جائے
اور تیمم صرف جنابت کا واقع ہو تو حد کا کچھ کام نہ کر سکا
اور وضو واجب ہوا بخلاف اس صورت کے جب کہ
کوئی حد پائا جائے اور تیمم صرف جنابت کا واقع
ہو تو حد کا کچھ کام نہ کر سکا اور وضو واجب ہوا بخلاف
اس صورت کے جب کہ کوئی حد موجود ہی نہ ہو پھر
کس چیز کے لیے وضو واجب ہوگا۔ یہ وجہ اختصاص
مشترک نہیں۔ اس بیان سے ظاہر ہوا کہ فایں
تفریع و تعلیل دونوں ہی احتمال جاری ہیں۔ تو شرب نبیانی اور غایۃ الحواشی کا صرف ایک ہی کو ذکر کرتا محض اتفاقاً
واقع ہوا اس کا کوئی داعی نہیں ہے بلکہ احتمال تعلیل ہی زیادہ ظاہر و روشن ہے۔ اس لیے یہاں یہ بتانا
مقصود نہیں کہ تیمم خاص جنابت ہی کے لیے ہے۔ اور خدا نے برتر ہی خوب جاننے والا ہے۔ (ت)

الاقادة - اقبین الجواب الصواب

بمحمد الجلیل : عن الاسئلة الخمسة كلها
على مسلك التاویل : وعن غیر الخا مس
على مسلك التعویل : وظہر ان اقواها السؤال
الاخیر الجلیل : وهو الذی دعا العلماء الى
الانکاس او التاویل : وان السؤال الاول لیس
باشکال : بل سریع الانحلال : وکذا الثانی
کشفه سر خیم : ان لم یمنجج بالخامس
العویص : اما الثالث والرابع الذان اتمت
بهما السعیة : فانهما واهیان الى الغایة :
وبقاء الخامس على مسلك التعویل هو الذی
نادی علیه بالرحیل : لمصادمته الدلائل
القاهرة : والنصوص الزاهرة : ولم یمن
یخارعه ویرفضیه الا القره باغی فی الحاشیة
ولریات اصلا بشئ یغنیه : **فقوله تکلف**
بعید الاخذ من العبارة -

اقول نعم لما مراد چلی من حدیث
اللبعة ارجاعه الى ما یأتی عن الشارح
والافلیس فیہ الا اخذ مع بمعنی بعد و
لیس فیہ بعد فقد وقع فی الکتاب
العزیز -

قوله يلزم التکرار -

اقاده ۱۰ : بجهد رب جلیل مسلک تاویل

پر پانچوں اعتراضات کا جواب اور مسلک اعتماد پر
پنجم کے سوا باقی سب کا جواب واضح ہو گیا —
اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ سب سے قوی اعتراض پانچواں ہے
یہی علما کے لیے انکار و تاویل کا باعث بنا - اور پہلا
اعتراض کوئی مشکل نہیں بلکہ بہت جلد حل ہو جاتا ہے
اسی طرح دوسرے کا جواب بھی آسان ہے اگر پانچویں
مشکل سوال کے ساتھ اس کو نہ ملایا جائے — رہا
تیسرا اور چوتھا جن کو سعیہ نے پیش کیا تو یہ انتہائی کمزور
ہیں — مسلک اعتماد پر پانچویں اعتراض کا باقی رہ جانا
یہی وہ امر ہے جو اس کے لیے کوچ کا اعلان کر رہا ہے
کیونکہ وہ قاہر دلائل اور روشن نصوص سے متصادم
ہے - یہی نہ قرہ باغی محشی کے سوا کسی ایسے کو
نہ دیکھا جس نے اس مسلک اختیار و پسند کیا ہو - اور
قرہ باغی قطعاً کوئی کام کی بات نہ لاسکے - (اب ان
کے خیال اور عبارت کا محقوڑا تجزیہ ملاحظہ ہو ۱۲م الف)
قول قرہ باغی : چلی کا کلام سر اسر تکلف ہے عبارت سے
یہ معنی ماخوذ ہوتا بہت بعید ہے - (ت)

اقول ہاں اس لیے کہ انھوں نے حضرت
شارح کے کلام آئندہ کی طرف راجع کرنے کی غرض
سے بعد کی بات بڑھا دی ورنہ اس تاویل میں اس
کے سوا کچھ نہیں کہ مع کو بعد کے معنی میں لیا ہے اور
اس میں کوئی بعد نہیں یہ تو قرآن عزیز میں بھی ہوا ہے
(خان مع العسر یسر) -

قول قرہ باغی : تکرار لازم آتی ہے -

اقول اولاً فكان ما اذا ذكر ضابطة تشمل فروعاً ثم بعد حين اورد فرعاً منها للتبيين حكم يعد تكراراً فاذا لم يقبل مع تقدم ذكره في الضابطة كيف يقبل ولم تذكر بعد -

اقول - اولاً : تكرر لازم آتی ہے تو کیا ہوگا۔ جب کوئی ایسا ضابطہ بیان کیا جائے جو بہت سی جزئیات کو شامل ہو پھر کچھ آگے کسی حکم کو واضح کرنے کے لیے ان میں سے کوئی جزئیہ لایا جائے تو اسے تکرار شمار کیا جائے گا؟۔ جب یہ ضابطہ کے

تحت پہلے مذکور ہونے کے باوجود بڑا نہیں تو یہ کیسے قبیح ہوگا جبکہ مسئلہ ابھی تک بیان نہ ہوا۔ (ت)

وثانیاً لو تتبعنا ما وقع لهم و للشارح الامام من تكرار الافادات لا عياك طلبها -

ثانیاً اگر اس کی تلاش اور چھان بین ہو کہ حضرات علما اور خود شارح امام سے افادات کی تکرار کس قدر ہوتی ہے تو تمہک کر بیٹھ جانا پڑے گا

قوله ولعله انما امر تكبد من علماء الخ -

قول قره باغی : شاید چلی نے یہ سمجھ کر اس تکلف کا ارتکاب کیا ہے کہ دونوں حدیثیں میں ابتداء جمع نہیں ہوتی۔ (ت)

اقول من این لكم هذا وانما

اور یہ ہیں ائمہ کے سردار محرم المذہب امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کہ آپ نے مسائل کو اپنی کتب میں تکرار کے ساتھ بیان کیا ہے۔ امام شمس الامہ اپنی مبسوط میں فرماتے ہیں کہ محمد بن الحسن الشیبانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فروعات امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے خود کو وقف کر رکھا تھا پس انہوں نے متعلمین کے شوق اور آسانی کو ملحوظ رکھتے ہوئے کتاب مبسوط کو جمع فرمایا جس میں الفاظ کو وسعت اور مسائل کو تکرار کے ساتھ بیان کیا تاکہ متعلمین جنہیں چاہیں محفوظ کر لیں یا جنہیں نہ چاہیں نہ کریں ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

عہ وهذا سيد الائمة محرم المذهب محمد رضي الله تعالى عنه قد ذكر المسائل في كتبه قال الامام شمس الائمة السرخسي رحمه الله تعالى في المبسوط فرغ نفسه لتصنيف ما فرعه ابو حنيفة رضي الله تعالى عنه محمد بن الحسن الشيباني رحمه الله تعالى فانه جمع المبسوط لترغيب المتعلمين والتيسير عليهم ببسط اللفاظ وتكرار المسائل في الكتب ليحفظوها شاذاً وابواباً ۱۲ من غفر له - (م)

لے مبسوط سرخی / خطبۃ الکتاب

دار المعرفۃ ، بیروت

فعله لان ذا الحديثين لا يتوضؤ اذا لم يكف الماء لفصله -

نے وہ تاویل اس لیے اختیار کی ہے کہ غسل کے لیے پانی ناکافی ہونے کی صورت میں دونوں حدیث والے کو وضو نہیں کرنا ہے۔

قوله اما اذا وجد فلا بد من الوضوء ثم التيمم للجنابة -

قول قرہ باغی، لیکن جب وضو کے لیے بقدر کفایت پانی مل جائے تو وضو کرنا ضروری ہے پھر جنابت کے لیے تیمم کرنا ہے۔ (ت)

اقول هذا هو مذهب الشافعي لا سيما بلفظة ثم فان فيه ايجاب اعداء الماء وان قل قبل التيمم ولا يقول بسر حنفى قط -

اقول یہی امام شافعی کا مذہب ہے خصوصاً لفظ ثم (پھر) کے ساتھ۔ کیونکہ اس میں یہ واجب کرنا ہے کہ پانی اگرچہ کم ہی ہو تیمم سے پہلے اسے ختم کر لینا ہے۔ کوئی حنفی کبھی اس کا قائل نہ ہوگا۔
قول قرہ باغی، تعجب ہے کہ انہوں نے اس طرف التفات نہ کیا۔ (ت)

قوله والعجب منه انه لم يلفت -

اقول قرہ باغی نے خود جو تصور کیا اسی پر اس کی بنیاد ہے حقیقت میں وہ متصور ہی نہیں۔

اقول مثبتى على ما تصور ولا متصور -

قول محشى مذکور: تمام مقدمات تسلیم کر لینے کے بعد۔

قوله بعد تسليم جميع المقدمات

اقول وہ منع کیا ہیں جو آپ نے ترک کر دئے۔
خفیہ کے نزدیک تو سارے مقدمات بدیہیات سے ہیں۔

اقول ما تلك النوع المطويات فان المقدمات عند الحنفية من البدیہیات -

قوله ایک معلول پر متعدد علل شرعیہ کا اجتماع ہو سکتا ہے۔

قوله يجوز اجتماع العلة الشرعية على معلول واحد -

اقول جیسے ایک معلول پر چند علتوں کا اجتماع ممکن نہیں ایسے ہی ایک رافع سے چند علتوں کا ارتقاء بھی ممکن نہیں۔ جیسے وہ عورت جس کا بیض منقطع ہوا پھر اسے احتلام ہوا پھر التقائے ختائین ہوا

اقول کہا لا یمتنع اجتماع علل على معلول كذلك لا یمتنع ارتفاع علل بارتفاع واحد كالتي انقطع حیضها ثم احتلمت ثم التقى الختانان ثم انزلت فقد اجتمعت

(قربت ہوتی) پھر انزال ہوا اس پر چار علتوں کا اجتماع ہوا اور ایک ہی غسل یا تیمم سے چاروں مرتفع ہو جائیگی۔
تو جب کسی کو دو حدث ہوں ایک اصغر ایک اکبر۔
اور اسے غسل کے لیے پانی نہ ملے تو ضروری ہے کہ تیمم کرے۔ اس کا تیمم چونکہ جنابت سے ہو گا اس لیے تمام بدن کو پاک کر دے گا۔ اعضائے وضو بھی بدن ہی کا حصہ ہیں تو انہیں بھی تیمم نے پاک کر دیا اور اکبر و اصغر دونوں حدث رفع کر دے۔ جیسے غسل کی صورت میں ہوتا ہے اور یہ تیمم غسل ہی کے قائم مقام ہے تو جیسے غسل سے دونوں حدث مرتفع ہو جاتے ہیں ویسے ہی اس کے نائب سے بھی مرتفع ہو جائیں گے شریعت میں ایسے کسی تیمم کا نشان نہیں ملتا جو دو حدثوں پر طاری ہو کر ایک کو تیمم کرے دوسرے کو چھوڑ دے۔ اگر ایسا ہوتا تو اس پر یا تو ایک دوسرا تیمم بھی لازم ہوتا۔ اور یہ باطل ہے یہاں تک کہ شافعیہ کے نزدیک بھی، جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا۔ یا پانی (استعمال کرنا) بھی لازم ہوتا۔ اور یہ بدل اور اصل دونوں کو جمع کرنا ہے جو باجماع حنفیہ باطل ہے۔ تو حق روشن ہو گیا۔ اور ساری خوبیاں سارے جہانوں کے مالک خدا کے لیے ہیں۔ (ت)

اگر سوال ہو کہ غسل پر قیاس مع الفارق

ہے۔ اس لیے کہ دونوں حدث والے نے جب غسل کیا تو وہ۔۔۔ بجا لایا جس کا دونوں حدثوں میں سے ہر ایک میں اسے حکم دیا گیا۔ وہ ہے ان اعضا پر پانی بہانا (جو غسل سے پورا ہو گیا) یہی حال اس وقت ہے جب پانی نہ ہونے کی صورت میں تیمم کیا۔ لیکن جب آب وضو موجود ہو تو تیمم سے صرف اس کی بجا آوری کرنے والا ہو گا جس کا حدث اکبر سے متعلق اسے

علیہا اربع علل وترفع جميعا بغسل او تیمم واحد فاذا كان له حدثان اصغر و اکبر ولم یجد ماء للغسل فلا بد له ان یتیمم و تیممه لکونه عن جنابة مطهر لجميع البدن ومن البدن اعضاء الوضوء فقد طهرها و رفع الحدثین كما اذا اغتسل فلیس هذا التیمم الا قائما مقام الغسل فکما يرتفعان به فكذا ابنا تبدا و لو یعرف من الشرع تیمم یطرو علی حدثین فیرفع احدهما ویذیر الآخر والا لزم له اما تیمم اخر وهو باطل حتی عند المشافعیة كما قد مناو الماء وهو الجمع بین البیدل و المبدل الباطل باجماع الحنفیة قبلج الحق والحمد لله رب العالمین

فان قلت القیاس علی الغسل

مع فارق وذلك لان ذالحدثین اذا اغتسل فقد اتى بما امر به فی كل من الحدثین وهو اسالة الماء علی تلك الاعضاء وكذلك اذا تیمم فاقد الماء اما اذا وجد وضوءا فبالتیمم انما یکون اتیا بما امر به للحدث الا کبر لا بما امر به للاصغر لانه قادر فیه علی الاصل

فکیف یصیر الی البدل وبالجملة شرط
الیتیم العجز عن الماء وقد عجز فی الحدث
الاکبر دون الاکبر فکان التیمم مجزئاً
عن ذلك لاعتناء هذا فافترق الحد ثانی
بقاء وارتفاعاً۔

نہیں تو تیمم صرف اس سے کفایت کرنے والا ہوگا اس سے نہ ہوگا۔ اس طرح دونوں حدث بقا اور ارتفاع
میں مجہد اہو جائیں گے (ایک ختم ہوگا ایک باقی رہ جائے گا) (ت)

اقول هذا لو کان کل منهما
مستتداً ببعیالہ و لیس كذلك فلیس الحدث
الا اعتباراً شرعياً لا شار معلومة کمنع الصلاة
وقد انطوى الاکبر علی جمیع آثار الاکبر
فکلما منعه الاکبر منعه الاکبر بالاولی
ولا عکس و ارتفاع شئ یوجب رد الی جمیع
آثارہ وقد سلمتم ارتفاع الاکبر بمهذ
التیمم فیجب ارتفاع کل آثارہ ومنها منعه
الصلاة فلزم ابا احتیاج ولا تباح قطع مع
حدث فثبت ان هذا التیمم رفع کل
حدث طراً علیہ۔

لازم ہوگا کہ نماز مباح ہو۔ اور نماز کسی حدث کے ساتھ کبھی مباح نہیں ہوتی۔ تو ثابت ہوا کہ اس تیمم نے
ہر وہ حدث دور کر دیا جو اس پر طاری ہوا۔ (ت)

فان قلت ارتفاع شئ انما یوجب
رد ال آثار من حیث ہی آثارہ ولا ینافیہ
بقا بعضہا لمؤثر اخر لمن توضع وف
فخذہ نجاسة مانعة فلا شک ان قد
صح وضوؤہ و رد ال الیہ الذی کان

اقول یہ اس وقت ہوتا جب دونوں
حدثوں میں سے ہر ایک کو مستقل حیثیت حاصل ہوتی
اور ایسا نہیں۔ اس لیے کہ حدث کچھ معلوم آثار جیسے
منع نماز وغیرہ کے شرعی اعتبار ہی کا نام ہے اور حدث
اکبر حدث اصغر کے تمام اثرات پر مشتمل ہے تو اصغر
جس سے نافع ہوگا اس سے اکبر بدرجہ اولی مانع ہوگا۔
اس کے برعکس نہیں۔ اور کسی چیز کا ختم ہو جانا اسے
لازم کرتا ہے کہ اس کے جتنے بھی اثرات ہوں سبھی اٹل
ہو جائیں۔ آپ کو تسلیم ہے کہ اس تیمم سے حد اکبر
مرتفع ہو گیا تو ضروری ہے کہ اس کے سارے
اثرات بھی اٹھ جائیں ان ہی میں منع نماز بھی ہے تو

اگر یہ سوال ہو کہ کسی چیز کا مرتفع ہونا
اس کے اثرات دور ہونے کو واجب کرتا ہے تو اسی
حیثیت سے کہ وہ اس چیز کے اثرات ہیں۔ اب ان
میں کچھ اثرات کسی دوسرے مؤثر کی وجہ سے باقی
رہ جائیں تو یہ اس کے منافی نہیں۔ مثلاً کسی وضو کیا

من قبله مع ان المنع لاجل التجاسة بحاله كذا هنا هما حدثان قام احدهما باعضاء الوضوء والاخر عم ظاهرا البدن طرفيهما مانعتان وفي سائر الجسد مانعية واحدة فاذا تيمم وهو واجد للماء الوضوء نزلت من اعضاء الوضوء المانعية الكبرى لصحة مزيلها بوجود شرطه وهو العجز عن الماء الكافي للغسل وبقيت الصغرى لان المزيل لا صحة له بالنسبة اليها لفقد شرطه بالقدرة على الماء الكافي للوضوء وبه ظهرا انه ليس كالتى وصفت انها حاضرت واحتلت وجومت وامنت وكفاها غسل او تيمم واحد وكذا من احدث ممراسا يفي به وضوء واحد وذلك لان المزيل ليس فاقد الشرط بالنظر الى شئ منها فانها جميعا بخلاف ما نحن فيه وبه اتضح الفرق بين هذا وبين من ليس له الا الجنبات فانه ان وجد وضوء لا يتوضؤ لانه المانعية القائمة باعضاء الوضوء فانها ليست الا الكبرى وهي لا تتجزى بخلاف الصورة الاولى وبه تبين ان ليس فيه الجمع بين البدلين بل توزيعهما على شيئين كمن صرف الماء الى غسل الجنس وتيمم للحدث بل كمن اطعم عن يمين وصام عن اخرى وبه استبان

اور اس کی دان پر اتنی نجاست ہے جو جواز نماز سے مانع ہے۔ تو اس میں شک نہیں کہ اس کا وضو صحیح ہے اور اس کی جانب سے جو رکاوٹ تھی وہ دور ہو گئی باوجودیکہ نجاست کی وجہ سے رکاوٹ اب بھی برقرار ہے اسی طرح یہاں دو حد ہیں ایک تو اعضائے وضو پر لگا ہوا ہے دوسرا پورے ظہر بدن کو شامل ہے تمام اعضاء وضو کے اندر دو مانعتیں ہیں اور باقی سارے جسم میں ایک مانعت (مانعیت) ہے جب آب وضو موجود ہونے کی حالت میں اس نے تيمم کیا تو اعضاء وضو سے مانعیت بکھری دور ہو گئی کیونکہ اسے دور کرنے والا امر اپنی شرط غسل کیلئے کفایت کر نیوالے پانی سے بجز۔ کہ پائے جانے کی وجہ سے صحیح و درست ہے۔

اور مانعیت صغریٰ رہ گئی کیونکہ اس کی بہ نسبت جو دور کرنے والا امر تھا وہ صحیح و درست نہیں اس لیے کہ اس کی شرط مفقود ہے کیوں کہ وضو کے لیے کافی پانی پر قدرت موجود ہے۔ اسی سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ اس کا معاملہ اس عورت کی طرح نہیں جس کی حالت بیان ہوئی کہ اس میں لقطع حیض، اختلام، جماع، انزال چار اسباب جمع ہوئے اور ایک ہی غسل یا تيمم کافی ہو گیا۔ اسی طرح وہ شخص جسے بار بار حدث ہوا ہوا ہے ایک ہی وضو کافی ہے اس لیے کہ ان میں کی بہ نسبت جو دور کرنے والا امر ہے وہ فقدان شرط کا شکار نہیں اس لیے اس نے سبھی کو دور کر دیا۔ بخلاف اس صورت کے جو ہمارے نزدیک ہے۔ اسی سے اس شخص میں (جسے دونوں حدث ہیں) اور اس میں جسے صرف جنابت ہے واضح فرق ہو گیا کہ وہ اگر آب وضو پائے

انہ لیس عبثاً ولا اضااعة ولا الاشتغال به
سفہا و لیس کما قالوا من بقاء الحدث کما
ہو بل نزال احدھا۔

اسی سے یہ بھی عیاں ہوا کہ دونوں بدل جن کرنا نہیں بلکہ دو چیزوں پر دونوں کو تقسیم کرنا ہے۔ جیسے وہ شخص جو پانی نجس کے دھونے میں صرف کرے اور حدث کے لیے تیمم کرے۔ بلکہ جیسے وہ جو ایک قسم کے کفارے میں کھانا کھلائے اور دوسری کے کفارے میں روزہ رکھے۔ اور اسی سے یہ بھی منکشف ہو گیا کہ یہ نہ عبث ہے نہ پانی کی بربادی، نہ اس میں مشغولی کوئی نادانی و بے وقوفی — اور لوگوں نے جو کہا کہ حدث جیسے تھا ویسے ہی رہ گیا۔ یہ بات بھی نہیں بلکہ ایک حدث زائل ہو گیا۔ (ت)

اقول ما اُمتنَّه من کلام لولا ان
فیہ ذہولاً عن حدیث منع الا سبباً
فانک جعلتہما شیان مستقلین عند
الاجتماع مع ان المتقرر فی الشرع ان
المتجانسین اذا اجتمعا ولم یختلف مقصود
تداخلوا وقد اعترفت به فی التی وصفت

اقول کیا ہی متین کلام ہے اگر اس میں
منع استقلال کی بات سے ذہول نہ ہوتا۔ آپ نے
دونوں کو بوقت اجتماع دو مستقل چیز بنا دیا۔ جبکہ
شرعیات میں مقررہ ثابت یہ ہے کہ دو ہم جنس جب
یکجا ہوں اور ان کا مقصود مختلف نہ ہو تو ایک وقت کے
میں داخل ہو جائیں گے۔ آپ نے اس کا اعتراف

عہ ذکرہ علی سبیل الجدل ای لا نسلم
ان الحدث الاصغر عند اجتماعه بالاکبر
یستبد فی امر الطہارۃ بحکمہ لہ لایندمج
فیہ فی طہر بطہارۃ تد ولا یكون الحکم الا
للاکبر وذلک لان من یحکمہ بوجوب الوضوء
لہ مدع فیکفینا المنع وعلیہ الدلیل والا
فامر الاندماج متیقن لا شبهة فیہ
۱۲ منہ عنقر لہ (م)

اسے بطور جدل ذکر کیا ہے یعنی ہم نہیں مانتے کہ حد اصغر
حدث اکبر کے ساتھ یکجائی کی صورت میں طہارت سے
متعلق کوئی مستقل حکم رکھتا ہے۔ ایسا کیوں نہ ہو
کہ اکبر میں داخل ہو کر اس کی طہارت سے یہ بھی
طہارت پائے اور حکم صرف اکبر کو حاصل ہو —
یہ طرز کلام اس لیے کہ جو شخص اس کے لیے وجوب
وضو کا حکم کرتا ہے وہ مدعی ہے تو ہمارے لیے منع
کا کافی ہے اور اس کے ذمہ دلیل ہے ورنہ اصغر
کے اکبر میں دخول و انضمام کا معاملہ تو یقینی ہے جس
میں کوئی شبہ نہیں ۱۲ منہ عنقر لہ (ت)

وفیمن احدث مرارا کان هنالك المد اخل
مع المساواة فان الكل في سببة واحدة فكيف
واحد منهما اكبر واقرى ومن كل وجه يتضمن
الاخرى فالمحل جزء من المحل والمطهر
بعض من المطهر والمقصود شقص من
المقصود فكيف لا يلزم اندماج الصغرى
في الكبرى وان يكون الحكم لها في امر الطهارة
لا للصغرى فان التابع لا يفرد بحكمه ويسقط
اذا سقط المتبوع والثاني اذا بطل بطل ما
في ضمنه والمتضمن بالفتح لا تراعى له
شروطه بل شروط متضمنة كل ذلك من
القواعد الشرعية الا ترى ان المذی لا يطهر
عن ثوب ولا بدن بفرك ولا يظهر له حكم
مع المني فيطهر به ويظهر به الجواب عن
توارد العلل هذا ما سمع به الجحنان +
تشحيد الاذهان به وحسبنا في الحكم

بھی کیا ہے اس عورت کے بارے میں جس کی حالت
بیان ہوئی ہے اور اس شخص کے بارے میں جسے
چند بار حدث ہوا ہو۔ وہاں باوجود مساوات کے تدخل
ہو گیا۔ مساوات اس لیے کہ وہ سب ایک ہی درجہ
میں ہیں۔ پھر اس وقت کیوں نہ ہوگا جبکہ ایک اکبر و
اقویٰ اور ہر جہت سے دوسرے کو متضمن بھی ہو۔
دیکھئے کہ ایک کا محل طہارت دوسرے کے
محل طہارت کا جز ہے۔ اور مطہر، مطہر کا بعض ہے
اور مقصود، مقصود کا حصہ ہے۔ تو کیسے لازم نہ ہوگا
کہ صغریٰ، کبریٰ میں داخل ہو جائے اور امر طہارت میں
حکم اسی کبریٰ کو حاصل ہو صغریٰ کو نہیں۔ اس لیے
کہ تابع کا کوئی الگ حکم نہیں ہوتا۔ اور متبوع ساقط
ہو تو وہ بھی ساقط ہو جاتا ہے۔ اور شے
جب باطل ہوتی ہے تو وہ بھی باطل ہو جاتا ہے جو
اس کے ضمن میں ہو۔ اور متضمن (بالفتح) کے لیے اس
کی شرطوں کی رعایت نہیں ہوتی بلکہ اس کے متضمن کی

عہ کہا فی اعتق عبدك عنی باللفظ لما كان
البيع فيه ضمنيا لم يشترط فيه الايجاب
والقبول لعدم اشتراطيهما في العتق ولا
يثبت فيه خيار الرؤية والعيب لا يشترط
كونه مقدور التسليم من عن الرحمتي
او ائمل النكاح ۱۲ منه غفر له (م)

جیسے اعتق عبدك عنی باللفظ (اپنا غلام میری
طرف سے ہزار روپے میں آزاد کر دو) اس میں چونکہ
بیع ضمنی ہے اس لیے اس بیع میں ایجاب قبول
کی شرط نہ ہوتی کیونکہ آزادی میں ان دونوں کی شرط
نہیں اور اس میں خیار ردیت اور خیار عیب بھی
ثابت نہیں ہوتا اور نہ یہ شرط ہے کہ مرنے والے وہ غلام
اس کے قبضے میں دینے پر قادر ہو شامی عن الرحمتی،
او ائمل النكاح ۱۲ منه غفر له (ت)

ماقد منا من دلا لا تهم وتصريحاً تهم والله المستعان وبالله التوفيق والله تعالى اعلم۔

ہر تو اس کا کوئی حکم ظاہر نہیں ہوتا اگر گھٹنے سے پاک ہو جاتی ہے۔ اسی سے تو ار دعلل کا جواب بھی ظاہر ہے۔ یہ وہ ہے جو کچھ اذان کو صیقل کرنے کے لیے خاطر کا فیضان ہوا۔ اور حکم سے متعلق تو ہمارے لیے وہ دلالت و تصریحات کافی ہیں جو حضرات فقہاء سے ہم نے پیش کیں۔ اور خدا ہی مستعان ہے اور خدا سے بزرگ و برتر ہی خوب جاننے والا ہے۔ (ت)

الافادة ۱۱ الآن حصص

الحق وكشف قناعه : وظاهر ان المسلك مسلك التأويل والتأويل الجماعية : بيد ان ههنا شبهات خطرت فخشيت ان تعثر قاصداً مثل فيحتاج الى الجواب فاجبت الاسعاف بآراءها : وإياها سقط عليها وفسادها : وبالله التوفيق ۔

الشبهة الاولى ان الامام

صدر الشريعة يقول اغتسل الجنب ولو يصل الماء لمعة ظهره وفتى الماء واحداً حدثاً ثانياً وجب الوضوء فتيمم لهما ثم وجد من الماء ما يكفيهما بطل تيممه في حق كل منهما وإن لم يكف لأحدهما بقية في حقهما وأن كفى لأحدهما بعينه غسله ويبقى التيمم في حق الآخر وأن كفى لكل منفرد غسل للمعة الخ فالصورة الثالثة

افاده ۱۱ : اب حق صفات ظاہر ہو گیا اور

اپنے چہرے سے پردہ ہٹا دیا اور واضح ہو گیا کہ مسک وہی مسک تاویل ہے اور تاویل وہی تاویل جماعت ہے۔ لیکن یہاں دل میں چند شبہات گزرے تو اندیشہ ہوا کہ ایسے ہی کسی قاصر کو درپیش ہوں تو اسے چراغ کی ضرورت ہوگی تو میں نے چاہا کہ ان شبہات کو لا کر اور ان کے سقوط و فساد کو واضح کر کے اس کی حاجت روائی کروں اور اللہ ہی سے توفیق ہے (ت)

شبهة ۱ : امام صدر الشريعة فرماتے

ہیں : "جنب نے غسل کیا پانی اس کی پیٹھ کی ایک جگہ تک نہ پہنچا اور ختم ہو گیا۔ اور کوئی ایسا حدث ہوا جو وضو واجب کرتا ہے تو اس نے دونوں کے لیے تیمم کیا پھر اسے اتنا پانی مل گیا جو دونوں کے لیے کافی ہو تو اس کا تیمم دونوں میں سے ہر ایک کے حق میں باطل ہو گیا۔ اور اگر کسی ایک کے لیے ناکافی ہو تو دونوں کے حق میں باقی رہے گا۔ اور اگر معین طور پر ایک کے لیے کافی ہو تو اسے دھوئے اور

دوسرے کے حق میں تیمم باقی رہے گا اور اگر تنہا ہر ایک کے لیے کافی ہو تو لمعہ (غسل میں چھوٹی ہوئی جگہ) دھوئے الخ۔ تو تیسری صورت اسے بھی شامل ہے جب پانی وضو کے لیے کافی ہو لمعہ کے لیے کافی نہ ہو۔ اور اس صورت میں یہ حکم کیا ہے کہ حق حدیث میں اس کا تیمم باطل ہو جائیگا اور وضو کرنا واجب ہوگا۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ اسی بنیاد پر راست آسکے گا جسے اول باب میں بتایا کہ ایسا دو حدیث والا جس کے پاس وضو کا پانی موجود ہے۔ اس پر وضو واجب ہے کہ اس میں حدیث تیمم سے پہلے ہونا فرض کیا ہے پھر حدیث کے لیے وضو واجب کیا۔ اس کے پیش نظر تاویل مذکور کسی کے کلام کی ایسی توجیہ ہوگی جس سے خود صاحب کلام راضی نہ ہو۔ (ت)

بلکہ یہ شک منقح حکم تک سرایت کر آئیگا
 اس لیے کہ حدیث الشریعہ اس میں متفرد نہیں۔ یہ ان سے مقدم امام حلیل ابوالبرکات نسفی ہیں جو کافی میں رقمطراز ہیں: "ایسا جنب ہے جس کے بدن پر لمعہ ہے اسے قبل تیمم حدیث ہوا تو دونوں ہی کے لیے ایک تیمم کرے۔ اب اگر اسے اتنا پانی مل جائے جو غیر معین طور پر دونوں میں سے کسی ایک کے لیے کافی ہو تو اسے لمعہ میں صرف کرے، اور امام محمد کے نزدیک حدیث کے لیے تیمم کا اعادہ کرے" اھ تو تیمم حدیث کے اعادہ کا منشا اس کے سوا نہیں کہ حدیث کے سبب وضو واجب ہے باوجودیکہ حدیث تیمم جنابت سے پہلے ہے اور امام ابو یوسف کا اعادہ کے

تشمل ما اذا كفى للوضوء دون اللمعة وقد حكم فيه بطلان تيممه في حق الحدث و ايجاب الوضوء والظاهر ان هذا انما يستقيم على ما قدم اول الباب من وجوب الوضوء على ذي حدثين وجد وضوء فانه فرض فيه الحدث قبل التيمم ثم اوجب الوضوء للحدث فاذا ثبت يكون التأويل توجيهها للقول بما لا يرضى به قائله۔

پاس وضو کا پانی موجود ہے۔ اس پر وضو واجب ہے کہ اس میں حدیث تیمم سے پہلے ہونا فرض کیا ہے پھر حدیث کے لیے وضو واجب کیا۔ اس کے پیش نظر تاویل مذکور کسی کے کلام کی ایسی توجیہ ہوگی جس سے خود صاحب کلام راضی نہ ہو۔ (ت)

بل یسرى الشك الى الحكم المنقح
 فان صدر الشريعة غير متفرد بهذا
 الا ما مر الحلیل الاقدم ابوالبرکات النسفی
 قائلًا فی کافی جنب علی بدنه لمعة احدث
 قبل ان یتیمم یتیمم لهما واحدات وجد
 ما کفی لاحدهما غیر عین صرفه الى
 اللعة ولعیذ التیمم للحدث عند محمد
 فما منشأ إعادة تیمم الحدث الا ايجاب
 الوضوء له مع كونه قبل تیمم الجنابة و
 ابو یوسف وان خالفه فی الاعادة فلا لانه
 لا یوجب الوضوء فی نفسه بل لعارض
 وذلك ان امر الجنابة اغلظ فكلت الماء

مستحق الصرف اليها والمستحق لحاجة
اهم كالمعدوم كما سيأتي عن الكافي
ان شاء الله تعالى في الرسالة التالية وهذا
يفيد اتفاق الصاحبين رضي الله تعالى
عنهما على وجوب الوضوء لجذب الحدث قبل
التيمم لهما مع ان المقرر فيما مر ان
لا وضوء عليه الا اذا حدث بعد
ما تيمم -

حکم میں اگرچہ ان کے برخلاف میں مگر اس لیے نہیں
کہ وہ فی نفسہ وضو واجب نہیں کہتے ، بلکہ کسی
عارض کی وجہ سے ۔ اور وہ یہ ہے کہ جنابت کا معاملہ
زیادہ سخت ہے تو پانی اسی کا مستحق ہوا کہ جنابت
میں صرف ہوا اور جو کسی اہم حاجت کا مستحق ہو چکا ہو
وہ کا معدوم ہے ۔ جیسا کہ اگلے رسالہ میں ان شار
اللہ تعالیٰ کافی کے حوالہ سے آرہا ہے ۔ اس
سے استفاد ہوتا ہے کہ صاحبین رضی اللہ تعالیٰ

عنہما کا اس جنب کے لیے وجوب وضو پر اتفاق ہے جو جنابت کا تیمم کرنے سے پہلے محدث ہوا ۔ باوجودیکہ
ما سبق میں ثابت و مقرر یہ ہے کہ اس پر وضو نہیں مگر اس صورت میں جبکہ تیمم کر لینے کے بعد اسے حدث ہوتا

وَلَعَلَّكَ تَقُولُ أَوَّلًا إِنَّ هَذَا مِنْ

ذَلِكَ فَانْهَ كَانَتْ مَعَهُ وَاجِدَ الْمَاءِ الْوَضُوءُ

قَبْلَ التَّيْمُمِ لِلْجَنَابَةِ فَكَانَ أَيْضًا بِالْوَضُوءِ

أَيْجَابُهُ عَلَى جَنْبٍ لَا يَجْدُ غَسْلًا وَهُوَ خِلَافُ

الْمَذْهَبِ أَمَّا هَهُنَا فَاتِّمَامُ وَجَدِهِ بَعْدَ مَا تَيَمَّمْ

لَهَا وَالْفَرْضُ أَنَّهُ لَا يَكْفِي لِلْمُعْتَمِدَةِ فَكَانَ تَيَمُّمُهُ

لَهَا بِحَالِهِ فَلَمْ يَعُدْ جَنْبًا بِالْقُدْرَةِ عَلَى

الْوَضُوءِ أَمَّا قَضَى تَيَمُّمَهُ فِي حَقِّ الْحَدَثِ

لَا نَهَ لَا يَكُونُ طَهَارَةً إِلَّا إِلَى وَجَدِ انْصَاءِ

فَإِذَا وَجَدَ فَقَدْ قَعْدَ عَادَ مُحَدَّثًا وَالمَحْدَثُ

غَيْرُ جَنْبٍ إِذَا وَجَدَ وَضُوءًا فَلَا شَكَّ فِي وَجُوبِ

الْوَضُوءِ عَلَيْهِ إِلَّا تَرَى إِلَى مَا قَدِمْتَ فِي الدَّلِيلِ

الْخَاصِّ عَنِ الْبَدَائِعِ يُتَوَضَّؤُ بِهِ لِأَنَّ هَذَا مُحَدَّثٌ

وَلَيْسَ بِجَنْبٍ وَعَنِ الدَّرْصَارِ مُحَدَّثًا لَا جَنْبًا

لَهُ بَدَائِعُ الصَّنَائِعِ شَرَاهُ رُكْنُ التَّيْمُمِ

اس پر چند باتیں کہی جا سکتی ہیں اَوَّلًا کہاں

یہ کہاں وہ اَوَّیَاں اسے تیمم جنابت سے پہلے آب وضو

وَسْتِیَابِ تَحْتَ تَرَدُّدِ الْوَضُوءِ وَاجِبُ كَرْنَا اِلَيْهِ جَنْبٍ پَر وَضُوءِ

وَاجِبُ كَرْنَا تَحْتَ غَسْلِ الْكَافِي وَتِیَابِ نِیْسِ اَوْ رُفُوفِ خِلَافِ مَذْهَبِ یَكْفِی

یہاں اسے جنابت کا تیمم کر لینے کے بعد پانی ملا ہے اور

فرض یہ کیا گیا ہے کہ وہ پانی لمعہ کے لیے کافی نہیں لے

اس کا تیمم جنابت برقرار ہے تو دو بارہ وہ جنابت والا

نہ ہوا اور وضو پر قدرت کی وجہ سے حق حدث میں اس کا

تیمم ٹوٹ گیا کیونکہ تیمم پانی کی دستیابی تک ہی ملتا ہے

ہوتا ہے جب وہ دستیاب ہو گیا یہ مفتور ہو گیا ۔ تو

وہ پھر محدث ہو گیا ۔ اور محدث غیر جنب کو جب وضو کا

پانی مل جائے تو اس پر وضو واجب ہونے میں کوئی شک

نہیں وہ عبارت دیکھئے جو دلیل پنجم میں بدائع کے حوالہ

پیش ہوئی اس سے وضو کرے گا کیونکہ یہ محدث ہے

فی توضوٰحہ

اور جنب نہیں ہے۔ اور مختار کے حوالہ سے یہ محدث
ہو اجنبات والا نہیں تو اسے وضو کرنا ہے۔
ثانیاً اس پر وضو اس لیے نہیں تھا کہ جنابت
موجود ہونے کی وجہ سے حدیث ویسے ہی باقی رہتا اور
جنبت وضو سے دور نہ ہوتی لیکن اس وقت تر جنبت
تیم سے دور ہو چکی ہے۔

ثالثاً اُس کا پانی جنبت کی وجہ سے نماز
مباح کرنے والا نہ تھا اور اس وقت مباح کرنے
والا ہے۔

رابعاً اُس میں ایک طہارت کے اندر دونوں
بدل جمع کرنا ہوتا۔ اور اس وقت پہلی طہارت بغیر پانی
کے تیمم کے ذریعہ پوری ہو چکی ہے اور پانی پر قادر ہونے سے
حدیث اجنبات ٹوٹ آنے کی وجہ سے یہ طہارت بغیر
مٹی کے پانی سے پوری ہوگی۔

خامساً متون اور دیگر کتب مذہب میں یہ مسئلہ
مداول طور پر معروف ہے کہ تیمم توڑنے کے معاملہ میں
پانی پر قدرت پیدا ہونا ایسے ہی ہے جیسے حدیث پیدا
ہونا۔ اور اس میں شک نہیں کہ اگر وہ دونوں ہی کے لیے
تیمم کر لیتا پھر اسے حدیث ہوتا تو اس پر وضو واجب ہوتا
تو یہی حکم اس وقت بھی ہوگا جب آب وضو پر اسے
قدرت مل جائے۔ تو یہ حکم اس پر کہاں مبنی رہا جو شروع باب
میں صدر الشریعہ کے حوالہ سے صادر ہوا۔

اقول (میں کہتا ہوں) کیوں نہیں ان سب

وثانیاً لم یکن علیہ وضو لبقاء الحدث
كما هو لوجود الجنابة ولا تزول بالوضوء اما الآن
تدثر الت بالیتیم۔

وثالثاً لم یکن ماؤه مبیحاً للصلاة
لاجل الجنابة والآن یبیح۔

ورابعاً کان فیہ الجمع بین البدلین
فی طہارۃ واحدة والآن قد تمت الطہارۃ
الاولی بالتیمم بلا ماء وبعود الحدث بالقدرة
على الماء دون الجنابة یتیم بالمتن
بالماء بلا تراب۔

وخامساً قد علم دوائر المتون و
سائر کتب المذهب ان حدوث قدرۃ علی
الماء کحدوث حدث فی نقض التیمم ولا شک
ان لو تیمم لهما ثم احدث فعلیہ الوضوء
فکذا اذا قدر علی ماء الوضوء فانی الابتداء
علی ما صدر عن الصدر فی صدر الباب۔

اقول بل فان مبنی کذا ذلك علی

فرض انتقاض یتیمہ فی حق الحدث برؤية الماء وفيه النظر كيف ولو نقضه بقاء لمنعه ابتداء ومنعه ابتداء هو عين ما في صدر الباب خلاص ما عليه النصوص والدلائل اما العلامة فقد قال الامام ملك العلماء في البدائع الغراء الاصل فيه ان كل ما منع وجوده التيمم نقض وجوده التيمم وما لا فلا آھ ومثله في البحر والسيور والدرو غيرھا من الاسفار الغراء كل ما لا يمنع ابتداء لا ينقض بقاء وينعكس بعكس النقيض الى قولنا كل ما ينقض بقاء يمنع ابتداء فثبت المطلوب وبه علم انت الخامس ابيّن بطلان ما افصح بالبناء على ذلك الحكم المعذور۔

کی بنیاد اسی مفروضہ پر ہے کہ پانی دیکھنے سے اس کا تیمم حق حدث میں ٹوٹ جاتا ہے اور یہی عمل نظر ہے۔ یہ کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟ اگر یہ بقاء ناقض تیمم ہوتا تو ابتداء مانع تیمم بھی ہوتا۔ اور ابتداء مانع تیمم ہونا یہی تو وہ بات ہے جو شروع باب میں نصوص و دلائل کے برخلاف وارد ہوتی ہے۔ ملازمہ (بقا) ناقض ہونے کو ابتداء مانع ہونا لازم ہے (کا ثبوت یہ ہے کہ امام ملک العلماء نے ہدایہ شریف میں رقم فرمایا ہے کہ اس بارے میں اصل یہ ہے کہ ہر وہ چیز جس کا وجود تیمم سے مانع ہے اس کا وجود تیمم کا ناقض بھی ہے اور جو مانع نہیں وہ ناقض بھی نہیں آھ۔ اسی کے مثل البحر الرائق، تنویر الابصار، درمختار وغیرہ مشہور کتابوں میں بھی ہے۔ یعنی ہر وہ جو ابتداء مانع نہیں وہ بقاء ناقض نہیں۔

اس کا عکس نقیض یہ ہوگا "ہر وہ جو بقاء ناقض ہے وہ ابتداء مانع ہے"۔ تو مطلوب ثابت ہو گیا۔ اسی سے معلوم ہوا کہ خامس کا بطلان زیادہ روشن ہے اور اس حکم محذور پر مبنی ہونے میں یہ زیادہ واضح ہے۔ (ت)

الشبهة الثانية نصوا فيمن

بقیت له لمعة واحد بعد التيمم لها كما صور في اكثر الكتب وكذا ان احدث قبله كما صور بالوجهين في بعضها ثم وجد الماء قبل التيمم للحدث انه ان كفى للمعة دون الوضوء غسلها وتيمم للحدث وكذا ان كفى لكل منهما لا على التعيين لان الجنازة اغلظ فان خالف وتوضأ اعاد التيمم للمعة باتفاق

شبهہ ۲: وہ شخص جس کا کچھ حصہ نہانے میں دھونے سے رہ گیا اور جنابت کا تیمم کرنے کے بعد اسے حدث ہوا۔ جیسا کہ اکثر کتابوں میں یہ صورت مسئلہ بیان کی ہے۔ یوں ہی اگر تیمم کرنے سے پہلے اسے حدث ہوا۔ جیسا کہ بعض کتابوں میں دونوں ہی صورت بیان کی ہے۔ پھر اس شخص کو حدث کا تیمم کرنے سے پہلے پانی مل گیا اس کے بارے میں علمائے صراحت فرمائی ہے کہ اگر وہ پانی وضو کے لیے نہیں بلکہ

الروایات و ستاتی النصوص فالذی فی هذه
النصوص الثلاث ليس الاتلفيق الطهارتين و
الجمع بين البدلين حدث تطهر في وقت واحد
بالماء والتراب معا وكون الماء للجنابة و
التراب للحدث لا يمنع الجمع والا فله منعهم
ذاحدثین وجد وضوء عن الوضوء فان ثمة ایضا
لم یجتمعاعلی شی واحد بل كان التراب للجنابة
والماء للحدث۔

دونوں بدل کو جمع کرنا ہی تو ہے۔ اس طرح کہ بیک وقت اس نے پانی اور مٹی دونوں سے طہارت حاصل کی۔ اور
پانی کا جنابت کے لیے، مٹی کا حدث کے لیے ہونا جمع سے مانع نہیں۔ اگر یہ بات نہیں تو دو حدث والے کو جسے
آب وضو دستیاب ہے آپ نے وضو سے کیوں روکا (وجہ فرق کیا ہے) وہاں بھی تو دونوں بدل ایک شئی پر مجتمع
تر ہوئے بلکہ مٹی جنابت کے لیے ہے اور پانی حدث کے لیے ہے۔ (ت)

الشبهة الثالثة نصوا قاطبة
فی صورتی کفایة الماء للمعة وحدها او لكل
منفردا بوجوب استعماله فی المعة وانتقاض
تیممه لهما وانہ یتیمم للحدث ومعلوم قطعاً
ان هذا الماء لم یکن محللاً للصلاة فی الصورتین
لبقاء الحدث والاحتیاج له الی التیمم
فكان یمجب ان لا ینتقص تیممه لهما لهما من
من نصوص الاثمة الجهابذة فی الدلیل
السادس ان المراد فی التیممة هو السماء
الذی اذا استعمل اباح الصلاة وهذا ليس
بد هذا تقریر الشبهات۔

واقول فی الجواب بتوفیق الوهاب
اما الاخریان ان كان الحدث فیہما بعد التیمم

جب پانی صرف لمعہ کیلئے کفایت کرے یا
جب تنہا ہر ایک کیلئے کفایت کوئے دونوں صورتوں میں سببی علانیہ صراحت
فرمائی ہے کہ پانی لمعہ میں استعمال کرنا واجب ہے اس کا
تیمم جنابت ٹوٹ جائے گا اور حدث کے لیے وہ تیمم
کمرے گا۔ یہ بھی قطعاً معلوم ہے کہ دونوں صورتوں میں
یہ پانی نماز مباح کرے والا نہ تھا کیونکہ حدث باقی ہے اور
اس کے لیے تیمم کی ضرورت ہے۔ تو ضروری کہ اس کا
تیمم جنابت نہ ٹوٹے اس لیے کہ دلیل سادس میں ائمہ
ماہرین کی تصریحات گزر چکی ہیں کہ آیت کریمہ میں مہ پانی
مراد ہے جو استعمال کیا جائے تو نماز مباح ہو جائے گی
اور یہ وہ پانی نہیں۔ یہ شبہات کی تقریر ہے۔ (ت)

جواب شبہات : جواب شبہات میں
بتوفیق خداے و باب میں کہتا ہوں مآخری دونوں

للجنابة فالجواب واضح لا ند اذن مستبد
قطعا لا يصلح للاندراج لا ارتفاع الجنابة بالتيمم
فكيف يندرج الموجود في المرفوع ولذا
اجمعت الامة انه اذا حدث بعد تطهير
الجنابة بالغسل او بالتيمم وجد وضوء يجب
عليه الوضوء فاذا لم يندرج فيها لم يكن
الجمع بين البدلين في طهارة واحدة بل
طهارتين كمن اجنب ولم يجد غسلا فتيتم
فاحدث وجد وضوء فتوضأ ولا يرد ذو الحدين
لاجل الاندراج فيكون جمعا في طهارة واحدة
وكذلك المراءى بالاحاطة بالاحاطة من جهرمة
انزاله مانعية لاقاها وان بقي المنع من
جهرمة اخرى كما سبق في من توضأ وغسل
فخذه نجس مانع ولا يرد ذو الحدين فليس به
مانعتان وضوءه يزيل احدكهما وان بقيت
الاخرى بل مانعية واحدة لاندرج الصغرى
في الكبرى فاذا لم يكف للكبرى لم يكن محلا
للمصلحة اصلا ولو كان يكفي للصغرى.

شبہات کو لیجئے۔ اگر ان میں حدث تیمم جنابت کے بعد
تو جواب واضح ہے کہ اس صورت میں وہ یقیناً مستقل
ہے۔ جنابت میں شامل و مندرج ہونے کے قابل نہیں
کیونکہ جنابت تو تیمم سے ختم ہو چکی ہے تو موجود معدوم میں
کیسے شامل ہوگا۔ اسی لیے اس بات پر امت کا اجماع
ہے کہ جب غسل یا تیمم سے تطہیر جنابت کے بعد حدث ہو
اور آب وضوء دستیاب ہو تو اس پر وضوء واجب ہے۔
جب حدث جنابت میں شامل نہ ہوا تو دونوں بدل کو
ایک طہارت میں جمع کرنا نہ ہوا بلکہ دو طہارتوں میں ہوا
جیسے وہ شخص جسے جنابت لاحق ہوئی اور غسل کا پانی نہ پایا
تو تیمم کیا پھر اسے حدث ہوا اور وضوء کا پانی پایا تو وضوء
کیا۔ اس پر دونوں حدث والے سے اعتراض
نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کا ایک حدث دوسرے میں
شامل ہے تو وہاں ایک ہی طہارت میں دونوں بدل
جمع کرنا لازم آئے گا۔ اسی طرح اباحت سے مراد
وہ اباحت ہے جو اس مانعیت کے ازالہ کی جہت سے
ہو جس سے پانی کا اتصال ہوا اگرچہ دوسری جہت سے
مانعت باقی ہو جیسا کہ اس کے بارے میں گوراجس
نے وضو کیا اور اس کی رائے پر کوئی مانع نجس موجود ہے۔ اس پر بھی دونوں حدث والے سے اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ
اس کا حال ایسا نہیں کہ اس میں دو مانعیت (مانعت) ہوں اور وضوء ایک کو دور کر دے اگرچہ دوسری باقی رہ جائے۔
بلکہ اس میں ایک ہی مانعیت ہے کیونکہ صغریٰ کبریٰ میں شامل ہو گئی ہے تو پانی جب کبریٰ کے لیے ناکافی ہو
قطعا نماز کو مباح کرنے والا نہ ہو سکے گا اگرچہ صغریٰ کے لیے کافی ہو۔ (ت)

لیکن ان دونوں صورتوں میں اگر حدث تیمم
سے پہلے ہو، جیسا کہ شبہہ اولیٰ میں ذکر ہے،
تو میں کہتا ہوں اس کا جواب ایک حرف میں ہے

واما ان كان الحدث فيهما قبل التيمم
كما في الشبهة الاولى فاقول الجواب عنها
جميعا في حرف واحد ان شاء الله العزيز

الواحد الماحد به وقد لوحنا اليه في الافادة العاشرة وذلك ان الحدث له معنيان كما قدمنا في الطرس المعدل احدهما نجاسة حكيمية تحل بسطوح الاعضاء الظاهرة التي يلحقها حكم التطهير حلول سريان والسطح ممتد منقسم طولاً وعرضاً فيها نقسمها تنقسم النجاسة الحالة بها وعن هذا يسقط الفرض عما اصابه الماء مع بقاء النجاسة في الباقي والاخر وصف للمكلف وهو تلبسه بها فيبقى مادام ذمراً منها وهذا هو الحدث الذي لا يتجزى واذ كان الاول متجزئاً ينقسم الى قسمين شامل ومقتصر فالشمول في الجناية ما لم يمس ماء والاقتصار اذا غسل بعض البدن قال النجاسة الحكيمة نزول من المغسول وتبقى في غيره والحدث الاصغر لا يعتبر في غير الاعضاء الاربعة فان كانت الكبرى شاملة وجب الاندراج معها تلك الاعضاء ايضاً وان كانت مقتصرة لم يلزم كأن تكون الجناية في غيرهن وفيهن الحدث ولا يكون الا بان يتوضأ الجنب او يمس الماء على اعضاء وضوئه وتبقى لمعة في غيرهن ثم يحدث فيعتريهن الحدث ح ولا وجد للاندراج لبتاين المحل والى هذا اشرت بقولي في السند مرجح المحل جزء من المحل والمطهر بعض من المطهر وهذا هو مرادهم ههنا كما دل عليه قول الامام صدر الشريعة و له

اگر خدا نے غالب غنی بزرگ نے چاہا۔ اس جواب کی طرف ہم افادہ دہم میں اشارہ بھی کر چکے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ حدث کے دو معنی ہیں، جیسا کہ ہم نے الطرس المعدل میں بیان کیا۔ ایک نجاست حکمیہ جو اعضا کی اُن ظاہری سطحوں میں حلول سر یا فی کئے ہوتی ہے جنہیں حکم تطہیر لاحق ہوتا ہے۔ اور سطح ایک پھیلی ہوئی، طول و عرض میں منقسم چیز ہے۔ تو سطحوں کے منقسم ہونے سے ان میں حلول کرنے والی نجاست بھی منقسم ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جس حصہ کو پانی پہنچتا ہے اس سے فرض ساقط ہو جاتا ہے اور بقیہ حصہ میں نجاست باقی رہتی ہے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ حدث مکلف کی ایک صفت ہے اور وہ یہ ہے کہ مکلف نجاست حکمیہ سے متلبس ہے تو جب تک اس نجاست کا ایک ذرہ بھی باقی ہے یہ حدث باقی رہے گا۔ یہی وہ حدث ہے جو غیر متجزی و غیر منقسم ہے۔ اور اول چونکہ متجزی ہے اس کی دو قسمیں ہونگی، شامل اور مقتصر۔ جنابت میں شمول اس وقت ہے جب پانی مَس نہ ہوا ہو۔ اور اقتصار اس صورت میں ہے جب بدن کا کوئی حصہ دھل گیا ہو اس لیے کہ دھوئے ہوئے حصہ سے نجاست حکمیہ زائل ہو جاتی ہے اور دوسرے حصہ میں باقی رہتی ہے۔ اور حدث اصغر کا چاروں اعضا کے علاوہ میں اعتبار نہیں تو اگر نجاست کبریٰ شاملہ ہے تو اندراج لازم ہے کیونکہ وہ ان اعضا میں بھی عام ہے اور اگر مقتصر ہے تو اندراج لازم نہیں۔ مثلاً یہ صورت ہو کہ جنابت اعضائے اربعہ کے علاوہ میں ہو اور ان اعضا میں

يصل الماء لسعة ظهره^١ خص الظهر بالذكر
ليفيد ان الكبرى في غير محل الصغرى فلا يصح
الاندراج الا ترى ان ذالجنابة الشاملة و
الحدث اذا اغتسل كفاه عن الوضوء وان لم
يجد ماء لفسله فتيمم كفاه ايضا اما صاحب
المقتصرة في غير اعضاء الوضوء والحدث كمن
اغتسل وبقيت ظهره مثلاً ثم احدث فهذا
اذا غسل ظهره تم غسله وخرج عن الجنابة لكن
لا يكفي غسله ظهره عن الوضوء بل يجب عليه
ان يتوضأ او يتيمم للحدث ان لم يجد له الماء
وما هو الا لعدم اندراج الصغرى في تلك
المقتصرة الكبرى.

حدث ہو۔ اور اس کی یہی شکل ہوگی کہ جنب وضو کرے
یا اس کے اعضاء وضو پر پانی گزر جائے اور دیگر اعضا
میں لمبرہ جائے پھر اسے حدث ہو تو اعضاء وضو پر رش عارض ہو جائیگا۔
ایسی صورت میں اندراج کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ (اصغر و
اکبر کے) محل الگ الگ ہیں۔ اس کی طرف مندرجہ کے
تحت میں نے اپنے ان الفاظ سے اشارہ کیا کہ۔
”محل، محل کا جز ہے۔ اور مطہر، مطہر کا بعض ہے اور
یہاں پر علما کی یہی مراد ہے۔ جیسا کہ صدر الشریعہ کے
یہ الفاظ بتا رہے ہیں: ”اور پانی اس کی پشت کے لمبرہ
(چھوٹی ہوئی جگہ) تک نہ پہنچا۔“ خاص طور سے
پشت کو اس لیے ذکر فرمایا کہ یہ افادہ ہونے کے کبریٰ
غیر محل صغریٰ میں ہے اس لیے اندراج نہ ہو سکے گا۔

دیکھئے جنابت شاملہ اور حدث دونوں رکھنے والا جب غسل کرے تو یہی غسل وضو کے بھی کفایت کر جاتا ہے اور
اگر غسل کے لیے پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمم کرے تو یہ بھی کافی ہوتا ہے۔ مگر وہ جو غیر اعضاء وضو میں جنابت
مقتصرہ اور (اعضاء وضو میں) حدث رکھتا ہے۔ مثلاً وہ جس نے غسل کیا اور اس کی پیٹھ باقی رہ گئی پھر اسے
حدث ہوا۔ تو یہ جب اپنی پیٹھ دھو لے اس کا غسل مکمل ہو گیا اور وہ جنابت سے نکل گیا۔ لیکن اس کا اپنی
پیٹھ دھولینا وضو سے کفایت نہیں کر سکتا۔ بلکہ اس پر واجب ہے کہ وضو کرے یا اگر پانی نہ ملے تو حدث کے لیے
تیمم کرے۔ یہ اسی لیے ہے کہ نجاست معنوی اس نجاست کبریٰ مقتصرہ میں مندرج نہیں۔ (ت)

فان قلت هذا في الماء فانه ايضا
مطهر مقتصر على ما يصيب بخلاف التيمم فانه
يعم جميع البدن كالغسل.

اگر سوال ہو کہ یہ ترپانی میں ہے کہ وہ بھی
جس حصہ تک پہنچتا ہے اس کے لیے مطہر مقتصر ہے مگر
تیمم کا یہ حال نہیں کیونکہ وہ غسل کی طرح پورے بدن کو ہمگیر
اور عام ہے۔

اقول نعم يعم البدن لكن عمله في
اقول بان بدن كوعام اور ہمگیر ہے لیکن

الحدث هو الرفع لا تغييره عن صفته حتى
يجعل المدرج غير مندرج او بالعكس بل
انما يرفع على ما هو عليه من الحال ان
مندرجا فمندرجا او مستبد فمستبد افاذا
اغتسل وبقيت لمعة في ظهرك ثم احدث فتيمم
لهم ان الهمما مغتسلين الى وجدان الماء وهذه
ثمرة عمومه لان يدريج نجاسة حكيمه قائمة
بالاجزاء الاربعة في نجاسة اخرى قائمة
بالظهور فتبقى كل منهما تنظر الماء الكافي لها
بها له فاذا وجد وضوء وجب عليه الوضوء
ولو وجد قبل هذا التيمم لم تنع التيمم
لحدث لان كل ناقض بقا مانع ابتداء ويكون
الماء محللا للصلاة بالنظر الى هذا المستقل
المستبد الغير المنظور فيه الى الآخر ولم يجتمع الماء
والتراب على طهارة بل قوترا على طهارتين
مستقلتين فانخلت الشبهات جميعا والحمد
لله رب العالمين وصلى الله تعالى على سيدنا و
مولانا محمد و آله وصحبه اجمعين .

حدث میں اس کا عمل یہی ہے کہ اسے دُور کر دے یہ نہیں
کہ اس کی صفت بدل ڈالے اس طرح کہ مندرج کو
غیر مندرج بنا دے یا اس کے برعکس۔ بلکہ صرف اتنا
کھرے گا کہ حدث جس حالت و صفت پر ہے اسی حال پر
اسے رفع کر دے گا۔ مندرج ہے تو مجاہات اندراج
مستقل ہے تو مجاہات استقلال — اب دیکھیے
جب اس نے غسل کیا اور اس کی پشت میں لمعہ باقی
رہ گیا پھر اسے حدث ہوا، اب اس شخص و جنابت
دونوں کے لیے تیمم کیا تو یرتیمم دونوں کو پانی کی دستیابی
تیمم کے لیے دُور کر دے گا۔ یہی اس کے عزم اور
ہمہ گیری کا ثمرہ ہے یہ نہیں کہ ایک نجاست حکیمہ جو
اعضائے اربعہ میں ہے اسے دوسری نجاست حکیمہ
میں — جو پشت میں ہے — مندرج کر دے۔
اس لیے دونوں نجاستوں میں سے ہر ایک اپنے اپنے
لیے مستقل طور پر مائے کافی کے انتظار میں رہے گی
جس وقت اسے وضو کا پانی مل جائے اس پر وضو واجب
ہو جائے گا۔ اور اگر اس تیمم سے پہلے اسے
وضو کا پانی ملتا تو وہ حدث کا تیمم کرنے سے مانع ہوتا
اس لیے کہ ہر وہ جو بقا ناقض ہے ابتداء مانع ہے۔ اور پانی اس مستقل مستبد کے لحاظ سے جس میں دوسرے
کی جانب نظر نہیں نماز کو مباح کرنے والا ہے۔ اور ایک طہارت پر پانی اور مٹی کا اجتماع نہ ہوا بلکہ دونوں
دو مستقل طہارتوں پر متفرق اور مجہد ہیں — تمام شبہات حل ہو گئے اور ساری تعریف خدائے رب العالمین
کے لیے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے آقا و مولیٰ محمد اور ان کی آل و اصحاب سب پر درود ہو۔ (ت)
اقول ومن ههنا ظهر والله الحمد
ان من اجنب فتيمم
فاحدث فتوضأ فمر بنهر

اقول ہیں سے مجھہ تعالیٰ یہ بھی ظاہر

ہوا کہ جسے جنابت ہوئی تو اس نے تیمم کیا پھر
اسے حدث ہوا تو اس نے وضو کیا پھر کسی دریا کے

وقدر علی الاغتسال فلم يغتسل عاد جنبا
غير محدث بالحدث الا يصغر لان الجنابة انما
تعود فيها لم يصبه الماء من اعضائه و
بوضوئه السابق مر الماء على اعضائه
الوضوء فلا تعود اليها جنابة الا بسبب جديد
كما بينا في الافادة الاولى ونقلنا التخصيص
به عن الغنية والبدائع فهذا ان حدث
ولو قبل التيمم للجنابة العائدة ووجد وضوء
وجب عليه الوضوء قطعاً لان هذا حدث
طهر على طهر فينقضه ولا يكفي تيممه الآن
لانه لجنابة مقصورة في غير اعضاء الوضوء
فلم يندرج الحدث فيه وبقي مستقلاً بحاله
نعم يرتفع بتيممه للجنابة العائدة ان
لو كان عاجزاً عن الوضوء ايضا لان التيمم وان
كان لجنابة قدر ظفر لعم البدن فاذا وجد شرطه و
هو العجز عن الماء في اعضاء الوضوء ايضا طهرها ايضا
اما هو قادر على الوضوء فلا يفقد الشرط وبالجملة اذا
استقل الحدثان فالتيمم لهما وان كان واحداً بالصورة
تيممان معني ينظر في كل منهما الى شرطه فيحيث تحقق
يصح في حقه وجبت لاهل بخلاف
تيمم جنب ذي حدث مندرج فانه تيمم

پاس سے گزرا اور غسل پر قادر ہوا مگر اس نے غسل
نہ کیا تو وہ پھر جنب ہو گیا لیکن محدث بہ حدث اصغر
نہ ہوا۔ اس لیے کہ جنابت ان ہی اعضاء
میں عود کرے گی جنہیں پانی نہ پہنچا اور اعضاء وضو
پر اس کے وضوئے سابق کی وجہ سے پانی گزر گیا
تو ان پر جنابت بغیر کسی سبب جدید کے عود نہ کریگی
جیسا کہ ہم نے افادہ اولیٰ میں بیان کیا۔ اور اس
کی تصریح غنیہ اور بدائع سے نقل کی۔ پھر اس
کو اگر محدث ہو۔ اگرچہ لوٹ آنے والی جنابت کا
تیمم کرنے سے پہلے ہو۔ اور وہ آب وضو پائے تو
اس پر وضو قطعاً واجب ہے۔ اس لیے کہ یہ ایسا
حدث ہے جو طہارت پر طاری ہوا تو اسے توڑ دے گا۔
اور اس وقت اس کا تیمم کرنا اسے کفایت نہیں کر سکتا
اس لیے کہ وہ اس جنابت کے لیے ہے جو غیر اعضاء وضو
میں مقصور ہے تو حدث اس میں مندرج نہ ہوا اور الگ
مستقل رہ گیا۔ ہاں اس کا حدث لوٹ
آنے والی جنابت کا تیمم کرنے سے اٹھ جائے گا اگر
وہ وضو سے بھی عاجز ہو۔ کیونکہ تیمم اگرچہ ناخن برابر
جنابت کے لیے ہو لیکن تمام بدن کو عام ہوتا ہے۔
توجب اس کی شرط۔ اعضاء وضو میں بھی

امام فقیہ النفس نے فرمایا: دریا کا اسے علم ہوا
اقول مراد قدرت ہے اس لیے کہ علم ہونا قدرت
کو مستلزم نہیں اور قادر ہونا علم کو مستلزم ہے
۱۲ منہ غفرلہ۔ (د ت)

لہ قال الامام فقیہ النفس علم بہ
اقول والمراد القدرة فان العلم لا يستلزم
القدرة والقدرة تستلزم العلم ۱۲ منہ
غفرلہ۔ (م)

واحد صورة ومعنى لاجل الاندراج وههنا
 لاندراج الاترى الى ما قد منا عن الكافي
 الان من ايجاب الوضوء عليه اذا وجد ماء
 كافيا له باتفاق الامامين وان قال الامام
 الثاني بصرف حكم الوضوء عنه لعارض وسيجى
 في الرسالة التالية ان الاصح قول محمد و
 هذه عين الجزئية المطلوبة فانه جنب لمعة
 وقد احدث قبل التيمم لها فوجب الوضوء
 عليه وكذا هو مفاد المنية على نسخة
 المتن كما قد منا وكذا لك نص عليه في شرح
 الوقاية كما تقدم وقد اقره المحشون والناظر
 ولم يشكك احد كما استشكلوا جميعا قوله
 في صدر الباب : وما هو الا لان ما هنا في
 حدث مستقل فلا يحوم حول ايجاب الوضوء
 فيه شبهة ولا امتياف : وههنا تعود
 جميع الابحاث التي اوردها في الافادة
 العاشرة على طريقة السؤال : ودفعها بعدم
 الاستقلال في فرد الات ولا مرد لشي
 منها ولا نوال : ورحم الله الفاضل البرجد
 والعلماء جميعا اذ صور وجود الجنابة من دون
 حدث بثلاث صور اولها هذه ولما اتى على
 استظهار عدم وجوب الوضوء خص الكلام
 بالآخرين وجعل هذه بمنزل عنه كما نقلنا
 كلامه اخر الدلائل وتتمته في الاشكال
 الخامس لان هذه لا يرتاب فيها وجوب

پانی سے عجز — پانی بھائے تو انھیں بھی پاک کر دے گا۔
 مگر وضو پر قدرت کی حالت میں پاک نہ کرے گا اس لئے
 کہ شرط مفقود ہے — خلاصہ یہ کہ جب دونوں حد
 مستقل ہوں تو ان کے لیے تیمم اگرچہ صوری ایک ہو
 معنی دو تیمم ہو چیں ہر ایک میں اس کی شرط پر نظر
 کی جائیگی جہاں جس کی شرط متحقق ہو اس کے حق میں
 وہ تیمم صحیح ہو گا جہاں شرط نہ متحقق ہو صحیح نہیں ہو گا۔
 مگر حدت مندرج والے جب کا تیمم اس کے برخلاف
 ہے اس لیے کہ اندراج کی وجہ سے وہ صوری بھی ایک
 تیمم ہے اور معنی بھی — اور یہاں اندراج نہیں —
 وہی عبارت دیکھ لیجئے جو ابھی ہم نے کافی کے حوالے سے
 پیش کی ہے کہ باتفاق امام اعظم و امام محمد علیہما الرحمة
 اس پر وضو کے لیے کافی پانی کی دستیابی کی صورت
 میں وضو واجب اگرچہ امام ثانی (ابویوسف) کا قول ہے کہ اس
 وضو کا حکم عارضہ کے سبب ساقط ہو جائیگا اور آئینہ رسالہ میں
 یہ بات آ رہی ہے کہ آج قول امام محمد کا ہے اور یہ بعینہ ہمارا مطلوب
 جزیہ ہے اس لیے کہ وہ لمعة الا جنب ہے جسے تیمم جنابت سے پہلے حد بھی
 لاتی ہو تو اس پر وضو واجب ہو گیا۔ اسی طرح شرح وقایہ میں بھی
 اس کی تصریح ہے جیسا کہ گزرا۔ اسے محشین اور ناظرین
 نے برقرار بھی رکھا اور کسی نے اس میں اشکال نہ محسوس
 کیا جیسے شروع باب میں ان کے قول میں سبھی حضرات
 نے اشکال سمجھا — اس کی وجہ یہی ہے کہ وہاں جو
 کلام ہے وہ حدت مستقل کے بارے میں ہے تو اس
 میں ايجاب وضو کے گرد کسی شک و شبہ کا گز نہیں۔
 اور یہاں وہ ساری بحثیں آجاتی ہیں جنہیں ہم افادہ دہم

میں بطور سوال لئے اور انھیں عدم استقلال کے جواب سے
 وضع کیا وہ اب پھر وارد ہوں گی اور ان میں سے کوئی نہ رد
 ہو سکتی ہے نہ ٹل سکتی ہے۔ خدا کی رحمت ہو فاضل برجندہ
 — اور تمام علماء — پر کہ فاضل موصوف نے بغیر حد
 کے جنابت پائے جانے کی تین صورتیں پیش کیں جن میں
 پہلی صورت یہی ہے — اور جب عدم وجوب وضو
 کے بارے میں اپنی رائے کے اظہار پر آئے تو صرف
 بعد والی دونوں صورتوں سے متعلق کلام کیا اور اسے
 معرض کلام سے بالکل الگ رکھا جیسا کہ دلائل کے آخر
 میں ہم نے ان کا کلام نقل کیا اور اس کا تکملہ اشکال پنجم
 میں ہے کیونکہ اس سے متعلق وجوب وضو میں کوئی شک
 نہیں — ہاں اگر تیمم کر لیا پھر اسے حدت ہوا اور
 وضو نہ کیا پھر (نہانے کے قابل) پانی کے پاس سے
 گزرا اور اسے چھوڑ کر آگے چلا گیا — تو اس
 شخص کے پاس اگرچہ آب وضو موجود ہے مگر اس
 پر وضو نہیں خواہ اسے حدت ہو یا نہ ہو —
 اس لیے کہ اس کا حدت پہلے اگرچہ مستقل تھا مگر اب
 اعضائے وضو میں جنابت ٹوٹ آنے کی وجہ سے مندرج
 ہو گیا۔ اسی طرح عود جنابت کے بعد جو بھی حدت ہوگا
 سب مندرج ہو جائے گا بشرطیکہ عود کرنے والی
 جنابت کو پانی یا مٹی کے ذریعہ اعضاء وضو سے کلاً یا بعضاً
 رفع کرنے کے بعد وہ حدت نہ پیا ہوا ہو کہ ایسا
 حدت مندرج نہ ہوگا) اس سے ظاہر ہوا کہ جنبت کے
 مذکورہ مسئلہ میں خانیہ شریف میں واقع یہ عبارت
 احداث اولم یحدث (اسے حدت ہو یا نہ ہو)
 امام اجل فقیہ النفس کی سبقت قلم سے صادر ہوئی۔

الوضوء نعم لوتیمم ثم احدث ولم يتوضأ
 ثم مر بماء وجاوزه فهذا وان وجد وضوء
 لا وضوء عليه سواء احدث او لم یحدث لان الحد بعد
 ما كان مستقلاً صابراً منذ رجاء لعود الجنابة
 الى اعضاء الوضوء وكذا اكل حدث يحدث بعده
 ما لم يحدث بعد رفع الجنابة العائدة عن
 اعضاء الوضوء بعضها او كلاهما او تراب فظہرات
 ما وقع في مسألة الجنب المذكورة في الخانية
 الشريفة من قوله احدث او لم يحدث سبق
 قلم من الامام الاجل فقیہ النفس رحمه الله
 تعالى رحمة واسعة ورحمنا به في الدنيا و
 الآخرة آمين ولا غر وفلكل جواد كبوة: ولكل
 صابر م نبوة: ولا عصمة الا لكلام الالوهية
 ثم النبوة: والمسألة قد ذكرها محرو المذهب
 محمد رضى الله تعالى عنه في كتاب الاصل
 لم يذكر فيه احدث او لم يحدث وهكذا اشره
 في الخلاصة اذ قال راجل تیمم للجنابة ووصلی
 ثم احدث ومعه من الماء قدس ما يتوضؤ
 به للصلاة يتوضؤ به للصلاة اخرى فان توضأ به ولبس
 ثم مر بالماء ولم يغتسل حتى صار عادماً
 الماء ثم حضرت الصلاة ومعه من الماء
 قدر ما يتوضؤ به فانه يتیمم ولا يتوضؤ
 فان تیمم ثم حضرت الصلاة الاخری
 وقد سبقه الحدث فانه يتوضؤ به و
 ينزع خفيه وان لم يكن صابراً قبل

ذلک مسح علی خفیہ الکل فی الاصل اھ هذا
ما عندی والعلو بالحق عند ربی ائہ بكل
شیء علیم ۔

کو ٹھوکر بھی لگتی ہے اور ہر شمشیر بڑا کونا مرافت سے بھی دو چار ہونا پڑتا ہے۔ عصمت تو صرف کلام الوہیت پھر کلام نبوت کو ہے۔ یہ مسئلہ محرم مذہب امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتاب الاصل (مبسوط شریف) میں بیان کیا ہے۔ اس میں "احداث اولہ یحدث" ذکر نہ فرمایا۔ خلاصہ میں ان کی عبارت اسی طرح نقل فرمائی ہے جو درج ذیل ہے: ایک شخص نے جنابت کا تیمم کیا اور نماز ادا کی پھر اسے حدث ہوا اور اس کے پاس اتنا پانی ہے جس سے وضو کر سکتا ہے تو اس سے دوسری نماز کے لیے وضو کرے گا۔ اگر اس سے وضو کر لیا اور موزے پہن لیے پھر پانی کے پاس سے گزرا اور غسل نہ کیا یہاں تک کہ پانی اس کے لیے معدوم ہو گیا پھر نماز کا وقت آیا اب اس کے پاس بقدر وضو پانی ہے تو وہ تیمم کرے گا اور وضو نہیں کرے گا۔ اگر اس نے تیمم کر لیا پھر دوسری نماز کا وقت اس حالت میں آیا کہ اسے حدث لاحق ہو چکا تو اس پانی سے وہ وضو کرے گا اور اپنے موزے اتارے گا۔ اور اگر اس سے پہلے وہ پانی سے نہ گزرا تھا تو اپنے موزوں پر مسح کرے۔ یہ سب اصل (مبسوط) میں ہے اھ یہ وہ ہے جو میر نزدیک ہے۔ اور حق کا علم میرے رب کے یہاں ہے اقلیدادہ ہر شے کا علم رکھتا ہے۔ (ت)

افادہ ۱۲: میری اس تقریر نے مجھ تعالیٰ

تاویل کا ایک اور دروازہ کھولا فاقول (قریں
کہتا ہوں) عبارت شرح وقایہ میں مع اپنے معنی پر ہے
اور ہم کسی لفظ میں تصرف نہیں کرتے۔ ہم کہتے ہیں
جنابت جب شامل ہو اس کے ساتھ کوئی حدث
ظاہر نہ ہوگا بلکہ اسی میں مل جائیگا اور غائب مستہلک
ہو جائے گا جیسے حکم طہارت میں منی کے اندر مذی کے
غیاب واستہلاک کا حال ہے۔ تو حدث و جنابت
دونوں ایک ساتھ اسی وقت ہوں گے جب دونوں
مستقل ہوں۔ یہ اس جنابت مقصرہ میں ہوگا جو

الافادہ ۱۲ تقریری هذا فتح و

لله الحمد بابا آخر للتاویل فاقول مع علی
معناها ولا تنصرف فی شیء من الالفاظ ونقول
الجنابة اذا شملت لم یظهر معها حدث بل
اندمج فیها واستهلك كالمذی فی المعنی فی
حكم الطهارة فمعینتهما لا تكون الا باستقلالهما
وذلك فی جنابة مقصورة لا تشمل محل الحدث
طرا ولا یكون الا بان يتوضأ بعد الجنابة
كلا او بعضا ثم یحدث كما تقدم والفرص
ان الماء یكفی للحدث لا للجنابة فیجب ان تكون

الجنابة في محل اكبر من اعضاء الوضوء و
حينئذ لا شك انه اذا وجد وضوء يجب
عليه الوضوء بالاتفاق لان تيممه يكون
للجنابة خاصة ولا يرفع الحدث لكونه
مستبدا بالحكم والماء كاف له والحمد لله
حمد اكثر اطيبا مباركا فيه و صلى الله
تعالى على سيدنا و مولانا محمد و آله و
ذويه و امين -

پورے محل حدث کو شامل نہ ہو۔ اس کی صورت
یہی ہوگی کہ جنابت کے بعد کلاً یا بعضاً وضو کرے پھر
اسے حدث ہو جیسا کہ پہلے ذکر ہوا۔ اور فرض یہ کیا گیا
ہے کہ پانی حدث ہی کے لیے کفایت کر رہا ہے جنابت
کے لیے نہیں۔ تو ضروری ہے کہ جنابت اعضائے وضو
سے زیادہ بڑے حصے میں ہو۔ جب یہ صورت ہو
تو بلاشبہ آب وضو ملنے کے وقت اس پر بالاتفاق
وضو واجب ہوگا اس لیے کہ اس کا تیمم خاص جنابت
کے لیے ہوگا اور حدث رفع نہ کرے گا کیونکہ حدث تو اپنا مستقل حکم رکھتا ہے۔ اور اس کے لیے بقدر کفایت پانی
موجود ہے۔ اور ساری حمد خدا کے لیے ہے کثیر پاکیزہ بابرکت حمد۔ اور خدا کے برتر کی طرف سے ہمارے آقا
و مولیٰ محمد اور ان کی آل اور ان کے سبھی لوگوں پر درود ہو۔ الہی! قبول فرما۔ (ت)

اس سے ظاہر ہوا کہ امام صدر الشریعہ کے کلام کا

فظهر ان معنی کلام الامام ان

معنی یا ہے کہ حدث کی تین قسمیں ہیں :
اول وہ جسے صرف جنابت ہے خواہ اس کے
ساتھ کوئی حدث بالکل نہ ہو۔ جیسا کہ اس کی صورت
کا بیان گزرا۔ یا حدث ہو تو وہ جنابت ہی میں مغنی
و مستہلک ہو جیسے وہ جنب جس نے پانی مَس نہ کیا۔
یا اعضائے وضو کے ماسوا بدن دھویا۔ یا اعضائے وضو
اور کسی دوسرے حصہ کو چھو کر باقی سب دھویا۔
پھر ان سبھی صورتوں میں جنابت سے پاکی حاصل کرنے
سے پہلے اسے حدث ہوا۔

المحدث على ثلاثة انواع الاول من به جنابة
و حدها سواء لم يكن معها حدث اصلا كما
مرتبوسه او كان وهو مغفور مستهلك فيها
كجنب لم يمس ماء او غسل بدنه ما عدا
اعضاء الوضوء او غسل غيرها و غير حصاة
اخرى ثم احدث في الكل قبل ان يتطهر
لها و الثاني من به جنابة معها حدث كجنب
توضا او غسل بعض اعضاء وضوئه فقط او
مع غيرها من سائر البدن كذا او بعضا ثم
احدث قبل التيمم لها او فعل ذلك وفق
الماء و تيمم لها ثم احدث ثم مر بها يكتفي
لها فلم يغتسل و الثالث من به حدث وحده
وهو ظاهر و هذه احكامها اما القسم الاول

و دوم وہ جسے ایسی جنابت ہے جس کے ساتھ
کوئی حدث بھی ہے۔ جیسے وہ جنب جس نے وضو
کر لیا۔ یا صرف بعض اعضائے وضو دھو لیے۔
یا بعض اعضائے وضو باقی بدن میں سے کل یا بعض

کے ساتھ دھو لیے پھر جنابت کا تیمم کرنے سے پہلے اسے
حدث ہوا۔ یا اتنا اس نے کیا اور پانی ختم ہو گیا
اور جنابت کا تیمم کیا پھر اسے حدث ہوا پھر اتنے پانی
کے پاس سے گزرا جو جنابت کے لیے کافی تھا مگر اس
نے غسل نہ کیا۔

سوم وہ جسے صرف حدث ہو۔ یہ ظاہر ہے۔
اور تینوں قسموں کے احکام یہ ہیں۔ لیکن قسم اول (جب
جنب کے پاس) وہ جسے صرف جنابت ہو اس قید
کی دلیل یہ ہے کہ مقابلہ میں ایسا جنب مذکور ہے
جس کے ساتھ حدث بھی ہے (اتنا پانی ہو جو وضو
کے لیے کافی ہو غسل کے لیے نہیں) یعنی جنابت شاملہ
دور کرنے کے لیے نہیں جیسا کہ پہلی صورت میں ہے۔
یا غیر جنابت شاملہ کے لیے نہیں جیسا کہ بعد والی
دونوں صورتوں میں ہے۔ (تو وہ تیمم کرے گا اور
ہمارے نزدیک اس پر وضو واجب نہیں) اس لیے
کہ اس کے ساتھ کوئی ایسا حدث نہیں جو مستقل

(اذا كان للجنب المتفرد بالجنابة يد ليل
المقابلة) ماء يكفي للوضوء لا للغسل) ای ازالة
الجنابة الشاملة كما في الصورة الاولى او غيرها
كما في الاخيرتين فانه (يتيمم لا يجب عليه
الوضوء عندنا) اذا حدث معه مستقل بحكم
والفرض انه لا يخرج من جنابته فكان
وجوده وعدمه سواء (خلا فالشافعي) رضي
الله تعالى عنه لما علمت و (اما القسم الثاني
اذا كان مع الجنابة حدث يوجب الوضوء)
مستبدا بالحكم (فانه يجب عليه الوضوء)
قطعا لان حدثه مستقل وقد قدر على ما يكفي
لان الله ولا يكفيه التيمم (فان التيمم
الذي يفعله انما يكون للجنابة) خاصة لعدم
الاندراج فيلزم الوضوء (بالاتفاق و)
اما القسم الثالث (اذا كان للمحدث المتفرد
بالحدث) ماء يكفي لغسل بعض اعضائه

له هذا على التعليل وان جعلنا انفاء
للتضييع امكن تعلق قوله بالاتفاق بما يليه
على تقدير تاخر التيمم عن الوضوء فيكون
المعنى (يجب عليه الوضوء) فاذا توترأ
(فالتيمم) الذي يفعله بعد يبقى للجنابة
بالاتفاق) لارتفاع الحدث بالوضوء ونفاد
الماء بعده ولكن الاول هو الاولى كما لا يخفى
۱۲ منه غسل له (م)

یہ اس تقدیر پر ہے کہ فرائض تعلیل ہے۔ اور اگر فرائض
برائے تفریع مانیں تو ان کے قول بالاتفاق کا تعلق
اسی عبارت سے ہوگا جس سے یہ متصل ہے اس تقدیر
پر کہ تیمم وضو کے بعد ہو تو معنی یہ ہوگا (اس پر وضو واجب
ہے) تو جب وہ وضو کرے (تو تیمم) جسے وہ بعد میں
ہی کرے گا (بالاتفاق جنابت کیلئے) باقی رہے گا کیونکہ
حدث وضو سے رفع ہو گیا اور اس کے بعد پانی بھی
ختم ہو گیا۔ لیکن اول اولیٰ ہے جیسا کہ مخفی نہیں ۱۲ منہ
غفر له (د)

فالمخلاف، بیننا وبين الشافعي رضي الله تعالى عنه (ثابت ايضا) في وجوب صرف ذلك الماء وعدمه وهذا كما تروى بحمد الله تعالى احق باسم الشرح من اسم التأويل اذ ليس فيه صرف لفظ عن معناه اصلا وانا جعله هدية لروح الامام صدر الشريعة في جملة الله تعالى لاصلاح احوالي ومغفرة ذنوبي ذريعة في انه هو الرؤف الرحيم في بنا تقبل منا انك انت السميع العليم في والحمد لله حمدا كثيرا طيبا مباركا فيه في وصلى الله تعالى على سيدنا و مولانا محمد وآله وذويه في آمين -

حکم رکھتا ہو اور فرض یہ کیا گیا ہے کہ وہ پانی اسے جنابت سے نکال نہیں سکتا تو اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے (بمخلاف امام شافعی کے) رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اس کی وجہ معلوم ہو چکی (لیکن) قسم دوم، جنابت کے ساتھ کوئی ایسا حدث ہو جو وضو واجب کرتا ہے (جبکہ) حدث اپنا مستقل حکم رکھتا ہو (تو اس پر وضو واجب ہے) قطعاً۔ کیونکہ اس کا حدث مستقل ہے اور اسے اتنے پانی پر قدرت بھی ہے جو اس حدث کو دور کرنے کے لیے کافی ہے۔ اور اس کے لیے تیمم کفایت نہیں کر سکتا اس لیے (کہ تیمم) جو وہ کر رہا ہے صرف (جنابت کے لیے ہے) کیونکہ حدث اس میں مندرج نہیں۔ تو وضو لازم ہے (بالاتفاق)۔ یہی

قسم سوم (جب محدث) جو صرف حدث والا ہے (کے پاس) اتنا پانی ہو جو اس کے بعض اعضاء کے دھونے کے لیے کفایت کرے تو بھی (مخلاف) ہمارے اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان (ثابت ہے) اس بارے میں کہ اس پانی کو صرف کرنا واجب ہے یا نہیں۔ [ان کے نزدیک ہے ہمارے نزدیک نہیں ۱۲م الف] یہ توضیح جیسا کہ ناظرین کے سامنے ہے تاویل سے زیادہ شرح کا نام دینے جانے کی مستحق ہے۔ کیونکہ اس میں کسی لفظ کو اس کے معنی سے پھیرنا بالکل نہیں۔ میں اسے امام صدر الشریعہ کی روح پاک کے لیے ہدیہ کرتا ہوں۔ انہیں خدائے برتر میرے احوال کی اصلاح اور میرے گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ بنائے۔ اور خدا ہی کے لیے حمد ہے کثیر پاکیزہ بابرکت حمد۔ اور خدائے برتر کی طرف سے ہمارے آقا و مولیٰ محمد، ان کی آل اور ان کے سبھی لوگوں پر درود ہو۔ الہی قبول فرما۔ (ت)

خلاصہ تحقیقات ان چند مسائل سے واضح تنبیہ ان مسائل میں ہم جہاں جنابت کا لفظ لکھیں گے اُس سے مراد حدث اکبر ہے یعنی جس سے نہانا واجب ہوتا ہے خواہ جنابت ہو یا انقطاع حیض و نفاس اور لفظ حدث سے خاص حدث اصغر مراد ہے یعنی جس سے صرف وضو واجب ہوتا ہے **اقول** وبالله التوفیق۔

مسئلہ (۱) جنابت باقی ہونے کی حالت میں جب حدث پایا جائے (خواہ جنابت سے پہلے کا ہو

بیٹے سو کر اٹھا اور نہانے کی حاجت پائی بلکہ یہ صورت ہر انزال میں ہے کہ اُس سے پہلے خروجِ مَدی ہے یوں ہی غیبوتِ حشفہ سے پہلے مباشرتِ فاحشہ یا اُس سے بعد کا جیسے جماع کے بعد پیشاب کیا یا اس کے ساتھ کا جیسے جنابت کے لیے تم کیا پھر حدث ہوا وضو کیا پھر پیشاب کو بیٹھا اور اس کا پہلا قطرہ نکلنے کے ساتھ قابلِ غسل پانی موجود ہونے کا علم ہوا یا عورت کو پہلی ہی بار دسٹل دن دو منٹ خون آیا تو جس وقت دس رات دن کے گھنٹے منٹ ختم ہوئے وہی وقت اس کے انقطاعِ حیض اور اس پر وجوبِ غسل کا تھا اور ساتھ ہی ہنوز جریانِ خون باقی ہے اب یہ استحضار اور حدثِ اصغر ہے اگرچہ یہاں معیتِ معنی اتصالِ حقیقی ہے کہ ایک اُن کا بھی فاصلہ نہیں بلکہ ایک ہی اُن فصلِ مشترک ہے کہ اس پر حیض ختم اور اُسی سے استحضار شروع ہوا بالجلہ جب حدث و جنابت ایک وقت میں جمع ہوں اگرچہ اُن کے حدوث میں تقدم تاخر معیت کچھ بھی ہو اس کی دو قسمیں ہیں :

اول : کل یا بعض اعضائے وضو جتنی جگہ حدث ہے جنابت اُس سب جگہ کو محیط ہو حدث کا کوئی حصہ محلِ جنابت سے باہر نہ ہو عام ازیں کہ جنابت بھی صرف اتنی ہی جگہ ہو یا اُس کے علاوہ اور بھی ہم نے اس کا نام حدثِ مندرج یا مندرج رکھا اس کی بارہ صورتیں ہیں کہ اگر حدث کل اعضائے وضو میں ہے تو جنابت بھی کل میں ہے یا حدث بعض میں ہے تو جنابت کل یا اعضائے وضو سے اُس بعض یا اُس کے ساتھ بعض باقی کے بھی ایک حصہ میں ہے یہ چار شکلیں ہوتی ہیں اور ہر شکل پر ممکن کہ جنابت صرف یا اُس کے ساتھ باقی بدن کے بعض یا کل میں بھی تو بارہ ہو گئیں مثلاً :

(۱) جنبتِ محدث نے وضو نہ کیا باقی کل بدن دھویا کہ حدث و جنابت صرف کل اعضائے وضو میں ہیں یا باقی بعض بدن دھویا کہ حدث کل اعضائے وضو اور جنابت اُن کے ساتھ باقی بدن کے بھی بعض میں ہے یا اصلاً پانی نہ چھو کہ حدث اُس کل اور جنابت سارے بدن میں ہے ۔

(۲) محدث نے بعض اعضائے وضو دھو لئے کہ حدث بعض میں رہا پھر بلا حدث جنابت ہوئی جس کی تصویر اوپر گزری اب یہ جنابت کل اعضائے وضو میں ہے اور وہی صورتیں ہیں کہ باقی بدن کل یا بعض دھویا یا کچھ نہیں ۔

(۳) جنبتِ محدث نے بعض اعضائے وضو دھو لیے اور باقی بدن کل یا بعض یا کچھ نہیں ۔

(۴) محدث نے مثلاً دو عضو وضو دھو لیے پھر جنابت بے حدث ہوئی اور اُن دو میں کا ایک ہی دھویا کہ حدث دو عضو باقی میں ہے اور جنابت اُن دو اور اُن کے سوا تیسرے میں بھی اور باقی بدن کل یا بعض دھویا یا کچھ نہیں ۔

تنبیہ اقول اندراجِ حدث کی چھ صورتیں جن میں جنابت اعضائے وضو میں محلِ حدث سے زائد میں ہے یعنی ۴ - ۵ - ۶ - ۱۰ - ۱۱ - ۱۲ اُسی حالت میں ممکن ہیں کہ جنابت حدث کے بعد ہو کہ یہاں یہ درکار کہ اعضائے وضو میں بعض جگہ حدث نہ ہو اور جنابت ہو اگر حدث متاخر ہو تو اس بعض سے اس کا ارتقاع دھونے

ہی سے ہوگا اور دھونا جنابت کو بھی زائل کر دے گا۔ ہاں باقی چھ میں حدث و جنابت کا تقدم و تاخر دونوں ممکن و
لہذا ہم نے اُن میں جنب محدث کہا کہ ہر صورت کو محتمل رہے و باللہ التوفیق۔

دوم : حدث کُل یا بعض محل جنابت سے جُدا ہوا اسے حدث مستقل یا مستبد کہیے۔ اس کی دس صورتیں
ہیں کہ حدث کُل یا بعض اعضائے وضو جتنی جگہ میں ہو جنابت اُس جگہ کے بعض میں ہو یا اعضائے وضو میں اصلاً نہ ہو
یہ بھی چار شکلیں ہوتیں مگر دو پہلی بدستور ثلاثی ہیں اور دو پچھلی کہ اعضائے وضو میں اصلاً نہ ہو ثنائی کہ باقی بدن کے
بعض یا کُل کے سوا بالکل نہ ہونے کا احتمال نہیں کہ کلام اجتماع جنابت و حدث میں ہے لہذا یہ دس ہی صورتیں
رہیں، مثلاً :

(۱) جنب نے صرف بعض اعضائے وضو یا اُن کے ساتھ باقی کُل یا بعض بدن دھویا پھر حدث ہوا کہ یہ کُل
اعضائے وضو میں ہے۔

(۲) جنب نے صرف پورا وضو کیا یا باقی بدن کا بھی ایک حصہ دھویا پھر حدث ہوا۔

(۳) جنب نے فقط ہاتھ یا خیر اعضائے وضو کا کُل یا بعض بھی دھویا پھر حدث ہوا اور پاؤں دھوئے کہ
پاؤں سے جنابت و حدث دونوں زائل ہو گئے اور حدث باقی تین اعضا میں سے اور جنابت اُن میں سے صرف دو
میں کہ بعد جنابت ہاتھ دھو چکا ہے۔

(۴) جنب نے فقط وضو یا باقی بدن کا بھی بعض دھویا پھر حدث ہوا اور بعض اعضائے وضو دھوئے۔

اقول یہاں لکھ رہے ہیں کہ جنابت کے بعد جو عضو وضو وصل چکا اُس میں حدث مستقل ہے خواہ جمیع اعضائے وضو
ہوں کہ اس وقت پورا حدث مستقل ہوگا جیسے ۴ - ۵ - ۹ - ۱۰ میں یا بعض اس وقت یہی ٹکڑا مستقل ہوگا
جو اس بعض میں ہے باقی بدستور تابع جنابت رہے گا جیسا باقی ۶ میں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

تنبیہ اقول استقلال حدث نہیں ہوتا مگر جبکہ حدث جنابت کے بعد ہو کہ یہاں یہ درکار کہ جنابت محل
حدث میں اصلاً نہ ہو یا ہو تو اُس کے بعض میں ہو اگر حدث پہلے ہو تو یہ ناممکن ہے کہ جنابت لاحقہ کُل یا بعض محل
حدث سے بے دھوئے نہ اُٹھے گی اور دھونا حدث سابق کو بھی زائل کر دے گا۔

ثم اقول تفصیل مقام یہ ہے کہ یہاں چوتیس احتمالات مطلق ہیں کہ حدث اگر کُل اعضائے وضو میں ہے
تو جنابت کُل یا بعض میں ہو یا ان میں کہیں نہیں اور اگر حدث بعض میں ہے تو جنابت کُل اعضائے وضو یا اُسی
حدث والے حصے کے کُل یا بعض یا بعض دیگر کے کُل یا بعض یا بعض اول کے کُل اور دیگر کے بعض یا بالعکس یا
دونوں بعضوں کے بعض یا کسی میں نہیں۔ یہ بارہ شکلیں ہوتیں جن میں سوم و دوازدہم بوجہ مذکور ثنائی ہیں اور
باقی دس ثلاثی۔ ان میں بارہ صورتیں کہ جنابت بعض دیگر کے کُل یا بعض میں ہو خواہ تنہا یا بعض حدثی کے بعض

کے ساتھ کہ ۷، ۸ و ۱۰ و ۱۱ ہیں اور ہر ایک ثلاثی محال ہیں کہ ان سب صورتوں کا حاصل یہ ہوا کہ اعضاء وضو کا دوسرا حصہ جسے بعض دیگر کہا تھا حدث سے بالکل خالی ہے اور اس کے کل یا بعض میں جنابت ہے اور پہلے حصے کے کل میں حدث ہے اور اس میں جنابت اصلاً نہیں یا بعض میں ہے اب اگر جنابت پہلے ہے اُس کے بعد حدث ہوا تو دوسرا حصہ بے پورا دھوئے حدث سے کیونکر خالی ہو سکتا ہے اور جب دھویا جائے گا جنابت کو بھی رفع کر دیگا اُس کے کل یا بعض میں کیسے رہ سکتی ہے اور حدث پہلے ہے اُس کے بعد جنابت بے حدث ہوئی تو پہلے حصے کا جب تک کل یا بعض نہ دھویا گیا اس سے جنابت کیونکر اٹھی اور اگر دھویا گیا تو کل یا بعض سے حدث بھی دھل گیا اُس کے کل میں کیسے رہ سکتا ہے اور اگر حدث و جنابت ساتھ ہوں تو دونوں استعمالے ہیں لہذا ان ۳۴ میں سے ۲۲ ہی رہیں ۱۲ مندرجہ ۱۰ مستقل۔

مسئلہ ۲ : حدث مندرجہ کوئی حکم جدا گانہ نہیں رکھتا جنابت کے اندر مستہلک و مستغرق ہو جاتا ہے جیسے منی میں مذی۔ اس کی بارہ صورتوں سے ۱ و ۷ جن میں جنابت و حدث باہم منطبق ہیں ایک دوسرے سے باہر نہیں یہ تو حاجت بیان سے مستغنی ہیں کہ پانی پہلی صورت میں وضو یا ساتویں میں تکمیل وضو کو کافی ملا تو ضرور استعمال کرے گا اُسی میں جنابت و حدث دونوں زائل ہو جائیں گے۔ نہ ملا نہ کرے گا دونوں رہیں گے، ہاں باقی دس صورتوں میں اندراج کا اثر ان احکام سے ظاہر ہو گا۔

مسئلہ ۳ : صورت سوم میں کہ پورا نہانا درکار ہے اور کل اعضاء وضو میں حدث ہے جو وضو کے کامل چاہتا اگر نہانے پر قادر نہ ہو کہ پانی اتنا نہیں یا نہانا مضر ہے یا نہانے تو نماز کا وقت جاتا ہے اور وضو کے لیے کافی پانی موجود ہے اور اس سے ضرر بھی نہیں اور وقت میں بھی اُس کے گنجائش ہے یا اینہم وضو نہ کرے صرف تیمم کافی ہے کہ یہ حدث کوئی حکم مستقل نہیں رکھتا۔

مسئلہ ۴ : یوں ہی صورت ۶ میں کہ غسل کامل درکار ہے اور حدث صرف بعض اعضاء وضو میں کہ فقط تکمیل وضو چاہتا۔ ممکن ہے کہ اُس کے لیے ایک ہی چلو درکار ہوتا اگر اتنے پانی پر قادر ہو جب بھی استعمال نہ کرے صرف تیمم پر قانع ہو۔

مسئلہ ۵ : یوں ہی صورت ۹ و ۱۲ میں کہ حدث اگر چاہتا تو تکمیل وضو یا جنابت اعضاء وضو کا ایک حصہ اور اُن کے علاوہ سارا بدن دھونا مانگتی ہے اگر اُنہیں وجہ سے اس پر قدرت نہ ہو اور تکمیل وضو کہ پانی حاضر اور اُس پر قادر جب بھی صرف تیمم کرے۔ غرض تضا عیفت کی چاروں صورتیں ایک حکم رکھتی ہیں۔

مسئلہ ۶ : باقی ۶ صورتوں ۲ - ۳ - ۵ - ۸ - ۱۰ - ۱۱ میں جنابت کے لیے جتنا دھونا درکار ہے

اگر اُس کے لیے پانی یا وقت نہیں اور حدث کہ دوم میں وضو باقیوں میں تکمیل چاہتا اُس کے لیے پانی اور وقت کافی موجود ہیں اور یہ اُسی وقت ہوگا کہ مطلوب جنابت مطلوب حدث سے زیادت معتد بہار کھتا ہو جب تو ان چیز کا بھی وہی حکم ہے کہ وضو تکمیل کی حاجت نہیں تیمم کرے۔

ولا يلزم فيها ولا في الصورتين ۱۲ و ۹ تلفيق الطهارة من ماء و تراب بل يسقط ما تقدم ويتلون مؤديا بالتيمم فقط كما قد منعنا
ان میں اور صورت ۹-۱۲ میں طہارت کو پانی اور مٹی سے خلط کرنا لازم نہیں آتا بلکہ پہلے جو ہو چکا ساقط ہو جائیگا اور وہ صرف تیمم سے ادا کرنے والا ہوگا، جیسا کہ دلیل اول میں امام عینی کے حوالے سے ہم نے پیش کیا۔ (ت)

مسئلہ ۷: ان چار صورتوں میں مطلوب جنابت سے عجز بوجہ ضرر ہونا ظاہر صورت چہارم و دہم میں متوقع نہیں کہ اس میں سے ایک حصہ پہلے بوجہ حدث دھو چکا تھا اور باقی کو دھونے پر قدرت اب مفروض ہے کہ مطلوب حدث کے لیے پانی پایا اور اُس کے دھونے پر قادر ہے تو عجز کہیں نہ ہوا لہذا ضرور ہے کہ صورت چہارم میں پورا وضو اور دہم میں جس قدر مطلوب جنابت ہے بجالائے یہاں اگرچہ وضو یا تکمیل وضو کا حکم ہوا مگر نہ حدث بلکہ جنابت کے لیے۔ اور اگر فرض کیجئے کہ اتنی چیزیں اُس حصہ اعضا سے وضو میں ضرر پیدا ہو گیا جتنا مطلوب جنابت میں مطلوب حدث سے زائد ہے تو تیمم کی اجازت اب بھی نہیں ہو سکتی کہ یہ حصہ سارے بدن کے لحاظ سے بہت کم ہے اور غسل میں جب محل ضرر غیر محل ضرر سے کم ہو یہ جائز نہیں کہ غیر محل ضرر کو دھوئے اور باقی کے لیے تیمم کرے فائدہ ہر التلیق الممنوع ولا امکان لسقوط ما تقدم لعدم قيام التيمم مقامه لفقد شرطه العجز (کیونکہ یہی تلفیق ممنوع ہے اور سابق کے ساقط ہونے کا امکان نہیں اس لیے کہ تیمم اپنی شرط — عجز — کے فقدان کی وجہ سے اس کے قائم مقام نہیں۔ ت) بلکہ محل ضرر پر مسح کرے باقی دھوئے۔ یہی حکم یہاں سے بہر حال حدث کے لیے وضو یا تکمیل یہاں بھی نہیں۔

مسئلہ ۸: باقی چار صورتوں ۲-۵-۸-۱۱ میں کہ تین کے فصل متوالی سے ہیں نظر کی جائے کہ جتنا بدن دھو چکا اور باقی میں سے جتنے کے دھونے پر قدرت ہے یہ مجموعہ زائد ہے یا اس کے علاوہ اب جو جنابت کے لیے دھونا ہے وہ زیادہ ہے بر تقدیر اول محل ضرر پر مسح کرے اور جو باقی رہ جائے اسے دھوئے اور بر تقدیر دوم تیمم۔ وضو تکمیل بوجہ حدث یہاں بھی نہیں۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ اعضائے وضو کل یا بعض جس قدر حدث میں نہ دھوئے گئے کہ ان کا نام مطلوب حدث ہے اتنے پر قدرت تو مانی ہوئی ہے کما تقدم (جیسا کہ گزرا۔ ت) اور جتنا بدن بعد جنابت دھل چکا اُس کا کام بھی فارغ ہو گیا اس مجموعہ کا

نام مقدور رکھئے اور مطلوب حدث کے علاوہ جتنا مطلوب جنابت یعنی اُس میں دھونا اب درکار ہے اسے دوسرا فریق کیجئے ان میں کسی بیشی کی نسبت دیکھی جائے صورت دوم میں تمام اعضائے وضو اور بعض باقی بدن مطلوب جنابت تھی یہ فریق دیگر ہوا اور تمام اعضائے وضو مطلوب حدث تھا اور بعض دیگر باقی بدن دھل چکا یہ فریق اول تمام اعضائے وضو دونوں فریقوں میں مشترک ہیں مشترک ساقط کر کے باقی بدن کے دونوں حصوں میں نسبت دیکھ جائے جو دھل چکا وہ زیادہ ہے تو وضو کرے نہ حدث بلکہ جنابت کے لیے اور باقی بدن سے جتنا نہ دھلا تھا اُس پر مسح کرے اور اگر جتنا نہ دھلا تھا وہ زیادہ ہے تو تیمم۔

مسئلہ ۹ : یہ تہی صورت ہشتم میں بعض اعضائے وضو تو جنابت و حدث دونوں سے دھل چکے تھے اور بعض کہ باقی تھے مطلوب حدث و مطلوب جنابت دونوں میں مشترک تھے لہذا باقی ہی بدن کے دونوں حصہ مغسول و غیر مغسول میں نسبت ملحوظ ہوگی مغسول زیادہ ہے تو تکمیل وضو کرے نہ حدث بلکہ جنابت کے لیے اور باقی مطلوب جنابت پر مسح اور غیر مغسول زیادہ ہے تو تیمم۔

مسئلہ ۱۰ : صورت پنجم میں مطلوب حدث بعض اعضائے وضو ہیں اور مطلوب جنابت میں کل تو وہ اعضائے وضو کہ حدث میں نہ دھلے تھے بوجہ اشتراک ساقط ہوئے اور جتنے دھل چکے تھے مقدور میں شامل ہوں گے تو مغسول حدث اور باقی بدن سے مغسول باقی یہ دونوں ایک فریق ہوئے اور باقی بدن کا غیر مغسول دوسرا فریق اگر فریق اول زائد ہے وضو کرے نہ حدث بلکہ جنابت کے لیے اور باقی مطلوب جنابت پر مسح اور اگر دوم زائد ہے تیمم۔ ہاں اگر اتنی دیر میں مغسول حدث میں ضرر پیدا ہو گیا تو یہ فریق دوم میں شامل ہوگا اب اگر پہلا فریق زائد ہو تو اعضائے وضو سے جس قدر حدث میں نہ دھلے تھے اب دھوئے بغرض جنابت نہ بوجہ حدث اور جتنے دھل چکے تھے اُن پر اور باقی بدن کے غیر مغسول پر مسح۔ اور دوسرا فریق زیادہ ہو تو تیمم۔

مسئلہ ۱۱ : صورت ۱۱ میں مطلوب حدث کہ بعض اعضائے وضو ہیں مع زیادت داخل مطلوب جنابت ہیں تو مطلوب حدث مشترک ہو کر ساقط ہوا اور مغسول حدث بدستور شامل مقدور تو وہ اور باقی بدن کا مغسول پہلا فریق ہے اور غیر مغسول دوسرا اگر فریق اول ازید ہے جتنے اعضائے وضو جنابت میں نہ دھلے انہیں جنابت کے لیے دھوئے اور باقی بدن کے غیر مغسول پر مسح اور فریق دوم زیادہ ہے تو تیمم مگر یہ کہ مغسول حدث کا جتنا ٹکڑا جنابت میں نہ دھلا اُس میں ضرر تازہ پیدا ہوا تو وہ بھی فریق دوم میں شامل ہوگا اگر فریق اول زیادہ ہو اسٹکڑے اور باقی بدن کے غیر مغسول پر مسح کرے اور مطلوب حدث بغرض جنابت دھوئے ورنہ تیمم۔

تنبیہ : یہ نسبتیں اُسی تقدیر پر ہیں کہ حصہ مقدور کے علاوہ باقی تمام حصے میں ضرر ہو ورنہ اُس میں بھی جتنے میں ضرر نہیں شامل مقدور ہوگا۔

تنبیہ : جتنے حصہ میں فی نفسہ ضرر نہ ہو مگر اس کے دھونے سے پانی وہاں تک پہنچنا لازم ہو جس میں ضرر ہے تو وہ بھی غیر مقدر ہے کما نضو علیہ و اللہ سبحدہ و تعالیٰ اعلم (جمیعا کہ علمائے اُس کی تصریح کی ہے اور خدائے پاک و برتر خوب جاننے والا ہے۔ ت)

مسئلہ ۱۲ : جس طرح ابتدا میں اس حدیث کے قابل پانی موجود ہو تاہم کو مانع نہیں یوں ہی اگر پانی اصلانہ تھا اور تیمم کر لیا کہ جنابت و حدیث دونوں کو رفع کر گیا اب پانی اتنا ملا کہ اُس حدیث کو کافی ہے جب بھی اُس کے استعمال کی حاجت نہیں یہ تیمم حدیث کے حق میں بھی نہ ٹوٹے گا کہ حدیث کا کوئی حکم نہ تھا تیمم جنابت کا تھا اور اُس کے قابل پانی نہیں بقضہ عز و جل یہ تمام احکام و مسائل و تفصیلات جلال اس فتاویٰ کے خصائص سے ہیں اس کے غیر میں نہ ملیں گے۔

ذکرناھا تفقھا و نرجو من ربنا اصابة الضوایہ
والحمد لله العزیز الوهاب و وصی اللہ
تعالیٰ علی السید الاواب و آلہ و صحبہ و
امتہ الیوم الحساب
ہم نے یقیناً بیان کیے اور ہمیں اپنے رب سے امید ہے کہ صواب و درستی کو ہم نے پایا اور تمام تعریف عزت والے بہت عطا فرمائے والے خدا کے لیے ہے۔ اور خدائے برتر کی طرف سے درود ہو بہت رجوع لائے والے آقا، ان کی آل ان کے اصحاب اور ان کی امت پر روز حساب تک۔ (ت)

مسئلہ ۱۳ : حدیث مستقل مستقل ہے اس کے لیے تیمم میں خاص اُس پانی سے عجز دیکھا جائیگا جو اس کے لیے کافی ہو مطلب جنابت سے عجز اُس کے لیے تیمم یا نہ نہ کرے گا مثلاً استقلال کی صورت نہم میں جنب نے وضو کیا پھر حدیث ہو پھر سارا وضو کیا مگر ایک انگلی کی ایک پور چھوڑ دی کہ اب جنابت کے لیے اتنا پانی درکار ہے جو اعضائے وضو کے علاوہ جمیع بدن کو کافی ہو اور حدیث کے لیے صرف اس پور کو۔ اب اس نے اگر صرف اتنا پانی پایا کہ اس پور کو دھو سکے تو یہ خیال نہ کرے کہ اُس سارے بدن کے لیے تو تیمم کرنا ہے ایک پور دھونا کیا ضرور ایسا کرے گا تو تیمم کافی نہ ہو گا نماز نہ ہوگی بلکہ ضرور ہے کہ اس پور کو دھو لے کہ حدیث مستقل سے فارغ ہو جائے جنابت کے لیے تیمم کرے۔

مسئلہ ۱۴ : اگر جنابت و حدیث مستقل کسی کے قابل پانی نہ پایا اور تیمم کیا کہ دونوں کے لیے ایک ہی کافی ہو یا تیمم اگرچہ صورت ایک ہے معنی دو ہیں ایک تیمم جنابت کے لیے دوسرا اُس حدیث کے واسطے۔ ہر ایک

جدید اپنی شرط کا پابند رہے گا اگر اتنا پانی پایا کہ حدث کو کافی ہے اور جنابت کو کافی نہیں حدث کے حق میں تیمم ٹوٹ جائے گا اسے وضو لازم ہوگا بخلاف صورت مسئلہ ۱۲ کہ اس میں تیمم صورتہ و معنی ہر طرح ایک تھا تو حدث کے لیے کافی پانی سے نہ جائے گا جب تک جنابت کو کافی نہ ہو۔

مسئلہ ۱۵: جنابت کی تطہیر اگرچہ تیمم سے ہوئی ہو پانی سے کوئی حصہ نہ دھویا ہو اس کے بعد جو حدث ہوگا تمام و کمال مطلقاً مستقل رہے گا کہ جنابت رفع ہو چکی معدوم میں موجود کا اندراج کیا معنی مثلاً کسی مریض کو نہانا مضر ہے وضو مضر نہیں اسے جنابت ہوئی اور حدث بھی اسے فقط تیمم کا حکم تھا تیمم کر لیا اب پھر حدث ہوا اور وہ یہ خیال کرے کہ مجھے تو حدث کے لیے بھی تیمم ہی کافی ہوا تھا اب بھی تیمم کر لوں یہ نہیں ہو سکتا کہ جنابت کے لیے تو تیمم کر چکا وہ حدث سے نہ ٹوٹے گا جب تک دوبارہ جنابت نہ ہو اب اگر یہ تیمم جنابت کے لیے کرتا ہے لغو ہے اور اگر حدث کے لیے کرتا ہے تو وضو پر تو وہ قادر ہے اس کے لیے تیمم کیسے کر سکتا ہے لاجرم وضو لازم ہے۔

مسئلہ ۱۶: ہاں اگر جنب نے پانی نہ پا کر تیمم کیا پھر حدث ہوا پھر قابل جنابت پانی پایا اور استعمال نہ کیا کہ تیمم ٹوٹ گیا اور جنابت عود کر آئی اب یہ صورت اجتماع جنابت و حدث کی ہوگی اور دونوں کہاں کہاں ہیں اس کے لحاظ سے وہی صور اندراج و استقلال جاری ہوں گی جو ان میں سے پانی جائے مثلاً جنابت کئے لئے صرف تیمم کیا تھا پھر حدث ہوا پھر جنابت پلٹی تو اب یہ سارے بدن میں ہے جس میں اعضائے وضو بھی داخل لہذا حدث کہ مستقل تھا اب مندرج ہو گیا اور فقط قابل وضو پانی کا استعمال اسے ضرور نہ ہوگا اور اگر بعد جنابت وضو کر لیا تھا پھر پانی نہ رہا تیمم کیا پھر حدث ہوا پھر جنابت پلٹی تو اب یہ حدث مستقل ہی رہے گا کہ اعضائے وضو میں جنابت نہ رہی اور پلٹے گی اتنی ہی جتنی باقی رہی تھی وقس علیہ (اور اسی پر قیاس کیا جائے۔ ت) یوں ہی اگر اس عود جنابت کے بعد حدث ہوا تو انھیں تفصیل و احکام پر رہے گا اگر بعد جنابت و عود اعضائے وضو سے دونوں وقت کچھ نہ دھویا تھا حدث تمامہ مندرج ہو جائے گا اور اگر پیلے یا اب وضو کر لیا تھا اس کے بعد حدث ہوا بالکل مستقل رہے گا اور اگر بعض اعضائے وضو دھو لئے تھے تو اس قدر میں مستقل باقی میں مندرج۔

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلمہ و علمہ جل مجدہ
اتم واحکم و صلی اللہ تعالیٰ علی
سیدنا و مولینا محمد النبی الکریم
الاکرم و الحبیب الوؤف الکریم
الرحیم الکریم حم و علی الس
وصحبہ سادۃ الامم و قادتنا
اور خدائے پاک و برتر خوب جاننے والا ہے اور اس
کا علم بہت تمام اور محکم ہے اس کا مجد جلیل ہے۔
اور خدائے برتر درودنازل فرمائے ہمارے آقا و
مولیٰ محمد نبی کریم اکرم، حبیب مہربان، مہربان تر،
رحیم ارحم پر اور ان کی آل و اصحاب سرداران اقوام
پر جو راہ راست کی جانب ہماری قیادت کرنے والے

الی الطریق الامم : وابنه و حزبه و
 امتہ و باریک وسلم : ابد الابدیت :
 والحمد لله رب العلمین :
 ہیں اور ان کے فرزند، ان کے گروہ و ان کی امت
 پر اور برکت و سلام سے بھی نوازے ہمیشہ ہمیشہ،
 اور تمام تعریف سارے جہانوں کے مالک خدا
 کے لیے ہے۔ (ت)
